خواتین کے لئے جدید مسائل

مجموعہ تین رسائل

خواتین کی نماز کے جدید احکام * خواتین کی تعلیم کے شرعی احکام
خواتین کے لئے زیب و زینت کے احکام

جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
معین مفتی و استاذ جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 2631861

خواتین کیلئے جدید مسائل

مجموعہ تین رسائل

خواتین کی تعلیم کے شرعی احکام
خواتین کے لئے زیب وزینت کے احکام
خواتین کی نماز کے جدید احکام

جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
معین مفتی واستاد جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : اکتوبر ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

ضخامت : 239 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

……… ملنے کے پتے ………

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

خواتین کی تعلیم کے شرعی احکام

اجمالی خاکہ

اس رسالہ میں خواتین کی تعلیم کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا۔ نیز مدرسۃ البنات، اسکول، کالج، یونیورسٹی اور دیگر تعلیم گاہوں میں تعلیم حاصل کرتے ہوئے پیش آمدہ مسائل ومشکلات کا شرعی حل پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ لڑکیاں اور ان کے والدین شرعی حدود میں رہ کر تعلیم حاصل کریں اور تعلیم دلائیں۔

تالیف

جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

استاذ ومعین مفتی

جامعۃ الرشید، احسن آباد کراچی

فہرستِ عنوانات

عرض مؤلف

یہ بات تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ کسی بھی معاشرے کو سدھارنے اور بگاڑنے میں جس طرح مرد کے کردار کا دخل ہوتا ہے بالکل اسی طرح عورت کے کردار کا بھی بہت دخل ہے۔ یعنی عورت بھی معاشرے کا ایک حصہ ہے۔

جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

مامن مولود یولد علی الفطرة فابواه یهود انه أو ینصر انه أو یمجسانه.

(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ: صـ ۲۱)

''یعنی ہر بچہ فطرت اسلام پر ہی پیدا ہوتا ہے۔ ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔''

مطلب یہ ہے کہ پیدائش کے بعد ابتدأ جو ماحول اس کو ملتا ہے اسی میں رنگ جاتا ہے۔ اگر یہودیت، نصرانیت، مجوسیت کا ماحول ملے تو اسی میں رنگ جاتا ہے۔ اگر دینی، اخلاقی اور فطری ماحول ملے تو اسی کا اثر، اس کی زندگی میں نمایاں ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارک میں اولاد کے عقائد کو بگاڑنے کی تمام برائیوں کی جڑ برے ماحول اور برا معاشرہ کو قرار دیا ہے اور ماں باپ دونوں کو اس کا ذمہ دار قرار دیا بلکہ اولاد کی تربیت میں ماں کا دخل، باپ سے زیادہ ہی ہوتا ہے کیونکہ باپ عام طور پر بیرون خانہ ہوتا ہے اور ماں اندرون خانہ، جس کی وجہ سے اولاد کا سابقہ، ماں سے زیادہ پڑتا ہے۔

ماں کی تربیت کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماں کی گود کو اولاد کے لئے پہلا مدرسہ کہا گیا ہے، جس میں وہ تربیت حاصل کرتی ہے اور یہ بھی تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ "العلم فی الصغر کالنقش فی الحجر" یعنی بچپن کی تعلیم وتربیت کا اثر، دل میں ایسا منقش ہوتا ہے جیسے پتھر پر نقش ونگار، لہٰذا بچپن ہی سے اولاد کے اخلاق وعادات اور اعمال کو درست کرنے اور دینی تربیت دینے کی ضرورت ہے۔ یعنی ماں خود درست عقائد، پاکیزہ

اخلاق اور علوم دینیہ سے واقف ہو اور اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو تو پھر اولاد بھی اسی انداز سے تربیت پاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علوم دینیہ کے حصول کو مرد وعورت دونوں ہی پر لازم قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم . (ابن ماجه)

یعنی علم دین کا حاصل کرنا، ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔ اسی طرح علم دین کے حاصل کرنے والوں کے لیے جن فضائل کا ذکر قرآن وحدیث میں وارد ہے، وہ مرد وعورت دونوں کے لیے عام ہیں، اس میں کسی ایک صنف کی تخصیص نہیں ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

﴿ يرفع الله الذين امنوا منكم والذين اوتو العلم درجات ﴾

(سورة المجادله)

''اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کا مرتبہ بلند کرے گا، جو ایمان لائے اور ان لوگوں کا جو اہل علم ہیں۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين . (بخاری ومسلم)

''یعنی اللہ پاک جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے، اس کو دین کی سمجھ (علم ومعارف) عطا فرماتا ہے۔''

اور مزید ارشا فرمایا:

من سلك طريقا يلتمس فيه علما سهل الله له به طريقا الى الجنة .

(ترمذی)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی ایسی آیات واحادیث ہیں، جن میں علم دین کے حاصل کرنے والوں کے لئے فضائل وانعامات کا ذکر ہے جو مرد وعورت دونوں کو شامل ہیں۔

اسی طرح دیگر اسلامی احکام کا خطاب بھی جس طرح مردوں کو ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے۔ بہت سے احکام ایسے بھی ہیں، جن میں صرف خواتین ہی کو اللہ اور اس

کے رسول ﷺ نے مخاطب بنایا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولی واقمن الصلوة واتین الزکوة واطعن الله ورسوله.﴾ (سورة الاحزاب)

''یعنی تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو۔ قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق (بے پردہ بن سنور کر) مت پھرو اور تم نمازوں کی پابندی کرو۔ زکوۃ دیا کرو، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہنا مانو۔''

اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح مرد احکام شرعیہ کے مکلف ہیں، اسی طرح عورتیں بھی مکلف ہیں۔ اور احکام شرع پر عمل کرنا اور اس کی تبلیغ واشاعت کرنا جیسے مردوں پر لازم ہے، ایسے ہی خواتین پر بھی لازم ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: " بلغوا عنی ولو اية ." (بخاری)

''یعنی جتنا علم حاصل ہو وہ دوسروں تک پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہی کیوں نہ ہو۔''

یعنی جس کو دین کی جو بات معلوم ہو، وہ دوسروں تک پہنچائے۔ یہ خطاب بھی مرد اور عورت دونوں ہی کے لئے ہے دین کی تبلیغ کا فریضہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر ہے۔ اور یہ بات بھی بہت واضح ہے کہ قرون مشہود لہا بالخیر یعنی دور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین میں تبلیغ واشاعت، دین کا جو جذبہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تھا، اسی جذبہ سے صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی سرشار تھیں۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی شخصیت عورت ہی کی تھی (یعنی حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا) اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سزا میں جس شخصیت نے جام شہادت نوش فرمایا۔ وہ بھی عورت ہی کی ذات تھی (یعنی حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابو جہل بدبخت کے نیزے مارنے سے حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا شہید ہوئیں۔ یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام

قبول کرنے کا سبب ان کی بہن حضرت فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی تھیں۔

اور یہ بھی سیرت اور تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے کہ جب ایمان کی حفاظت کی خاطر ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو جہاں اپنے دین وایمان کی حفاظت کیلئے مردوں نے ہجرت کی، وہاں عورتوں نے بھی ہجرت کی۔ پھر ان پاکیزہ خواتین نے جہادوں میں بھی حصہ لیا اور دین کی سربلندی کے لئے اپنے شوہروں اور بچوں کو جنگ کے میدانوں میں خوشی خوشی بھیجا کرتی تھیں بلکہ تاریخ گواہ ہے کہ بعض عورتوں نے اپنے شوہر کو جہاد کے لئے اکسا کر اور طعنے دے کر میدان کارزار کے لئے روانہ کیا۔

اسی طرح اشاعت دین (یعنی قرآن وحدیث کو امت تک پہنچانے) کا فریضہ جس طرح صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انجام دیا، اسی طرح صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے بھی انجام دیا۔ چنانچہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی روایت کردہ احادیث سے کوئی معتبر کتاب خالی نہیں ہے بلکہ بعض صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی روایات بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے زیادہ ہیں۔

حضور ﷺ کی کثرت ازواج کا ایک اہم مقصد یہ بھی تھا کہ ان ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے ذریعہ دین اسلام کی تبلیغ ہو، خصوصاً وہ احکام جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔ چنانچہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اس فریضہ کو بحسن وخوبی انجام دیا، جو سیرت وتاریخ سے واقفیت رکھنے والوں پر مخفی نہیں۔

غرضیکہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں چھوڑا، جس میں صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ حصہ نہ لیا ہو اور معاشرے کو سدھارنے میں مؤثر کردار ادا نہ کیا ہو۔

اس پرفتن دور میں ایک طرف تو طرح طرح کی اخلاقی ومعاشرتی برائیاں جنم لے رہی ہیں ...... بے پردگی، عورت اور مرد کا بے محابا اختلاط، لباس، چال وچلن میں عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا اور مردوں کا عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا، فیشن پرستی، تصویر

کشی اور دیگر جرائم جن میں ٹی وی، وی سی آر اور ویڈیو فلم کی لعنت کا ایک مؤثر کردار ہے۔

دوسری طرف دین ہی کے نام پر آئے دن نت نئے فتنوں کی ایجاد، بدعات، رسومات غیر شرعیہ، شیعیت، قادیانیت، مودودیت، پرویزیت اور اسی قسم کے دیگر فتنوں نے اسلامی معاشرت اور اس کے اقدار واطوار کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیا ہے اور معاشرے کے امن وسکون کو تباہ وبرباد کر دیا ہے اور کھانے پینے میں حلال وحرام کی تمیز نہیں رہی۔ خاص کر بینکنگ کا سودی نظام معیشت نے اسلامی نظام معیشت کے چہرے پر بدنما داغ لگا دیا اور اسی قسم کی دیگر اخلاقی ومعاشرتی برائیاں جو معاشرے کے اندر ناسور کی طرح پھیل رہی ہیں۔ تو ہر قسم کی برائیوں کا سد باب کرنا، دینی تعلیمات کو عام کرنا، اسلامی اخوت ومحبت کی فضا ہموار کرنا، اسلامی نظام معیشت کو اپنانا، ہر قسم کے منکرات، بدعات ورسومات باطلہ اور عقائد فاسدہ کے خلاف علم جہاد بلند کرنا، مرد وخواتین دونوں ہی کی ذمہ داری ہے۔

اب جدید دور یا اکیسویں صدی کے تقاضوں کے مطابق لڑکیوں کو تعلیم دلانے یا ان کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے راستہ میں بہت سے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کی وجہ سے بار بار الجھنیں پیش آتی ہیں کہ ان مواقع پر شریعت کا کیا حکم ہے اس طرح تعلیم حاصل کرنے کی شریعت اجازت دیتی ہے یا نہیں وغیرہ اس لئے خیال پیدا ہوا کہ مسلمان بچیوں اور خواتین کو تعلیم کے سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات کا شرعی حل ڈھونڈا جائے۔ جس میں دینی ودنیوی دونوں طرح کی تعلیم گاہوں کے متعلق شرعی احکام بیان کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ رسالہ تیار ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس حقیر سی محنت کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، میرے والدین اور اساتذۂ کرام ودیگر معاونین کیلئے صدقۂ جاریہ بنائے۔ آمین راقم الحروف

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

استاذ ومفتی جامعۃ الرشید، احسن آباد، کراچی

۲۵/رجب ۱۴۲۸ھ

مدرسۃ البنات کا حکم

خواتین کا اپنے گھر میں رہ کر اپنے محارم مرد یا خواتین استانیوں سے قرآن کریم اور دین کے دیگر ضروری مسائل سیکھنا اور دینی تربیت حاصل کرنا یہ تو شرعاً مطلوب ہے اور شریعت کی پابندی کا طریقہ ہے۔ باقی اس کے لئے گھروں سے باہر نکل کر جانا اور مدرسۃ البنات میں باقاعدہ داخلہ لے کر تعلیم حاصل کرنا یہ بظاہر اس حکم قرآنی کے خلاف ہے۔

﴿ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولیٰ ﴾

عورتوں کا گھروں سے نکلنے میں فتنہ کا بھی اندیشہ ہے اسی لئے حضرات فقہاء کرام نے عورتوں کے لئے مسجد کی جماعت میں حاضری وغیرہ کو مکروہ و ناجائز فرمایا ہے۔

وقال العلامة السهارنفوری رحمه الله تعالیٰ معزیا لشرح النقاية: والفتوى اليوم على الكراهه فى الصلوات كلها لظهور الفساد ومتى كره حضورهن فى المسجد للصلوة فلأن يكره حضورهن فى مجالس الوعظ خصوصا عند هؤلاء الجهال الذين تحلوا بحلية العلماء اولى هكذا قال المشايخ رحمهم الله تعالیٰ، ولو شاهدوا ما شاهدنا من حضورهن بين مجالس وعاظ زماننا متبرجات بزينتهن لانكروا كل الا نكار رحم الله معاشر الابرار. (بذل المجهود: ۱/۳۱۹)

لیکن زمانہ کے حالات وتقاضوں کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے اس دور میں دینی ضرورت سے عورتوں کا گھروں سے نکلنا جائز ہونا چاہئے البتہ اس کا بھی خیال رکھنا ضروری ہے کہ دینی تعلیم کا مقصد خوف خدا فکر آخرت احکام شرع کی پابندی ہے یہ مقصد پیش نظر رہنا ضروری ہے اس کی مزید وضاحت کے لئے۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی رائے:

اس بارے میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی تحقیق پیش کی جاتی

ہے، چنانچہ احسن الفتاویٰ: ۱/ ۵۸ میں فقہا کی بہت سی عبارتیں نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں۔

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ امور دینیہ کے لئے خواتین کے خروج کی ممانعت قرآن وحدیث میں منصوص نہیں، بلکہ ان حضرات نے اپنے زمانے کے حالات اور شیوع فتن وفسادات کی وجہ سے اصول شریعت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی آراء وانظار کا اظہار فرمایا ہے، لہٰذا ان حضرات کا فیصلہ کوئی نص قطعی اور حرف آخر نہیں، بلکہ تغیر زمانہ سے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے۔

دور حاضر میں غلبۂ جہل اور دین سے بے اعتنائی اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ خواتین کے لئے ضرورات شرعیہ سے خروج کو مطلقاً ممنوع وحرام قرار دینا اور کسی بھی ضرورت شرعیہ کے لئے خروج کی اجازت نہ دینا اقامت دین کی بجائے ہدم دین ہے، چنانچہ اسی کے پیش نظر مجموع النوازل میں مسائل شرعیہ معلوم کرنے کی ضرورت سے خروج کی اجازت دی گئی ہے۔

ومر نصه عن الطحطاوی رحمه الله تعالیٰ.

لہٰذا بنظر فقہ اس مسئلہ میں تفصیل ذیل ضروری معلوم ہوتی ہے۔

احکام شریعت کے علم اور ان پر عمل کرنے میں تصلب وپختگی کی تحصیل کی غرض سے کسی ایسے مدرسۃ البنات میں پڑھنا جائز ہے جس میں شرائط ذیل کی پابندی کا اہتمام ہو:

معلمات کے لئے شرائط:

پڑھانے والی صرف خواتین ہوں، نامحرم مرد سے پڑھنا جائز نہیں، وجوہ عدم جواز کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

معلمات روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ مسائل واحکام شرع کے علم میں کمال رکھتی ہوں۔

عمل میں پختہ ہوں اور طالبات میں بھی عملی پختگی پیدا کرنے کی فکر رکھتی ہوں، معاشرہ میں پھیلی ہوئی بدعات اور منکرات وفواحش سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کا درد رکھتی

ہوں، بالخصوص وہ منکرات جو عام معاشرہ میں داخل ہو گئے ہیں، جیسے بے پردگی، تصویر، ٹی وی، غیبت وغیرہ۔

نصاب تعلیم اور طریق تعلیم کا مقصد ومحور یہی ہو جو اوپر بیان کیا گیا، یعنی روزمرہ کی زندگی سے متعلقہ احکام شریعت کے علم اور اس کے مطابق عمل میں پختگی پیدا کرنا، بالفاظ دیگر فکر آخرت پیدا کرنا، اصطلاحی عالمات اور فاضلات بنانے والا نصاب واجب الترک ہے اور ایسے القاب حاصل کرنے کی ہوس واجب الاصلاح۔

مدرسہ میں کوئی محرم چھوڑ کر آئے اور واپسی پر بھی کوئی محرم مرد ساتھ لائے۔

موجودہ جامعات البنات میں شرائط مذکورہ مفقود ہیں۔

مدرسۃ البنات میں پڑھنے کے نقصانات:

علاوہ ازیں ان جامعات کی تعلیم میں مندرجہ ذیل فسادات بھی ہیں:

(۱) جامعات تک آمدورفت کے لئے گھر سے روزانہ خروج ودخول اور جامعہ میں دخول وخروج کے اوقات اور آمدورفت کا راستہ متعین ہونے کی وجہ سے بدمعاش لوگ تعاقب کرتے ہیں۔

(۲) اور اگر کوئی گاڑی متعین ہو تو ڈرائیور شرارت کرتا ہے۔

یہ صرف خطرات ہی نہیں، واقعات ہیں۔

(۳) گھر سنبھالنے کی صلاحیت سے محرومی۔

(۴) گھریلو کام کاج کو اپنی شان کے خلاف سمجھنا۔

(۵) گھریلو کاموں کے لئے ملازمہ رکھتی ہیں جو فاسقات ہوتی ہیں اور دین، جان، عزت اور مال کیلئے مہلکات ثابت ہو رہی ہیں۔

گھروں میں فارغ پڑی رہنے سے نفسانی وشیطانی خطرات کے علاوہ جسمانی ورزش نہ ہونے کی وجہ سے قلب وقالب دونوں کی صحت برباد۔

جامعات سے فارغ ہونے والی ''عالمات وفاضلات'' میں مرض عجب وکبر۔

قرآن وحدیث سے براہ راست تخریج مسائل کا شوق رکھتی ہیں جو دین کی تباہی اور شیوع الحاد کے لئے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے، جبکہ کتب فقہ سے بھی کسی غیر مفتی کے لئے مسائل نکالنا جائز نہیں۔

ان ''عالمات وفاضلات'' کو علماء وفضلاء کے رشتے نہیں ملتے تو جہلاء بلکہ فساق وفجار اور بے دین ملحدین ومبتدعین سے بھی شادی کر لیتی ہیں جس میں علم دین کی سخت توہین ہے جو درحقیقت دین کی توہین ہے۔

جامعات کی اصلاح علماء پر فرض ہے:

حالات مذکورہ کے پیش نظر ان جامعات کی اصلاح کی طرف خصوصی توجہ کرنا علماء پر فرض ہے۔ بہتر اور بے ضرر طریقہ صرف یہ ہے کہ بچیوں کو اپنے گھروں ہی میں رکھ کر مقصد مذکور تک پہنچانے کی کوشش کی جائے جس کے لئے مندرجہ ذیل امور اربعہ کا اہتمام کافی ہے۔

تجوید قرآن۔

بہشتی زیور کی تعلیم۔

کسی شیخ کامل کے مواعظ کی خواندگی۔

گھر سنبھالنے کی صلاحیت اور گھر کا کام خود کرنے کا سلیقہ پیدا کرنا اور اس کی عادت ڈالنا۔

امور مذکورہ کی پابندی پر کچھ محنت تو کرنا پڑے گی مگر فکر آخرت ہو تو اتنی سی محنت کچھ بھی نہیں، تحصیل دنیا کے لئے اس سے ہزاروں درجہ زیادہ محنتیں اور مشقتیں برداشت کی جارہی ہیں۔

نامحرم مرد سے پڑھنے کے نقصانات:

نامحرم مرد سے پڑھنا بوجوہ ذیل ناجائز ہے۔

روزانہ نامحرم کی صحبت میں بیٹھنا۔

زیادہ دیر تک بیٹھے رہنا۔

اشکالات علمیہ حل کرنے اور فہم و تفہیم کے لئے استاد و طالبات کے درمیان بار بار مراجعہ قرب مکانی مجلس وعظ کی بنسبت زیادہ ہوتا ہے۔

طالبات معدودات ہوتی ہیں اور استاد کی نظر میں مشخصات و معہودات، مجلس وعظ میں عموماً ایسے نہیں ہوتا۔

معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ استاد رجسٹر میں حاضری لگانے کے لئے ہر طالبہ کا نام پکارتا ہے اور وہ جواب دیتی ہے، اس سے جانبین کے درمیان خصوصی معرفت اور مزید تعلق پیدا ہوتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نیت خالص دین سیکھنے کی ہو اور دین کو مقدم رکھا جائے مدرسۃ البنات میں تعلیم حاصل کرنے میں بھی شریعت کی پابندی کی جائے تو وہاں تعلیم حاصل کرنا جائز ہے۔

عورتوں کا مجلس وعظ میں شرکت:

عورتوں کے لئے دین حاصل کرنے کا ایک طریقہ مجلس وعظ میں شرکت ہے لیکن اس میں بھی مقصد دینداری ہونا لازم ہے چونکہ اس راہ میں بھی شیطانی وساوس اور نفسانی تقاضے آڑے آتے ہیں، بعض دفعہ اس میں فائدہ کے بجائے دین کا نقصان ہو جاتا ہے اس لئے اس کے جواز کے لئے چند شرائط کی پابندی لازمی ہے چنانچہ حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔

مجلس وعظ میں شرکت کی شرائط:

کسی نامحرم عالم کی مجلس وعظ میں جانے میں وہ مفاسد نہیں جو نامحرم استاد سے پڑھنے میں بیان کئے گئے ہیں، معہذا اس کے لئے بھی یہ شرائط ہیں۔

واعظ کے علم، تقویٰ اور طریق اصلاح پر علماء وقت کو اعتماد ہو۔

بدعات اور منکرات وفواحش جو معاشرہ میں داخل ہو گئے ہیں، ان سے بچنے بچانے پر زیادہ زور دیتا ہو۔

اس کے وعظ سے صحیح مسلمان بننے اور دوسروں کو بھی صحیح مسلمان بنانے کی فکر پیدا ہو اور معاشرہ پر چھا جانے والے منکرات چھوٹ جائیں۔

پردہ کا مکمل انتظام ہو، مقام وعظ کے دروازے پر بھی مرد و زن کے اختلاط سے حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔

خواتین مزین لباس اور زیور پہن کر، رنگ و روغن سے آراستہ ہو کر اور خوشبو لگا کر نہ آئیں۔

ہر بار جوڑا نہ بدلیں کم از کم ایک مہینے تک ہر حاضری میں ایک ہی جوڑا پہن کر آئیں۔

خواتین کی مجلس مردوں اور واعظ کی مجلس سے اتنی دور ہو کہ مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کے سوا آواز نہ پہنچ سکے، اگر یہ مشکل ہو تو جتنا زیادہ فاصلہ ہو سکے۔

ہفتہ میں ایک بار سے زیادہ نہ ہو، اتنے وقفہ کے مناسب ہونے پر دین و دنیا میں کئی شواہد ہیں۔

حضرات فقہاء کرام رحمہم اللہ کے مطلقاً حرمت کے فیصلہ میں ضرورت شرعیہ سے کچھ گنجائش تلاش کرنے کی سعی مذکور کے باوجود خواتین کے لئے تبلیغی جماعت میں نکلنے کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں نکل سکی۔ واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم.

(احسن الفتاویٰ : ۸/۶۱)

اس تحریر کا یہ مقصد نہیں ہے کہ مجالس وعظ میں جانا چھوڑ دے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ان مجالس کی شرکت کو محض ایک رسم نہ بنالی جائے بلکہ مجلس میں حاضری سے پہلے اور واپسی پر اپنے حالات کو سوچا جائے کہ اس حاضری سے کیا مقصد ہے اور کتنا فائدہ ہوا؟ اس سے ان شاء اللہ جلد نفع ہوگا۔

خواتین کا تبلیغ کے لئے نکلنا

تبلیغ میں نکلنے کا ایک اہم مقصد مسلمان مرد و خواتین جو دین سے دور ہیں ان کو دین کے قریب کرنا اور دیندار مسلمان بھائیوں میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی فکر پیدا کرنا،

تا کہ انفرادی اجتماعی محنت اور کوششوں سے تمام مسلمان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

کہ عقائد، عبادات، معاملات، اخلاق درست ہو جائیں تقویٰ طہارت والی زندگی گذارنے والے بن جائیں۔ اس کام میں مرد حضرات کو شرکت کرنا چاہئے، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے اس کام میں عورتوں کی شرکت کا کیا حکم ہے اس بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں اس لئے پہلے دو سوال و جواب نقل کر کے اپنی رائے کا ذکر کروں گا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

ہمارے گاؤں میں آج کل ایک فضا بن گئی ہے کہ بعض لوگ تبلیغی جماعت میں وقت لگا کر گھر واپس جا کر اپنی عورتوں کو ایک تبلیغی جماعت کی صورت میں ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں تبلیغ کرنے کے لئے بھیجتے ہیں مثلاً ۳ دن کے لئے یا ۱۰ دن کے لئے روانہ کر دیتے ہیں اور وہ عورتوں کی جماعت کسی گھر میں جا کر دوسری عورتوں پر تبلیغ کرتی ہیں اور عورتوں کی تبلیغی جماعت کے بارے میں بعض علماء کرام نے منع کیا ہے اور پھر لوگ ان علماء کرام کے خلاف ہو گئے ہیں اور بری بری باتیں ان کے خلاف کرتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا شریعت نے عورتوں کو تبلیغ اپنے گھر سے باہر کرنے کی اجازت دی ہے یا نہیں؟ اور عورتوں کی تبلیغی جماعت بنا کر دوسرے علاقوں میں ان کی تشکیل کرنا یہ کیسا ہے؟ اور علماء کا منع کرنا اور لوگوں کا اس امر میں مخالفت کرنا یہ کیسا ہے؟

الجواب ومنہ الصدق والصواب

عورتوں کے لئے شرعاً حکم یہی ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری کے اندر رہیں بلا ضرورت شدیدہ گھر سے باہر نہ نکلیں۔

قولہ تعالیٰ: ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیة الاولیٰ﴾

(سورۃ الاحزاب: ۳۳)

یعنی اپنے گھروں میں قرار سے رہیں، اور ایام جاہلیت کے دستور کے موافق گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

اور عورتوں کا گھر سے باہر نکلنا بہت بڑا فتنہ ہے۔

قوله علیه السلام: المرأة عورة اذا خرجت استشرفها الشيطان .

(رواه الترمذی مشکوٰة : ۲٦۹)

لمعات شرح مشکوٰۃ میں ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطانی کارندے اس کی طرف گھور کر دیکھتے ہیں تا کہ عورت پر فریفتہ ہو جائیں یا عورت کو اپنے اوپر فریفتہ کریں۔ (کذا فی حاشية مشکوٰة : ۲٦۹)

و قوله علیه السلام : لیس للنساء نصیب فی الخروج الا مضطرة.

(رواه الطبرانی فی الکبیر)

عورت کے خروج کے متعلق اس ضروری وضاحت کے بعد آتے ہیں عورتوں کی تبلیغ کی طرف تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ عورتوں کا تبلیغی جماعت کے ساتھ جانا ایک ایسا فعل ہے جس کی نظیر قرون مشہود لہا بالخیر میں نہیں ملتی کیونکہ دعوت و تبلیغ مرد حضرات کی ذمہ داری ہے اور یہ ذمہ داری اس وقت مرد حضرات ہی پوری کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عورتوں کے خروج میں وقوع فتنہ کا بھی اندیشہ ہے۔

لہٰذا عورتوں کا دعوت تبلیغ کی غرض سے اپنے گھروں سے نکلنے اور دور دور کا چکر کاٹنے کی شرعاً گنجائش نہیں۔

ہاں دین کے ضروری احکام کا علم اور ان پر عمل کرنے میں پختگی پیدا کرنا عورتوں پر بھی لازم ہے اور یہ مقصد درج ذیل امور کی پابندی کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم تجوید کے ساتھ پڑھیں۔

بہشتی زیور کی تعلیم حاصل کریں۔

(یہ تعلیم اپنے محارم، والد، بھائی، چچا وغیرہ سے حاصل کریں یا ایسی معلمات سے جو

روزمرہ کے متعلقہ مسائل واحکام شرع میں کمال رکھتی ہوں اور عمل میں پختہ ہوں اور متعلمات میں فکرآخرت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہوں)

کسی شیخ کامل کے مواعظ پڑھیں۔

یہ تو تھا اصل مسئلہ کا حکم، باقی اس بارے میں عام لوگوں کا علماء کو برا بھلا کہنا اور ان کو ہدف تنقید بنانا یہ تو انتہائی خطرناک حرکت ہے علماء نے تو اپنے علم وفہم کے مطابق ایک مسئلہ کا شرعی حکم بتایا ہے اس میں ان کا کیا قصور ہے لہٰذا اس بارے میں علماء پر تنقید کرنے والوں پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

(رجسٹر نقل فتوی دارالافتاء والارشاد فتوی: ۴۱/۱۶۶۱)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی

۲/ذی الحجہ ۱۴۲۳ھ

دارالعلوم کراچی کا فتویٰ

الجواب

خواتین کے لئے اصل حکم تو یہ ہے کہ وہ اپنے گھروں میں رہیں، ضرورت شدیدہ کے بغیر گھروں سے باہر نہ نکلیں، کیونکہ عورتوں کے باہر نکلنے سے فتنہ کا اندیشہ ہے، قرآن مجید میں ہے۔

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى.﴾

(سورة الاحزاب)

مطلب یہ ہے کہ تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو، مراد اس سے یہ ہے کہ محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کر لینے پر کفایت مت کرو۔ بلکہ پردہ اس طریقے سے کرو کہ بدن مع

لباس نظر نہ آئے۔ اور قدیم زمانہء جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ جس میں بے پردگی رائج تھی۔ گو بلافحش ہی کیوں نہ ہو اس لئے حضرات فقہاء کرام نے عورتوں کو بلا ضرورت گھر سے نکلنے سے منع فرمایا ہے، البتہ اگر ضروریات دین مثلاً نماز، روزہ وغیرہ کے مسائل گھر میں اپنے شوہر یا محرم سے معلوم نہ ہوسکیں، تو اس کے لئے عورت حدود شرعیہ کا لحاظ رکھتے ہوئے باہر نکل سکتی ہے، لیکن عورتوں کے لئے تبلیغ فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے البتہ آج کل چونکہ فتنہ کا دور ہے اور بے دینی کا سیلاب تیزی سے بڑھ رہا ہے، خاص طور سے عورتوں میں بھی بے دینی بہت ہوگئی ہے، اس لئے اگر عورتیں مندرجہ ذیل شرائط کی پابندی کرتے ہوئے گاہ بگاہ تبلیغ کے لئے نکلیں، تو اس کی گنجائش ہے، اگر ان شرائط کی رعایت نہ کریں، تو ان کا تبلیغ کے لئے نکلنا جائز نہیں، اور وہ شرائط یہ ہیں۔

عورت کے سرپرست یا شوہر کی اجازت ہو۔

اگر سفر شرعی پر جانا ہے تو محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا لازم ہے۔

کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو۔

مکمل شرعی پردہ ہو۔

زینت یا بناؤ سنگار کرکے یا مہکنے والی خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

عورتیں جس گھر میں ٹھہریں وہاں پردہ کا مکمل انتظام ہو، اور غیر محرم مردوں کا وہاں کوئی عمل دخل نہ ہو۔

دوران تعلیم عورتوں کی آواز غیر محرم نہ سنے۔

مذکورہ بالا شرائط کے مطابق خواتین کی جماعتوں کا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں نکلنا ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی﴾ کے خلاف نہیں۔ آیت کے خلاف اس وقت ہے جب مذکورہ شرائط کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خواتین جماعتوں میں نکلیں جیسا کہ ﴿ولا تبرجن تبرج الجاهلیة الاولی﴾ سے معلوم ہو رہا ہے، لہٰذا مذکورہ اعتراض اس صورت میں درست نہیں، اور خواتین کے لئے مساجد میں نماز کے لئے آنے

کی ممانعت پر جماعتوں میں نکلنے کو قیاس کرنا بھی درست نہیں، بہر حال شرائط بالا کی مکمل پابندی کرتے ہوئے خواتین کا جماعتوں میں نکلنا شریعت کے مطابق ہے اور درست ہے۔

(بحوالۂ تبویب نقل فتاویٰ دارالعلوم کراچی : ۴۲ الف ۲۱۵)

فی البحر الرائق. فان أرادت ان تخرج الیٰ مجلس العلم بغیر رضا الزوج لیس لها ذلك، فاذاوقعت لها نازلة ان سأل الزوج من العالم، أو اخبرها بذلك لا یسعها الخروج، وان امتنع من السوال یسعها الخروج من غیر رضاالزوج، وان لم تقع لها نازلة لکن أرادت ان تخرج الیٰ مجلس العلم لتتعلم مسألة من مسائل الوضوء والصلوة، وان کان الزوج یحفظ المسائل ویذکرها عندها له أن یمنعها، وان کان لا یحفظ الأولیٰ ان یأذن لها احیاناً، وان لم یأذن فلاشئی علیه، ولا یسعها الخروج مالم تقع لها نازلة. (۴/۱۹۵) واللّٰه اعلم.

عبد الرؤف

دارالافتاء دارالعلوم کراچی

۱۸-۳-۱۴۱۲ھ

تبدیلی رائے:

بندہ کی رائے شروع میں یہی تھی کہ عورتوں کا گھر سے نکلنے میں فتنے کا اندیشہ ہے اس لئے خواتین کے لئے تبلیغ میں جانا مطلقاً جائز نہیں اور عدم جواز کے مزید دلائل کے ساتھ فتویٰ شائع کیا اور ہوتا رہا تاہم حالات اور ضرورت کے پیش نظر اب میری رائے بھی، دارالعلوم کے فتویٰ کے مطابق ہے، کہ ان شرائط کی پابندی کے ساتھ کوئی خاتون تبلیغ میں وقت لگانا چاہے، تو اس کے لئے اجازت ہوگی البتہ جس خاتون کو اپنے بارے میں خیال ہو کہ وہ ان شرائط کی پابندی نہ کر سکے گی یا تجربہ سے اندازہ ہو کہ اس کے لئے پابندی ممکن نہیں ایسی خواتین کے لئے نکلنا جائز نہ ہوگا۔

خواتین کو لکھائی سیکھنا اور سکھلانا:

خواتین کو تعلیم جاری رکھنے کے لئے کتابت یعنی لکھنے لکھانے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے جبکہ بعض روایات میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے، تو کیا عورت کے لئے خط وکتابت سیکھنا دوسری لڑکیوں کو سکھانا جائز ہے یا نہیں تو سمجھ لینا چاہئے کہ بقدرِ ضرورت سیکھنا سکھانا دونوں جائز ہے البتہ اگر آثار وقرائن سے کسی عورت کی طبیعت میں شر ظاہر ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو تو خاص اس کے لئے جائز نہیں۔

واخرج الامام ابو داؤد رحمه الله تعالىٰ عن الشفاء بنت عبدالله رضى الله تعالىٰ عنهما قالت دخل على النبى صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصة رضى الله تعالىٰ عنها فقال لى الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة.

قال الملا على القارى رحمه الله تعالى فى شرح هذاالحديث : قال الخطابى فيه دليل على ان تعلم النساء الكتابة غير مكروه قلت يحتمل ان يكون جائز اللسلف دون الخلف لفساد النسوان فى هذاالزمان ثم رأيت قال بعضهم خصت به حفصة رضى الله تعالىٰ عنها لان نسائه صلى الله عليه وسلم خصصن باشياء قال تعالىٰ ينساء النبى لستن كاحد من النساء وخبر لا تعلمن الكتابة يحمل على عامة النساء خوف الافتتان عليهن .

(المرقاة : ٨/٤ ٣٦)

وقال العلامة السهارنفورى رحمه الله تعالىٰ :فيه دليل على جواز تعلم النساء الكتابة واما حديث لا تعلموهن الكتابة فمحمول على من يخشى فى تعليمها الفساد . (بذل المجهود : ٨/٦) والله سبحانه وتعالىٰ اعلم

حضرت شفاء بنت عبداللہ کہتی ہیں (ایک دن) میں ام المؤمنین حضرت حفصہ کے پاس بیٹھی ہوئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور مجھ کو (دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم

حفصہ کو نملہ کا منتر (یعنی پھنسیوں کا منتر) نہیں سکھا دیتیں جس طرح کہ تم نے ان کو لکھنا سکھایا ہے۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ابو داؤد)

علامہ خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے عورتوں کے لئے کتابت سیکھنے کا جواز ثابت ہوا باقی جس حدیث میں کتابت سکھانے کی ممانعت آتی ہے اس سے ایسی عورت کو سکھانے کی ممانعت ہے جس کو سکھانے سے فتنہ کا اندیشہ ہو۔

(بذل المجهود)

خواتین کی تعلیم کے متعلق ایک وعظ کا اقتباس:

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے وعظ اصلاح النساء میں خواتین کی تعلیم وتربیت کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ایک بزرگ کو ان کی بیوی بہت دق کرتی تھی:

ایک بزرگ تھے جن کی بیوی ان کو بہت ستاتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کو بھی معلوم ہو گیا کہ بیوی ان کو بہت دق کرتی ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت ایسی بیوی کو طلاق دے دینا چاہئے۔ فرمایا طلاق تو میرے اختیار میں ہے مگر یہ تو سوچو کہ اگر اس نے کسی اور سے نکاح نہ کیا تب تو یہ تکلیف اٹھائے گی اور اگر کسی اور سے نکاح کیا تو اس مسلمان کو تکلیف پہنچے گی۔ اس سے اچھا یہ ہے کہ میں ہی تکلیف اٹھالوں اور مسلمانوں کا وقایہ (تکلیف سے بچانے کا ذریعہ) بن جاؤں کہ جب تک میں موجود ہوں کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف کیوں پہنچے۔ غرض عورتوں میں بدزبانی کا تو بڑا عیب ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ بھی صفت ہے کہ ان کم بخت بدبختی ماریوں کے دل میں خاوند کی محبت بے حد ہوتی ہے جو موقع پر ظاہر ہوتی ہے۔

چنانچہ لکھنؤ کا ایک قصہ ہے کہ ایک بزرگ کی بیوی بہت ہی بدزبان تھی انہوں نے اس کی اصلاح کی بہت تدبیریں کیں کچھ نفع نہ ہوا۔ ایک دن انہوں نے کہا کم بخت تو بہت ہی بدقسمت ہے کتنی کتنی دور سے میرے یہاں لوگ آتے ہیں اور ان کو نفع ہوتا ہے تو میرے یہاں کتنی مدت سے ہے مگر تجھے کچھ نفع نہیں ہوتا۔ بولی میں بدقسمت کیوں ہوتی میں تو بڑی

خوش قسمت ہوں کہ ایسے بزرگ ولی اللہ کے پلے سے بندھی ہوں میری برابر کوئی ہوتو لے، بدقسمت تم ہو کہ تمہیں مجھ جیسی بری عورت ملی۔ اللہ کی بندی یہاں بھی زبان درازی سے نہ چوکی خاوند کو بدقسمت بنا کر چھوڑا۔ مگر اس بدتمیزی میں بھی اعتقاد ٹپکتا ہے کہ ان کو بزرگ اور ولی اللہ کہتی جاتی ہے اس کا منشاء وہی محبت ہے۔ میں تجربہ سے بقسم کہتا ہوں کہ یہاں کی عورتوں کی رگ رگ میں خاوند کی محبت گھسی ہوتی ہے مگر ان میں تھوڑا سا پھوہڑ پنا ہے کہ زبان کو قابو میں نہیں رکھ سکتیں۔

ماں باپ لڑکیوں کو تعلیم نیک نہیں دیتے:

اور اس میں قصور اللہ رحم کرے ماں باپ کا ہے کہ وہ لڑکیوں کی تعلیم کا انتظام واہتمام بالکل نہیں کرتے اور تعلیم سے میری مراد ایم اے، بی اے نہیں، یہ ایم اے بن کر کیا کریں گی یہ تو میمیں ہیں اور بی اے کی بھی ضرورت نہیں۔ کیونکہ بی تو خود ہیں اسے پڑھانے کی کیا ضرورت؟

عورتوں کو انگریزی تعلیم مضر ہے:

آج کل یہ بھی ایک رواج ہے کہ عورتوں کو بھی ایم اے، بی اے بناتے ہیں کیا ان کو نوکری کرنا ہے جو اتنی بڑی بڑی ڈگریاں حاصل کی جائیں۔ انگریزی نے مردوں ہی کو کیا فلاح دی ہے جو عورتوں کو دے گی۔ آج کل نوجوانوں میں عورتوں کی تعلیم کے متعلق بھی رواج نکلا ہے۔

عورتوں کو جغرافیہ پڑھانا:

چنانچہ ایک شخص کانپور میں اپنی بیوی کو جغرافیہ پڑھاتے تھے، میں نے ایک وعظ میں کہا عورتوں کو جغرافیہ کی کیا ضرورت ہے؟ کہنے لگے اور اگر یہ ضرورت بتلائی جائے کہ ان میں روشن دماغی پیدا ہوگی۔ میں جواب میں عرض کرتا ہوں کہ جی ہاں بجا ہے اور یہ بھی مصلحت ہے کہ اگر بھاگنے کا ارادہ کریں تو کوئی دقت بھی نہ ہو کیونکہ جغرافیہ سے ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ ادھر جنکشن غازی آباد میں ہے۔ ادھر لکھنؤ ہے اس طرح جہاں چاہیں پہنچ سکتی ہیں۔ اس

شخص پر اس بات کا اس قدر اثر ہوا کہ وعظ کے بعد ملے اور اسی وقت توبہ کی کہ اب لڑکیوں کو جغرافیہ نہیں پڑھاؤں گا۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو مذہبی تعلیم دیجئے فقہ پڑھایئے، تصوف پڑھایئے۔قرآن کا ترجمہ تفسیر پڑھایئے۔ جس سے ان کی ظاہری و باطنی اصلاح ہو یہ کیا واہیات ہے کہ جغرافیہ پڑھا رہے ہیں۔

اصل میں جغرافیہ کی ضرورت بادشاہوں کو ہے کہ ان کو کہیں چڑھائی کرنا ہو تو سہولت ہو یا تاجروں کو مال منگانے بھیجنے میں آسانی ہو عام لوگوں کو اس سے کیا فائدہ؟ خصوصاً عورتوں کو اور اگر جغرافیہ محض اس لئے حاصل کیا جاتا ہے کہ علم شئے بہتر از جہل شئے تو میں کہوں گا کہ دنیا میں سینکڑوں علوم وفنون ہیں آخر کس کس کو حاصل کیا جائے گا۔ سب کو حاصل کرنا تو محال ہے لامحالہ ترجیح پر عمل کیا جائے گا اور کسی علم کو دوسرے پر ترجیح محض ضرورت کی وجہ سے ہوسکتی ہے یعنی جو فن جس کے لئے کارآمد اور ضروری ہو اس کو حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ غیر ضروری کے پیچھے پڑنے سے آدمی ضروری سے رہ جاتا ہے اور اس کا حماقت ہونا ظاہر ہے۔ مگر آج کل یہ خبط عام ہو رہا ہے کہ ضروری اور غیر ضروری سے بحث نہیں کرتے۔ بس جو فن سامنے آ گیا اسی کے پیچھے پڑ گئے۔

غرض سلاطین کو چاہئے کہ وہ جغرافیہ پڑھیں اصل ضرورت تو ان کو ہے مگر خیر ہندوستان میں مرد بھی اس واسطے پڑھ سکتے ہیں کہ نوکری کی مصیبت ان کے سر ہے جو بدوں ڈگری حاصل کئے نہیں مل سکتی اور ڈگری بدوں جغرافیہ کے نہ ملے گی۔ مگر عورتیں کیا نوکری کرنے جائیں گی وہ ان کو جغرافیہ کی کیا ضرورت ہے؟ ان کو صرف مذہبی تعلیم دینا چاہئے تاکہ اخلاق درست ہوں اور تہذیب وآداب اور سلیقہ پیدا ہو۔ مگر اس وقت عورتوں میں یہ تعلیم بھی نہیں۔ اسی وجہ سے ساری خرابیاں ہیں اور اگر کسی کو تعلیم نسواں پر توجہ ہوئی بھی تو اس نے تعلیم سے مراد انگریزی تعلیم لے لی۔

اگر غفلت سے باز آیا جفا کی   تلافی کی بھی ظالم نے تو کیا کی

یہ تعلیم تو جہل سے بھی بدتر ہے، جہل مین اتنی خرابیاں نہیں ہیں جتنی اس تعلیم میں ہیں۔

پرانی تعلیم یافتہ عورتیں بہت مہذب ہوتی ہیں:

حضرت ہم نے پرانی تعلیم یافتہ عورتیں بھی دیکھی ہیں کہ سبحان اللہ نہایت مہذب بڑی باحیاء بہت ہی شائستہ اور سلیقہ شعار ہوتی تھیں اور نئی تعلیم یافتہ عورتوں کو بھی دیکھا ہے یعنی ان کے مضامین اخبارات ورسائل میں نظر سے گزرے ہیں خدا کی پناہ یہ اس قدر بے شرم آزاد اور بدسلیقہ و بے باق ہوتی ہیں کہ مضمون دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی پردہ نشین حیادار عورت کا لکھا ہوا ہے۔

ہر علم مفید نہیں:

یادرکھو ہر علم مفید نہیں بلکہ بعضے علوم مضر بھی ہوتے ہیں خواہ ان علوم ہی کی خاصیت ایسی ہو یا سیکھنے والے کے لحاظ سے مضر ہوں اس کی نسبت مولانا فرماتے ہیں۔

بد گہر راعلم وفن آموختن داون تیغ است دست راہزن

دیکھئے تلوار مفید اور ضروری چیز ہے مگر نہ ہر شخص کے لئے بلکہ صرف اس شخص کے لئے جس میں قوت ہو اور اس کا چلانا جانتا ہو ورنہ نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنے ہی ہاتھ پیر کاٹ لے گا۔اگر کوئی یہ سمجھ کر کہ تلوار مفید چیز ہے ذرا سے بچے کے سامنے رکھ دے تو عجب نہیں کہ اس کا گلا ہی کٹ جائے۔اسی طرح یہ قاعدہ کلیہ صحیح نہیں کہ ہر علم مفید ہے، نہ ہر علم مفید ہے اور نہ ہر شخص میں ہر علم کے حاصل کرنے کا حوصلہ ہے جامعیت علوم مردوں کا حوصلہ ہے۔عورتوں کو ان کی ریس کرنا حوصلہ سے باہر بات کرنا ہے۔اس جامعیت کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو صفات عورتوں میں ہونی چاہئیں وہ بھی باقی نہیں رہیں گی۔ چنانچہ رات دن اس کا تجربہ ہوتا جاتا ہے۔

ایک جنٹ صاحب کی تعلیم نسواں سے متعلق رائے:

مجھ سے ریل میں ایک جنٹ صاحب نے اپنے تجربے کی بنا پر کہا تھا کہ میں نے یہ تجویز پاس کی ہے عورتوں کو جامع معقولات ومنقولات نہیں بنانا چاہئے۔معقولات تو صرف مردوں ہی کو پڑھانا چاہئے عورتوں کو صرف منقولات پڑھانا چاہئے۔دیکھئے تعلیم جدید کی

خرابیاں اب ان لوگوں کو بھی محسوس ہوچکی ہیں جو اس کے حامی بلکہ موجد تھے وہ بڈھے صاحب کہتے تھے کہ تاریخ اور جغرافیہ سے عورتوں کو کچھ نفع نہیں۔

آج کل کے نوجوانوں پر علماء کا قول تو حجت نہیں مگر ایسے لوگوں کا قول ضرور حجت ہے جو ان ہی کے ہم خیال تھے اور تجربہ کے بعد دوسری رائے قائم کرنے پر مجبور ہوئے اور درحقیقت بات یہی ہے کہ مرد تو تمام علوم کے جامع ہوسکتے ہیں عورتیں نہیں ہوسکتیں۔ جامعیت کے لئے بڑے حوصلہ کی ضرورت ہے جو عورتوں میں نہیں ہے مگر آج کل سب کو عقل کا ہیضہ ہورہا ہے۔ آزادی کا زمانہ ہے ہر ایک خودمختار ہے۔ چنانچہ عورتیں بھی کسی بات میں مردوں سے پیچھے رہنا نہیں چاہتیں۔ ہر علم وفن کی تکمیل کرنا چاہتی ہیں، تصنیفیں کرتی ہیں، اخبارات میں مضامین بھیجتی ہیں۔

ایک عورت کی تصنیف کا قصہ:

چنانچہ ان ہی دنوں ایک کتاب میرے پاس بھی رائے لینے کے لئے آئی تھی۔ اس میں اس قسم کے مضامین تھے کہ اول تو مسلمانوں کی شکایت تھی کہ یہ کسی قسم کی ترقی نہیں کرتے نہ دین کی نہ دنیا کی (دین کا نام تو برائے نام لیا جاتا ہے مقصود یہ ہے کہ دنیا کی ترقی نہیں کرتے) قوم کی قوم پستی میں جاپڑی ہے۔ مسلم جماعت دوسری قوموں کی نظر میں سخت حقیر ہورہی ہے اور حقیر بن کر رہنا اسلامی جمعیت کے خلاف ہے، اس کے بعد اس کتاب میں لکھا ہے کہ آج کل کے مسلمان ہاتھ پیر تو بالکل نہیں ہلاتے نہ لکھتے ہیں نہ پڑھتے ہیں نہ کماتے ہیں جب ان سے کسی کام کو کہا جاتا ہے تو کہہ دیتے ہیں کہ بلا تقدیر کے کچھ نہیں ہوسکتا اور جب پریشان ہوتے ہیں تو وظیفے پڑھتے ہیں دعائیں مانگتے ہیں۔ پھر اس دعا کے مضمون کے بعد لکھا ہے کہ اللہ میاں کہتے ہیں کہ بھائی مجھے اور بھی کچھ کام ہے یا تمہاری ہی سنتا رہوں تم تو ہر وقت دعا ہی مانگتے رہتے ہو میں نے جو تم کو ہاتھ پاؤں دے دیئے ہیں ان کو ہلاؤ۔ انہی سے اپنا کام نکالو مجھے کیوں ستائے جاتے ہو نعوذ باللہ نعوذ باللہ گویا یہ بی بی اللہ میاں کے یہاں پیش کار ہیں کہ اللہ میاں نے ان سے ہی یہ خاص خاص باتیں کہہ دی ہیں پھر ان کے

ذریعے سے دوسروں کو پہنچائی جاتی ہیں۔ کیا کوئی مسلمان ایسی کتاب میں موافقت رائے کرسکتا ہے اور آج کل یہ بھی پیسے کمانے کی ایک آسان ترکیب ہے کہ علماء کے پاس ایسی کتابیں بھیجی جاتی ہیں اور ظاہر میں یہ کہا جاتا ہے کہ اگر ان میں کوئی نقص ہو تو اس کی اصلاح کردی جائے تاکہ زیادہ اشاعت ہوسکے۔ چنانچہ بعض بااخلاق علماء تقریظ بھی لکھ دیتے ہیں مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سخت غلطی ہے کیونکہ اس سے ان کو اس بے ہودہ تعلیم کی اور تائید مل جاتی ہے۔ مجھ سے کوئی پوچھے تو ان کتابوں کی اصلاح یہ ہے کہ سب کو جمع کر کے ایک دم جلا دیا جائے کیونکہ ہر چیز میں اعتبار غالب کا ہوا کرتا ہے اور ایسی کتابوں میں غالب شر ہی ہے اور شر کا علاج یہی ہے کہ سب کو جلا دو۔

اخباروں میں عورتوں کے مضامین مع پتہ ونشان:

ایک اور آفت نازل ہوتی ہے کہ تعلیم یافتہ عورتیں اخباروں میں مضامین دیتی ہیں اور ان میں اپنا نام اور میاں کا نام اور پورا پتہ حتی کہ محلّہ کا نام اور گلی اور مکان کا نمبر بھی ہوتا ہے۔ یہ شاید اس واسطے کہ لوگوں کو ان سے خط وکتابت میں میل ملاقات میں دقت نہ ہو نہ معلوم ان کی غیرت کہاں اڑ گئی۔ ان بیبیوں نے تو حیا کو بالکل ہی بالائے طاق رکھ دیا اور خدا جانے ان کے مردوں کی غیرت کہاں گئی۔ انہوں نے اس کو کیوں کر گوارا کیا۔ یوں کہئے کہ بس طبیعتیں ہی مسخ ہوگئی ہیں۔ (وعظ اصلاح النساء : صـ ٤٨)

خواتین کے لئے کس قسم کی کتابیں مناسب ہیں:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا، عورتوں کے لئے تو بس ایسی کتابیں مناسب ہیں جن سے خدا کا خوف، جنت کی طلب، دوزخ سے ڈر پیدا ہو، اس کا اثر عورتوں پر بہت اچھا ہوتا ہے، اب اس تعلیم کو لوگوں نے چھوڑ دیا وہ تعلیم اختیار کرلی جو مضر ہے جو تعلیم مفید اور ضروری تھی اس میں تو کمی ہوتی جاتی ہے بلکہ ناپید ہوتی جارہی ہے۔ اس تعلیم کے نہ ہونے سے نتائج ہیں کہ عورتوں کے اخلاق درست نہیں ہوتے اور باوجود یہ کہ ان میں محبت اور جان نثاری اور ایثار کا مادہ بہت زیادہ ہے پھر خاوند سے ان کی نہیں بنتی کیونکہ مذہبی تعلیم نہ

ہونے کی وجہ سے ان میں ہڑپنا اور بے باکی موجود ہے، کہ جو کچھ زبان پر آ جائے ڈھڑک بک ڈالتی ہیں جس سے خاوند کو تکلیف پہنچتی ہے اور خانہ جنگیاں پیدا ہوتی ہیں زندگی تلخ ہو جاتی ہے، اس لئے پھر کہتا ہوں کہ عورتوں کو وہ تعلیم دو جس کو پرانی تعلیم کہا جاتا ہے، وہی تعلیم اخلاق کو درست کرتی ہے بقدر کفایت ضرور دینا چاہئے جس سے ان کی آخرت اور دنیا درست ہو جائیں، عقائد صحیح ہوں، عادات درست ہوں، معاملات صاف ہوں، اخلاق پاکیزہ ہوں، پھر ہم دیکھیں معاشرت کیسے اچھی نہیں ہوتی۔

(وعظ اصلاح النساء: ٦٠)

خواتین کا مرد اساتذۂ کرام کو سلام کرنا ممنوع ہے:

چونکہ کسی خاتون کے لئے اجنبی مردوں کو سلام کرنا یا اجنبی مرد کے لئے خواتین کو سلام کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے طالبات کے لئے جائز نہیں ہے کہ مرد اساتذہ کو درسگاہ میں یا ٹیلیفون پر یا کسی اور موقع پر آواز سے سلام کرے اسی طرح اساتذہ کرام کے لئے بھی جائز نہیں کہ درسگاہ میں آ کر طالبات کو سلام کرے۔ اگر کسی وقت بے خیالی سے سلام کر لیا تو دوسرا آہستہ جواب دے دے سنا کر نہ دے۔

ولا يكلم الاجنبية الاعجوزا عطست او سلمت فيشمتها ويردالسلام عليها والالا. قوله (والالا) اى ان لاتكن عجوزا بل شابة لا يشمتها ولا يردالسلام بلسانه الى قوله واذااسلمت المرأة الاجنبية على رجل اذ كانت عجوزا ردالرجل عليها السلام بلسانه بصوت تسمع وان كانت شابة ردعليها فى نفسه وكذا الرجل على امرأة اجنبية فالجواب فيه على العكس. (ردالمحتار: ٦/٣٦٩ فصل فى اللمس)

خواتین معلمات کو سلام کرنا:

خواتین کے لئے بوقت ملاقات سلام و مصافحہ مسنون ہے، اس لئے طالبات تعلیم گاہوں میں پہنچنے کے بعد خواتین استانیوں کو سلام کریں، کبھی کبھار مصافحہ بھی کر لیا کریں۔

وبدخل في المسنون سلام امرأة على امرأة او نحو المحرم او سيد اوزوج و كذاعلى اجنبي وهي وعجوز لاتشتهي. (روح المعاني : ٥/٩٩)

طالبات کا ڈرائیور کو سلام کرنا ممنوع ہے:

طالبات اگر ڈرائیور کے ساتھ تعلیم گاہ آتی جاتی ہوں تو ان کے لئے ڈرائیور کو سلام کرنا جائز نہیں نیز بلاضرورت ڈرائیور سے باتیں کرنا بھی ممنوع ہے۔

سبق کے دوران سلام مکروہ ہے:

سبق چل رہا ہو استاد کی تقریر جاری ہے یا کہیں وعظ کی مجلس ہو رہی ہو تو ایسی صورت میں بعد میں آنے والی سلام نہ کرے کیونکہ ایسے وقت میں سلام کرنا مکروہ ہے اگر کسی نے ناواقفیت کی بناء پر سلام کرلیا تو حاضرین پر جواب دینا واجب نہیں۔

يكره السلام عند قرأة القرآن جهرا و كذاعند مذاكرة العلم وعند الاذان والاقامة والصحيح أنه لايرد في هذه المواضع ايضا كذافي الغياثيه.
(عالمگيريه : ٥/٣٢٥ كتاب الكرهيه)

طالبات کا مکتب میں مرد استاد سے پڑھنے کا حکم:

لڑکیوں کو تعلیم خواتین استانیوں کے ذریعہ دلائی جائے اگر مکتب میں مرد استاد کے پاس بیٹھائے تو عمر نو سال پورے ہونے تک جائز ہے، چونکہ اس کے بعد پردہ کرنے کا حکم ہے، اس لئے نو سال پورے ہونے کے بعد مرد استاد سے تعلیم دلانا خوف فتنہ کی وجہ سے جائز نہیں۔

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے قریب البلوغ لڑکی کا حکم جوان ہی کا ہے بغیر پردے کے پڑھانا موجب فتنہ ہے۔

مرد استاد کے پاس ٹیوشن پڑھنے کا حکم:

بچیوں کی عمر نو سال پورے ہونے سے پہلے تو مرد استاد کے پاس ٹیوشن پڑھنا جائز ہے لیکن نو سال پورے ہونے کے بعد اس کا حکم بالغ لڑکیوں کا ہے اور تنہائی موجب فتنہ ہے

اس لئے جائز نہیں۔

مکتب میں مخلوط تعلیم:

مکتب میں لڑکی اور لڑکوں کا کلاس میں اکٹھے بیٹھ کر پڑھتے رہنا، یہ لڑکیوں کی عمر نو سال ہونے تک اور لڑکوں کی عمر دس ہونے تک فی نفسہ جائز ہے اس کے بعد مخلوط تعلیم جائز نہیں کیونکہ رسولؐ اللہ ﷺ نے لڑکوں کی عمر دس سال پورے ہونے پر ان کا بستر الگ کرنے کا حکم فرمایا ہے اس کے بعد مخلوط تعلیم میں بہت سے مفاسد پیدا ہوتے ہیں اور خصوصاً حجاب کے حکم پر عمل نہ ہونے کی وجہ سے بے حیائی بے شرمی پیدا ہوتی ہے جو آئندہ چل کر برائی کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے اس لئے بہتر طریقہ جو مزاج شریعت کے مطابق ہے وہ یہی ہے کہ بچیوں اور بچوں کے لئے شروع ہی سے نظام تعلیم الگ ہو۔ کلاسیں الگ ہوں اور بچیوں کو پڑھانے کیلئے خواتین استانیاں مقرر ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عمل نصیب فرمائے۔

خواتین کا پڑھانے کے لئے گھر سے نکلنے کا حکم:

خواتین کا مدرسۃ البنات میں استاد لگنا اور پڑھانا اس کے لئے گھر سے نکل کر آنا جانا اس کا حکم یہ ہے کہ آنے جانے میں مکمل شرعی پردہ کی پابندی کریں۔ ایسے راستہ سے اجتناب کریں جس میں خوف فتنہ ہو۔ اور بناؤ سنگار کر کے گھر سے نہ نکلیں۔ اگر منتظم مرد ہو تو ان کے سامنے نہ آئیں، بلا ضرورت شدیدہ ان سے بات چیت نہ کریں۔ اور کوئی خلاف شرع کام نہ کریں۔ اور شوہر یا سرپرست کی اجازت بھی ہو شوہر کی طرف سے اجازت نہ ہو پڑھانے کے لئے گھر سے نکلنا جائز نہیں۔

قوله تعالیٰ: ﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى﴾

(سورة الاحزاب)

خلاصہ یہ ہے کہ خواتین سے اگر ان شرائط کی پابندی ہو سکے تو نکلنا جائز ہے ورنہ نہیں۔

خواتین کا ٹیوشن پڑھانا:

خواتین کے لئے بچیوں کو ٹیوشن پڑھانا جائز ہے، بچوں کو پڑھانے کا حکم یہ ہے کہ دس

سال سے کم عمر کے بچوں کو پڑھا سکتی ہیں۔ دس سال پورے ہونے کے بعد ان کو سامنے بیٹھا کر پڑھانا جائز نہیں ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: مرواا ولادکم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین واضربوھم علیھا وھم ابناء عشر سنین وفرقوا بینھم فی المضاجع رواہ ابو داؤد۔ (مشکوٰۃ: ۱/ ۵۸)

اس حدیث میں دس سال کی عمر میں لڑکوں کے بستر الگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس کی علت احتمال شہوت ہے۔ نیز اس عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارنے کے حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ اب وہ بالغین کے حکم میں داخل ہو چکے ہیں۔ چونکہ یہ حکم احتیاطی ہے اس لئے اگر کوئی بچہ دس سال کے ہونے کے باوجود قد وقامت کے اعتبار سے چھ سال کے بچہ جیسا معلوم ہوتا ہے اس کو پڑھانا بھی جائز ہوسکتا ہے تاہم اصل حکم یہی رہے گا کہ دس سال کے بعد پڑھانا درست نہیں۔

اکیلا ڈرائیور کے ساتھ مدرسہ آنا جانے کا حکم:

کسی خاتون، یا طالبہ کا اکیلا کسی ڈرائیور کے ساتھ سفر کرنے کے متعلق ایک سوال ہمارے دارالافتاء میں آیا وہ سوال وجواب بعینہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

محترم جناب مفتی صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

س: کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں ایک باپردہ لڑکی روزانہ مدرسہ کے لئے گھر سے صبح ۷:۵ پر نکلتی ہے اور گاڑی میں اسے سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ گاڑی چلانے والے بزرگ اور باشرع ہیں اور نو سال سے مدرسہ میں گاڑی چلا رہے ہیں۔ اس عرصہ میں کبھی بھی کسی بھی معاملہ میں ان سے شکایت نہیں ہوئی۔ لڑکی کو لینے کے بعد دو، تین منٹ بعد دوسری طالبہ وین میں آجاتی ہے۔ اس تفصیل کے پیش نظر مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ آیا لڑکی اس طرح وین میں اکیلے سفر کرسکتی ہے یا نہیں۔ آیا یہ خلوت حدیث مبارکہ سے ثابت خلوت شمار ہوگی یا نہیں۔ آیا یہ صورتحال ہمارے حضرت مفتی

رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کے وعظ ''اکرام مسلمات'' کی تعلیمات کے خلاف تو نہیں اور آیا اس مسئلہ میں صرف گنجائش ہے یا جائز ہے۔

الجواب باسم ملہم الصواب

کسی بھی خاتون کے لئے اجنبی مرد کے ساتھ خلوت اختیار کرنا شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے، اور خلوت ممنوعہ کی صورت یہ ہے کہ اجنبی مرد و عورت کا تنہائی میں ایسی جگہ اکٹھے ہونا کہ جہاں وطی کرنے سے کوئی طبعی، شرعی عذر مانع نہ ہو۔

قال الامام القاضيخان رحمه الله تعالىٰ : والخلوة الصحيحة أن يجتمعا في مكان ليس هناك مانع يمنعه من الوطء حساأو شرعاً او طبعا الى قوله ولو كان معهما جارية احدهما او امرأة له اخرىٰ كان محمد رحمه الله تعالىٰ:يقول اولا جارية الرجل لاتمنع الخلوة لان له أن يجا معها بحضرة جارية او امرأة اخرىٰ ثم رجع وقال جارية احدهما تمنع الخلوة وهو قول أبي حنيفة وابي يوسف رحمه الله. (خانية بهامش الهندية : ١/٣٩٦)

سوال میں ذکر کردہ صورت پر خلوت کی تعریف صادق نہیں آ رہی ہے اس لئے فی نفسہ گنجائش ہوگی۔ تاہم غیر محرم ڈرائیور کے ساتھ روزانہ تنہا آنے جانے میں خواہ یہ تنہائی تھوڑی ہی دیر کے لئے ہو تشخص اور تعارف کی وجہ سے فتنہ کا خطرہ ہے اس لئے وہی طریقہ اختیار کرنا مناسب ہے جو حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کے وعظ ''اکرام مسلمات'' میں ہے کہ محرم خود مدرسۃ البنات تک لائے اور لیجائے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

دار الافتاء والارشاد کراچی

۱۰/۴/۱۴۲۸ھ

عورتوں کی ملازمت کا حکم:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

عورتوں کے لئے دنیاوی تعلیم حاصل کرنا کیسا ہے؟ اگر کوئی صورت جواز کی ہو تو تحریر فرمائیں۔

عورت کے لئے ملازمت کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اگر شوہر یا دیگر وسائل کے نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت کرنا چاہے تو کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب

پہلے یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ عورتوں کے لئے بلاضرورت گھر سے باہر نکلنا جائز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الأولىٰ ﴾

(سورة الاحزاب : ۳۳)

یعنی گھروں میں قرار سے رہو۔ اگر ضرورت کی وجہ سے گھر سے باہر نکلنا ہو تو درج ذیل شرائط کی پابندی ضروری ہے:

ایسی بڑی چادر، برقعہ وغیرہ میں لپٹی ہوئی ہوں کہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف مائل نہ ہو۔

بناؤ سنگھار اور خوشبو لگا کر نہ نکلیں۔

ان کی چال وچلن ایسی نہ ہو کہ فتنے کا سبب بن جائے۔ جیسا کہ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وحیث أبحنا لها الخروج فبشرط عدم الزينة في الكل وتغير الهيئة الى مالا يكون داعية الى نظر الرجال واستمالتهم." (ردالمحتار : ۳/ ۱٤٦)

جبکہ عورتوں کا دنیوی تعلیم کے لئے نکلنا ضرورت میں داخل نہیں۔ علاوہ ازیں اس خروج میں خروج بلاضرورت کے ساتھ دیگر کئی مفاسد پائے جاتے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

باہر نکل کر اجانب کو اپنی طرف مائل کرنا۔

برے ماحول میں جانا۔

بے دین عورتوں سے تعلیم حاصل کرنے میں ایمان، اعمال واخلاق کی تباہی۔

نامحرم مردوں سے پڑھنے کی معصیت۔

کافراور بے دین قوتوں کی نقالی کا شوق۔

اس تعلیم کے سبب حب مال اور حب جاہ کا بڑھ جانا اور اس کی وجہ سے دنیا وآخرت کا تباہ ہونا۔

عورتوں کے لئے اگر لکھنے پڑھنے کا بنیادی علم یا دینی علم کسی دیندار عورت یا محرم مرد سے گھر میں سکھانے کا بندوبست کیا جائے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ اور طلب العلم فريضة على كل مسلم سے یہی مراد ہے نہ کہ دنیوی فنون، اس لئے ہرگز مغالطے میں نہیں پڑنا چاہئے۔

آج کل کے دور میں یہ ممکن نہیں کہ عورت ملازمت کرے اور ممنوعات میں سے کسی ممنوع امر کا ارتکاب نہ کرے۔ جو مفاسد اس کے عصری درسگاہوں میں پڑھنے میں بیان ہوئے ہیں ان سے زیادہ اس کی ملازمت کرنے میں پائے جاتے ہیں، نیز یہ کہ عورت کے نان نفقہ کی ذمہ داری باپ پر اور شادی کے بعد شوہر پر ہے، اس لئے عورتوں کے لئے ملازمت کا پیشہ اختیار کرنا جائز نہیں۔

اور اگر کوئی عورت مجبور ہو کہ کمانے والا کوئی موجود نہ ہو یعنی باپ بھی نہیں اور شوہر بھی انتقال کر گیا تو بھی گذر بسر کے لئے اور کوئی جائز تدبیر اختیار کی جائے۔ سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ مناسب جگہ نکاح کرے۔ جب تک یہ صورت نہ ہو یا کسی وجہ سے عورت نکاح کے لئے آمادہ نہ ہو تو گھر میں چھوٹے بچے بچیوں کو پڑھانا شروع کر دے یا کوئی گھریلو ہنر اختیار کرے اور اس سے اخراجات کا انتظام کرے۔ اگر ایسی کوئی صورت نہ ہو سکے تو لڑکیوں کو پڑھانے کے لئے کسی ایسے اسکول جا سکتی ہے جہاں مردوں سے اختلاط یا کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ ہوتا ہو۔ (ماخوذ از رجسٹر نقل فتاویٰ دارالافتاء والارشاد وفتاویٰ رحیمیہ: ترتیب جدید ۱۹۲/۲ کتاب الحظر والاباحۃ)

لڑکیوں کو اسکول کالج میں پڑھانے کا حکم:

لڑکیوں کا اسکول میں پڑھنا جبکہ پڑھانے والی وہاں خواتین استانیاں ہوں شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لڑکیوں کو اسکول میں پڑھانا چند وجوہ سے ناجائز ہے۔

عموماً اسکول میں دینیات کی تعلیم نہیں ہوتی، بلکہ بعض کتابیں ایسی پڑھائی جاتی ہیں جن سے لڑکیوں میں دین سے آزادی پیدا ہو جاتی ہے۔

پڑھانے والی دیندار نہیں ہوتی، اور استاد کا اثر شاگرد پر ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے صحبت بد سے لڑکیاں خراب ہو جاتی ہیں اور شریعت میں بری صحبت سے بچنے کی سخت تاکید ہے۔

اس صورت میں پردہ کی احتیاط نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ مشاہدہ ہے اس بے احتیاطی سے بعض دفعہ ناگوار صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (امداد الاحکام: ۱/ ۲۱۰)

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ کی رائے:

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے۔

سوال: عورتوں کو اسکول، کالج اور یونیورسٹی میں دنیوی تعلیم دلانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ عام طور پر کالجوں، یونیورسٹیوں میں لڑکے اور لڑکیاں مخلوط ہوتے ہیں اور پردے کا کوئی انتظام نہیں ہوتا۔ اگر کہیں اس کا اہتمام ہو کہ لڑکے لڑکیوں سے علیحدہ ہوں اور ان کا آپس میں اختلاط نہ ہو تو پھر گنجائش ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم ملہم الصواب

عورت کو عصر حاضر کے کالجوں، یونیورسٹیوں میں تعلیم دلانے میں کئی مفاسد ہیں، خواہ لڑکیوں کا لڑکوں کے ساتھ اختلاط نہ بھی ہو:

عورت کا بلا ضرورت شرعیہ گھر سے نکلنا اور اجانب کو اپنی طرف مائل کرنے کا سبب بننا۔

برے ماحول میں جانا۔

مختلف مزاج رکھنے والی عورتوں سے مسلسل اختلاط کی وجہ سے کئی خرابیوں کا جنم لینا۔

کالج یونیورسٹی کی غیر شرعی تقریبات میں شرکت۔

بلاحجاب مردوں سے پڑھنے کی معصیت۔

بے دین عورتوں سے تعلیم حاصل کرنے میں ایمان واعمال اور اخلاق کی تباہی۔

بے دین عورتوں کے سامنے بلا حجاب جانا، شریعت نے فاسقہ عورت سے بھی پردہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: ولا ينبغي للمرأة الصالحة ان تنظر اليها المرأة الفاجرة لا نها تصفها عندالرجال فلا تضع جلبابها ولا خمارها كما في السراج . (ردالمحتار : ۵/۲۳۸)

کافر اور بے دین قوموں کی نقالی کا شوق۔

اس تعلیم کے سبب حب مال اور حب جاہ کا بڑھ جانا اور اس کی وجہ سے دنیا وآخرت تباہ ہونا۔

شوہر کی خدمت، اولاد کی تربیت اور گھر کی دیکھ بھال، صفائی وغیرہ جیسی فطری اور بنیادی ذمہ داریوں سے غفلت۔

دفتروں میں ملازمت اختیار کرنا جو دین ودنیا دونوں کی تباہی کا باعث ہے۔

مردوں پر ذرائع معاش تنگ کرنا۔

شوہر پر حاکم بن کر رہنا۔

مخلوط طریقۂ تعلیم میں مفاسد مذکورہ کے علاوہ لڑکوں کے ساتھ اختلاط اور بے تکلفی کی وجہ سے لڑکوں، لڑکیوں کی آپس میں دوستی، عشق بازی، بدکاری اور اغواء جیسے گھناؤنے مفاسد بھی پائے جاتے ہیں۔ اس لئے عصر حاضر کے تعلیمی اداروں میں عورتوں کو تعلیم دلانا جائز نہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حضرت حکیم الامت کا ملفوظ:

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آج کل تعلیم

جدید کے متعلق علماء پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ لوگ جدید تعلیم حاصل کرنے سے روکتے ہیں اور اس کو ناجائز بتلاتے ہیں۔ حالانکہ میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر جدید تعلیم کے (وہ برے) آثار نہ ہوتے جو علی العموم اس وقت اس پر مرتب ہو رہے ہیں تو علماء ہرگز اس سے منع نہ فرماتے لیکن اب دیکھ لیجئے کہ کیا حالت ہو رہی ہے، جس قدر جدید تعلیم یافتہ لوگ ہیں، باستثناء، شاذ و نادر، ان کو نہ نماز سے غرض ہے نہ روزے سے نہ شریعت کے کسی دوسرے حکم سے بلکہ ہر بات میں شریعت کے خلاف ہی چلتے ہیں اور پھر کہتے ہیں اس سے اسلام کی ترقی ہو رہی ہے۔ (فضل العلم والعمل : ص ۸)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کا ملفوظ:

حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اگر انگریزی تعلیم کا آخری نتیجہ یہی ہے جو عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ نصرانیت کے رنگ میں رنگ جائیں یا ملحدانہ گستاخیوں سے اپنے مذہب والوں کا مذاق اڑائیں یا حکومت وقت کی پرستش کرنے لگیں تو ایسی تعلیم پانے سے ایک مسلمان کے لئے جاہل رہنا اچھا ہے۔

(خطبۂ صدارت : ۱۹۲۰ء افتتاحیہ مسلم نیشنل یونیورسٹی علی گڑھ)

باقی مسلمان لڑکیوں کے لئے اتنا انگلش پڑھنا کہ انگلش میں اپنا نام پتہ لکھ سکے اتنا سیکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ کبھی شوہر سفر میں ہو اس کو خط لکھنے میں انگلش پتہ کی ضرورت ہو تو غیر کے پاس جانا نہ پڑے لڑکیوں کو اسکول کالج میں داخل کر کے اونچی تعلیم دلانا اور ڈگریاں حاصل کرنا جائز نہیں کہ اس میں نفع سے نقصان کہیں زیادہ ہے۔

(اثمھما اکبر من نفعھما)

انگلش تعلیم اور کالج کے ماحول سے اسلامی عقائد اخلاق و عادات بگڑ جاتے ہیں۔ آزادی، بے شرمی، بے حیائی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ اکبر الہ آبادی نے فرمایا۔

نظر ان کی رہی کالج میں بس علمی فوائد پر
گرائیں چپکے چپکے بجلیاں دینی عقائد پر

خلاصہ یہ ہے کہ زبان سیکھنے کی حد تک فی نفسہ اس تعلیم میں کوئی قباحت نہیں، لیکن اسکول، کالج کا موجودہ ماحول خراب ہونے کی بناء پر علمی فوائد حاصل ہونے کے ساتھ دین کا نقصان ہو جاتا ہے اس لئے اس ماحول میں رہ کر تعلیم حاصل کرنے کے عدم جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے۔

اس لئے اپنی اولاد کو اس ماحول سے بچائیں۔ نیز ماں باپ پر اولاد کا بڑا حق یہ ہے کہ ان کو اسلامی تعلیمات سے خوب اچھی طرح واقف کریں صرف رسمی طور پر کچھ ابتدائی دینی تعلیم دینا کافی نہیں ہے، بلکہ عصری علوم کے ساتھ اسلامی تعلیمات اور تہذیب واخلاق سے بھی ان کو آراستہ کیا جائے یہ ان کا ماں باپ پر بہت بڑا حق ہے جسے پورا کرنا اور اس پر پوری توجہ دینا ہمارا دینی اور ملی فریضہ ہے، اس کے بغیر ہم اپنے فریضہ سے سبکدوش نہیں ہو سکتے۔

مفتی عبدالرحیم لاجپوری کا ملفوظ:

حضرت مفتی عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قوم کے سربراہ اور قائدین پر لازم ہے کہ جگہ جگہ اپنے علاقوں، اپنی بستی، اپنے محلوں میں بھی مدارس اسلامیہ اور مکاتب قرآنیہ قائم کریں۔ مسلمانوں کے بچوں بچیوں کے لئے دینی تعلیم کا بہتر سے بہتر انتظام کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے والدین اور سرپرستوں سے بھی عرض ہے کہ اپنے بچوں کی دینی تعلیم کی پوری نگرانی کریں۔ بچہ کو پابندی کے ساتھ مدرسہ بھیجیں۔ بچہ نے سبق یاد کیا یا نہیں اس کی بھی فکر کریں۔ ہم اسکول کی تعلیم کے لئے کس قدر متفکر رہتے ہیں۔ ہمیں یہ فکر بھی سوار رہتی ہے کہ بچہ اسکول گیا یا نہیں۔ اسکول لانے لیجانے کا پورا انتظام بلکہ اسکول کے ساتھ ٹیوشن کا بھی انتظام ہوتا ہے۔ کاش اتنی توجہ اور فکر قرآن مجید اور دینی تعلیم کی طرف ہوتی جو ہماری اصل اور بنیادی چیز ہے یہ بھی یاد رکھئے کہ ہم اپنے بچوں کو اسلامی تعلیم اور اسلامی تہذیب اور آداب سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتے اس سے انشاء اللہ ان کی دنیا اور آخرت بنے گی۔ آپ کے انتقال کے بعد یہی بچے آپ کے لئے ایصال ثواب کریں گے۔ اور دعاء مغفرت کریں گے، جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی باپ نے

اپنی اولاد کودینی تعلیم تربیت سے بہتر کوئی تحفہ نہیں دیا ایک اور روایت میں ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھانا ایک صاع غلہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔تمت (فتاویٰ رحیمیہ)

خواتین کوڈاکٹری تعلیم دلانا:

خواتین کوڈاکٹری تعلیم دلانے کا کیا حکم ہوگا۔ جبکہ میڈیکل کالجوں میں مخلوط طریقۂ تعلیم رائج ہے اور پڑھانے والے مرداساتذہ ہوتے ہیں؟ اس بارے میں حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زیدمجدہم فرماتے ہیں۔

شریعت کا اصل حکم تو یہ ہے کہ نامحرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے پرہیز کیا جائے، خاص طور پر ایسا مستقل مشغلہ اختیار کرنا، جس میں نامحرم خواتین کے ساتھ مستقل میل جول ہو، بغیر ضرورت کے جائز نہیں، لہٰذا حکومت اور مسلم معاشرہ کی شرعی ذمہ داری ہے کہ وہ مخلوط تعلیم کی بجائے لڑکوں کے لئے الگ اور لڑکیوں کے لئے الگ تعلیمی ادارے قائم کریں لیکن جب تک ایسا انتظام نہ ہوتو چونکہ میڈیکل تعلیم حاصل کرنا ایک ضرورت ہے اوراس میدان میں متدین افراد کی کمی ہے جسے دور کرنے کا یہی راستہ ہے کہ متدین افراد میڈیکل تعلیم حاصل کریں، اس لئے اگر اس تعلیم کے حصول کا وہ راستہ نہ ہو جو اوپر بیان کیا گیا تو اس شرط کے ساتھ تعلیم کے حصول کی گنجائش معلوم ہوتی ہے کہ حتی الامکان اپنے آپ کو بے پردہ نامحرم خواتین سے دور رکھیں اور جہاں کہیں ایسی خواتین کا سامنا ہو وہاں نگاہ نیچی رکھیں، اور اپنی نگاہ اور دل کی حفاظت کریں۔

خواتین کے لئے بھی میڈیکل تعلیم کا حصول اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ وہ پردہ کا مکمل اہتمام کریں، اور مردوں کے قریب نہ بیٹھیں عورتوں کے لئے تعلیم کی غرض سے مردوں کو دیکھنے کی گنجائش ہے مگر یہ گنجائش ضرورت کی حد تک ہی محدود رہنی چاہئے۔

ومقدمة ردالمحتار : ٤٢/١ طبع سعيد : قال في تبيين المحارم واما فرض الكفاية من العلم فهو كل علم لا يتغنى عنه في قوام امور الدنيا كالطب والحساب.

وفی الدرالمختار : ٦/٣٧٠ (طبع سعيد) ينظر الطبيب الى موضع مرضها بقدر الضرورة اذ الضرورات تتقدر بقدرها وكذا نظر قابلة وختان وينبغي أن يعلم أمرأة تداويها لأن نظر الجنس الى الجنس أخف. وفي الشامية تحته في الجوهرة اذاكان المرض في سائر بدنها غير الفرج يجوز النظر إليه عندالدواء لأنه موضع ضرورة وأن كان في موضع الفرج فينبغي أن يعلم أمرأة تداويها فان لم توجد وخافوا عليها أن تهلك أو يصيبها وجع لا تحتمله يستروا منها كل شئى الا موضع العلة ثم يداويها الرجل ويغض بصره ما استطاع الا عن موضع الجرح.

(ماخوذ از فتاوی عثمانی : ١/١٩٢)

حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا عورت کے لئے عصر حاضر کے میڈیکل کالجوں میں تعلیم حاصل کرنا جائز نہیں خواہ طریقہ تعلیم مخلوط ہو یا غیر مخلوط۔ کیونکہ پڑھانے والے دونوں صورتوں میں مرد اساتذہ ہوتے ہیں۔ عورتوں کے لئے طبی تعلیم کی صحیح صورت یہ ہے کہ مردوں سے علیحدہ انتظام ہو اور پڑھانے والی بھی خواتین ہوں۔

نیز مردوں کی چیر پھاڑ بھی حرام ہے عملی مشق کے لئے انسانی ڈھانچوں کی بجائے حیوانات کے ڈھانچے استعمال کئے جائیں۔ ممالک اسلامیہ میں مسلمان خواتین ڈاکٹروں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ لڑکیوں کے لئے علیحدہ میڈیکل کالجوں اور ہسپتالوں کا انتظام بسہولت کیا جاسکتا ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاوی : ٨/٣٤)

خواتین کے لئے سائنس حکمت اور اکنامکس کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم:

اس بارے میں استاد محترم حضرت مفتی محمد تقی عثمانی زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں۔

خواتین اگر میڈیکل سائنس، حکمت یا ہوم اکنامکس کی تعلیم اس غرض سے حاصل کریں کہ ان علوم کو مشروع طریقے پر عورتوں کی خدمت کے لئے استعمال کریں گی تو ان علوم کی تحصیل میں بذاتہ کوئی حرمت و کراہت نہیں بشرطیکہ ان علوم کی تحصیل میں اور تحصیل کے بعد

ان کے استعمال میں پردے اور دیگر احکام شریعت کی پوری رعایت رکھی جائے۔ اگر کوئی خاتون ان تمام احکام کی رعایت رکھتے ہوئے یہ علوم حاصل کرے تو کوئی کراہت نہیں، لیکن چونکہ آج کل ان میں سے بیشتر علوم کی تحصیل اور استعمال میں احکام شریعت کی پابندی عنقاء جیسی ہے اس لئے اس کا عام مشورہ نہیں دیا جاسکتا۔

فی البحر (۱۹۲/۸) : والطبیب انما یجوز له ذلك اذا لم یوجد امرأة طبیبة ، فلو وجدت فلا یجوز له أن ینظر ، لأن نظر الجنس الی الجنس أخف ، وینبغی للطبیب أن یعلم امرأة ان أمکن ، وفی الشامیة (۳۷۱/٦) (قوله وینبغی) کذاأطلقه فی الهدایة والخانیة ، وقال فی الجوهرة: اذا کان المرض فی سائر بدنها غیر الفرج یجوز النظر الیه عند الداء ، لانه موضع ضرورة ، وإن کان فی موضع الفرج فینبغی أن یعلم امرأة تداویها، فان لم توجد وخافوا علیها أن تهلك والظاهر أن ینبغی هنا للوجوب، وکذافی الهندیة : ۳۳۰/۵ ، وفی البدائع ۱۲٤/۵ .

(ماخوذ از فتاویٰ عثمانی: ۱ / ۱٦۳)

اقراء اسکول میں تعلیم دلانے کا حکم:

آج کل اقراء کے نام پر بہت سے اسکول چل رہے ہیں اس میں بچوں اور بچیوں کو تعلیم دلانے کا کیا حکم ہوگا؟ جبکہ ان کو چلانے والے عام طور پر دیندار حضرات معلوم ہوتے ہیں تو سمجھ لیں کہ حکم کا مدار کسی شخص یا ذمہ دار پر نہیں بلکہ تعلیمی ماحول اور نصاب تعلیم پر اس کے جواز اور عدم جواز کا فیصلہ ہوگا۔

لہٰذا جن اداروں میں نو دس سال کے لڑکے لڑکیوں کے لئے مخلوط تعلیم نہ ہو، بلکہ علیحدہ نظام تعلیم ہو اور اساتذہ بھی مخلوط نہ ہوں یعنی لڑکیوں میں مرد اساتذہ نہ ہوں اور لڑکوں میں خواتین معلمات نہ ہوں، نیز نصاب تعلیم بھی شریعت کے مطابق اکابر علماء کا ترتیب دیا ہو اگر یہ شرائط پائی جائیں تو اقراء اسکول میں تعلیم دلانا جائز ہوگا ورنہ نہیں۔

قوله تعالیٰ: ﴿ وقل للمؤ منين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ﴾ (سورة النور)

آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے۔

﴿ وقل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن و لا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها ﴾ (سورة النور)

اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیں کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع) ظاہر نہ کریں مگر جو ان سے (غالبا) کھلا رہتا ہے (جس کو ہر وقت چھپانے میں حرج ہے)

تمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لا لانه عورة بل لخوف الفتنة . (درمختار على هامش ردالمحتار: ۱/ ۲۸٤)

ماہواری کے زمانہ میں دینی کتابوں کو ہاتھ لگانے کا حکم:

طالبات کے لئے ماہواری کے ایام میں درسی کتابوں کو ہاتھ لگانے کا کیا حکم ہوگا۔ وہ اسباق کیسے جاری رکھیں اس معاملے میں اصول یہ ہے کہ اگر کتاب کا اکثر یا آدھا حصہ قرآنی آیات پر مشتمل ہے تو حالت حیض ونفاس میں اور جنابت میں اس کا چھونا جائز نہیں اور اگر کتاب کا اکثر حصہ غیر قرآن ہے تو اس کو اس مقام سے چھونا جائز ہے جہاں قرآنی آیات لکھی ہوئی نہیں ہیں۔

لہٰذا جن کتابوں کا اکثر حصہ غیر قرآن پر مشتمل ہے ان کو تو ہاتھ لگا کر پڑھ سکتی ہیں البتہ قرآنی آیات کو چھونے سے مکمل اجتناب کرے۔ اور جن کتابوں کا اکثر حصہ قرآنی آیات پر مشتمل ہے ان کو ہاتھ نہ لگائے سہلیوں کی کتابوں میں دیکھ لیں اور اسباق سن لیں۔

قال ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: ان كان التفسير اكثر لايكره ،وان كان القرآن اكثر يكره ، والاولىٰ الحاق المساواة بالثاني ، وهذا التفصيل

ربما يشير اليه ماذكر ناه عن النهرو به يحصل التوفيق بين القولين.

(ردالمحتار : ۱/۱۷۷ مطبوعه سعید کراچی)

حالت حیض میں تلاوت واذکار کا حکم:

عورت کے لئے حیض کے زمانہ میں قرآن کریم کی تلاوت بالکل جائز نہیں البتہ دعائیں اذکار اور اوراد احادیث وغیرہ پڑھ سکتی ہیں۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما عن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لاتقرء الحائض ولاالجنب شيئاً من القرآن .

(اعلاء السنن : ۱/۲٦٦، ترمذی : ۱/۱۹ مطبوعه فاروقی کتب خانه)

ولا بأس لحائض وجنب بقرأة ادعية ومسها وحملهاوذكرالله تعالیٰ وتسبيح. (درمختار علی هامش ردالمحتارباب الحيض : ۱/۲۹۳)

معلّمہ کے لئے حالت حیض میں تعلیم قرآن کے جواز کی صورت:

قرآن کریم کی معلّمہ کو حالت حیض میں تعلیم جاری رکھنے کی ضرورت پیش آئے تو اس کے جواز کی صورت یہ ہے کہ، ایک ایک کلمہ کر کے تلفظ کرے، مثلاً: ﴿ الحمد لله رب العلمين ﴾ ایک آیت ہے پوری آیت ایک سانس میں پڑھنا حائضہ کے لئے جائز نہیں، لہٰذا ہر کلمہ کو الگ الگ پڑھے اس طرح کہ " الحمد " پر سانس توڑ دے پھر " لله " پر توڑ دے پھر " رب " پر توڑے پھر " العلمين " پڑھے تو ضرورت کے وقت اس طرح پڑھنا جائز ہے۔

قال في شرح التنوير : ويمنع قرأة قرآن يقصده وفي الشاميه(قوله قرأة قرآن) ای ولو دون أية من المركبات لا المفردات لانه جوز للحائض المعلمة تعليمه كلمة كلمة . (ردالمحتار : ۱/۲۹۳ باب الحيض)

دستانے پہن کر قرآن کو ہاتھ لگانا:

بلا وضو یا حالت حیض میں قرآن کریم کو ہاتھ لگانا جائز نہیں نیز دستانے پہن کر ہاتھ لگانا

بھی جائز نہیں، کیونکہ ہر وہ لباس جو پہنا ہوا ہو چاہے دستانے ہوں یا آستین یا دامن وغیرہ سے حالت حیض میں قرآن کریم اٹھانا ہاتھ لگانا جائز نہیں ہاں البتہ رومال، چادر، دوپٹہ وغیرہ جو پہنا ہوا نہ ہو (یعنی جسم سے الگ ہو) بوقت ضرور اس سے ہاتھ لگایا جا سکتا ہے، نیز قرآن کریم کا جو غلاف قرآن سے علیحدہ ہو اس کے اوپر ہاتھ لگانا اور اٹھانا بھی جائز ہے۔

قال فی العالمگیریة : ولا یجوز مس المصحف بالثیاب التی هم لابسوها. (۱/ ۲٤)

حالت حیض میں درس سننا:

طالبات کیلئے حالت حیض میں اسباق سننا، حدیث، فقہ، تفسیر سب اسباق میں شریک ہونا درس سننا جائز ہے، البتہ تفسیر پڑھتے وقت قرآنی آیات کو ہاتھ لگانے سے اجتناب کیا جائے۔

حالت حیض میں دینی کتب کا مطالعہ:

حالت حیض میں فقہ، حدیث اور دیگر فنوں کی کتابوں کا مطالعہ درست ہے اگر چہ فقہ و حدیث کو ہاتھ لگانا خلاف اولیٰ ہے۔ اس لئے کوشش کرے کسی رومال، دوپٹہ وغیرہ سے ہاتھ لگائے۔

تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنا بھی جائز ہے البتہ جس تفسیر میں تفسیر سے آیات زیادہ ہوں اس کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔

قال فی الدرالمختار: وقد جوز اصحابنا مس کتب التفسیر للمحدث ولم یفصلوا بین کون الاکثر تفسیرا او قرأنا ولو قیل به اعتبارا للغالب لکان حسنا قلت انه یخالف مامر فتدبر. (ردالمحتار: ۱۷۷۰۱ باب الحیض)

حالت حیض میں سبق لکھنے کا حکم:

حالت حیض میں آیت قرآنی لکھنا ناجائز اور حرام ہے، البتہ کاغذ پر ہاتھ لگائے بغیر صرف قلم لگا کر لکھ رہی ہو تو جائز ہے، اس کے علاوہ بقیہ اسباق لکھنا جائز ہے لہٰذا بہتر صورت یہی ہے کہ آیت قرآنی کی جگہ چھوڑ دے، پھر کسی سہیلی سے لکھوالیں یا پاکی حاصل ہونے

کے بعد اطمینان سے لکھ لیں۔

قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کا حکم:

قرآن پاک کے ایسے نسخے جو بوسیدہ ہو چکے ہوں اور تلاوت کے لئے استعمال نہ ہوتے ہوں، ایسے ہی پرانے بوسیدہ سپارے اور انکے منتشر اوراق اسلامی رسائل اور دینی کتابیں جن میں قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ ہوں، جب قابل استعمال نہ رہیں، تو ان سب کو بے احترامی سے بچانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا جائے۔

فقہاء حنفیہ نے ترجیح اس کو دی ہے کہ قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو جلانے کے بجائے یا تو کسی محفوظ جگہ پر دفن کر دیا جائے یا اگر وہ اوراق دھل سکتے ہوں تو حروف کو دھو کر ان کا پانی کسی کنوئیں یا ٹنکی وغیرہ میں شامل کر دیا جائے اور دفن کرنے کے لئے بھی بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان اوراق کو کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائے، اگر یہ دونوں کام مشکل ہوں تو ان وراق کو کسی دریا، سمندر یا کنوئیں میں بھی ڈالا جا سکتا ہے۔

فی الدرالمختار الکتب التی لا ینتفع بها یمحی عنها اسم الله وملائکته ورسله ویحرق الباقی، ولا باس بان تلقی فی ماء جار کما هی او تدفن وهو احسن کما فی الانبیاء، وفی الشامیه تحته المصحف اذا صار خلقاً، وتعذر القراءة منه لا یحرق بالنار، الیه أشار محمد وبه نأخذ، ولا یکره دفنه، وینبغی أن یلف بخرقة طاهرة ویلحد له، لأنه لو شق و دفن یحتاج الی اهالة التراب علیه. (شامی حظر واباحة او آخر فصل البیع)

اور بعض علماء نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل سے استدلال کر کے قرآن کریم کے بوسیدہ اوراق کو نذر آتش کرنے کی بھی اجازت دی ہے، لیکن دوسرے علماء نے یہ توجیہ کی ہے کہ انہوں نے جن مصاحف کو نذر آتش کیا تھا وہ تمام تر قرآن کریم نہ تھے، بلکہ ان میں تفسیری اضافے وغیرہ بھی درج تھے، اگر وہ خالص قرآن ہوتے تو آپ انہیں نذر آتش نہ فرماتے، چنانچہ ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

قال ابن حجر:وفعل عثمان رضى الله تعالىٰ عنه يرجح الاحراق وحرقه بقصد صيانة بالكلية لا امتهان فيه بوجه ...... والقياس على فعل عثمان لايجوز، لأن صنيعه كان بما ثبت أنه ليس من القرآن أو مما اختلط به اختلاطا لا يقبل الانفكاك، وانما اختار الاحراق لأنه يزيل الشك فى كونه ترك بعض القرآن ، اذلو كان قرآنا لم يجوز لمسلم أن يحرقه ويدل عليه أنه لم يؤمر بحفظ رماده من الوقوع فى النجاسة.

(مرقاة المفاتيح :٥ / ٢٩)

خلاصہ یہ کہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ ایسے اوراق کو جلانے کے بجائے دفن کیا جائے، لیکن چونکہ بعض علماء نے جلانے کی بھی اجازت دی ہے اور اس کا مأخذ بھی ہے، اس لئے اگر کوئی نذر آتش کرے تو اسے حرام کہنا بھی مشکل ہے۔

قرآنی آیات والے اخبارات اور کاغذات کا حکم:

جن کاغذات پر اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا اسم گرامی لکھا، یا چھپا ہوا ہو ان کو بے حرمتی کے مقامات پر رکھنا یا پھینکنا بالکل ناجائز ہے۔ انسان کو چاہئے کہ خود بھی اس سے پرہیز کرے اور جس حد تک ممکن ہو دوسروں کو بھی اس سے روکے، اگر ہر شخص اپنی اس ذمہ داری کو محسوس کرے، اس بات کا اہتمام کرے تو اس ناجائز فعل کا شیوع بڑی حد تک روک سکتا ہے۔ (الدرالمختار مع رد المحتار : ٦/ ٤٢٢ ایچ ایم سعید)

وفى بريقة محمودية : ٤/ ١٩٨، الكتب الذى يستغنى عنها وفيها اسم الله تعالىٰ تلقى فى الماء الكثير الجارى أو تدفن فى أرض طيبة ولا تحرق بالنار وفى التتارخانية المصحف الذى خلق وتعذر الانتفاع به لا يحرق بل يلف بخرقة طاهرة ويحفر حفيرة يلحد بلا شق أو يجعل سقفا ويدفن اويوضع بمكان طاهر لا يصل اليه الغبار والأقذاروفى السراجية يدفن اويحرق ملخصا وكذاعن منية المفتى وعن المجتبى، الدفن افضل

من الالقاء في المجاری کالانبیاء و کذا جمیع الکتب وفي التاتار خانیة الأفضل أن یغسلها ویاخذ القراطیس وأقول الراجح هو الدفن أو الغسل لا الاحراق ...... و کذافي الهندية .

(ماخوذ از فتاویٰ عثمانی : ۱/ ۲۱۹، امداد الاحکام : ۱/ ۱۲۷)

قرآن حفظ کرنے کے بعد بھلانا بڑا گناہ ہے:

قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے، اس نعمت کی قدر دانی بہت ضروری ہے، اس کی تلاوت جاری رکھنا منزل پختہ رکھنا، اگر اللہ تعالیٰ آگے تعلیم دینے کی توفیق دے تو اس کو قبول کرنا، اگر اس کا موقع نہ ملے تب بھی عام تلاوت اور نوافل وغیرہ میں تلاوت کے ذریعہ حفظ کو پختہ رکھنے کی کوشش کرنا ہر حافظ اور حافظہ کے لئے ضروری ہے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حفظ قرآن کی سعادت حاصل ہوئے کے بعد اب موت تک اس سے تعلق اور وابستگی ضروری ہے، گویا یہ زنم روگ ہے۔

اب اس کو یاد کر کے بھلا دینا بڑا گناہ ہے اس پر حدیث میں وعید آئی ہے، اب وعید کس صورت میں اس کی تحقیق فرماتے ہوئے حضرت مفتی محمد تقی عثانی زید مجدہم فرماتے ہیں۔

اس سلسلے میں جو حدیث وارد ہوئی ہیں اس کے الفاظ میں کہ " ما من امری یقرأ القرآن ثم ینساہ الا لقی اللہ یوم القیامة اجزم " یعنی جو شخص بھی قرآن پڑھے پھر اسے بھلا دے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے جزام کی حالت میں ملے گا، ملا علی قاری ثم ینسہ کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

" ان بالنظر عندنا و بالغیب عندالشافعي او المعنی ثم یترك قرأته نسی اومانسي مرقاة المفاتیح . " (کتاب فضائل القرآن : ۲/ ۶۱۵)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ وعید اس شخص پر ہے جو ناظرہ پڑھنے کی اہلیت بھی اپنی لاپرواہی سے ختم کردے۔ (فتاویٰ عثمانی ۱/ ۲۲۴)

لہٰذا اس سے خوب توبہ واستغفار کیا جائے اور یہ عزم کرے دوبارہ اس کو پختہ کروں گی اور اس کے لئے کوشش بھی شروع کردے کہ وقت فارغ کر کے تلاوت جاری رکھے اور جتنا ہو سکے یاد کرنا شروع کرے اور، اللہ تعالیٰ سے دعاء بھی کرتا رہے اللہ تعالیٰ خیر کا معاملہ فرمائے گا۔ ان شاء اللہ

تلاوت سے پہلے قرآن کریم چومنا:

تلاوت شروع کرنے سے پہلے قرآن کریم کو چومنا جائز ہے بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تو معمول تھا کہ تلاوت سے پہلے قرآن کو چومتے اور یہ ارشاد فرماتے کہ یہ میرے رب کا عہد و دستور نامہ ہے۔

كما في الدرالمختار ٦/٣٨٤. تقبيل المصحف: قيل بدعة ولكن روى عن عمر رضي الله عنه أنه ياخذالمصحف كل غداة ويقبله ويقول: عهد ربي ومنشور ربي عزوجل وكان عثمان رضي الله عنه يقبل المصحف ويمسحه على وجهه.

مسجد میں عورت کے وعظ کہنے کا حکم:

بعض دفعہ خواتین کے لئے مسجد میں وعظ کا اجتماع ہوتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ عورت اگر عورتوں میں وعظ کہنا چاہے تو اس کے لئے مسجد کو استعمال نہ کیا جائے اس میں بہت سے مفاسد ہیں ہاں البتہ مسجد کے علاوہ کسی ایسی جگہ ہو جہاں شرعی پردہ کا مکمل اہتمام ہو سکے ایسی جگہ وعظ کہنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بشرطیکہ وعظ کہنے والی علوم شرعیہ سے واقف ہو، کیونکہ علوم شرعیہ سے ناواقف ہونے کی صورت میں نہ مرد کو وعظ کہنے کی اجازت ہے نہ عورت کو۔ علوم شرعیہ سے واقف ہونے کا معیار یہ ہے کہ وقت کے علماء حق کو اس کے علم پر اعتماد ہو ورنہ بعض خواتین یہود و نصاریٰ کا ایجنٹ بن کر درس قرآن یا درس حدیث کے نام پر مسلمانوں کو گمراہ کرتی ہیں اس لئے علماء سے پوچھ کر شرکت کریں۔

(ملخص از امدادالاحکام: ٤/٥٠٣)

خواتین کے لئے ہوسٹل میں قیام ہرگز مناسب نہیں:

بعض خواتین کالج، یونیورسٹی کی ہاسٹلوں میں رہائش پذیر ہوتی ہیں نیز بعض طالبات مدرسہ کی اقامت گاہوں میں رات کو قیام کرتی ہیں۔اس میں بہت سی قباحتیں اور خرابیاں ہیں،اس لئے ایسی صورت ہرگز مناسب نہیں، والدین کو چاہئے قریب ترین تعلیم گاہوں میں تعلیم دلائیں جہاں بآسانی آجا سکے، اپنی بچیوں کو ایسی جگہ ہرگز تعلیم نہ دلائیں جہاں رات کو قیام کرنا پڑے۔تعلیم عادات واخلاق کو سنوارنے کے لئے ہے تعلیم گاہوں میں رہائش سے بسا اوقات اخلاقی بگاڑ پیدا ہوتا ہے بلکہ لڑکیوں اور لڑکوں میں میل جول سے آشنائی پھر گھر سے بھاگنے وغیرہ کے واقعات بھی پیش آتے ہیں، جس سے تعلیم بے سود ہونے کے علاوہ والدین کے لئے بڑی پریشانی کا سبب ہوتا ہے، اس لئے دینی تعلیم گاہوں میں بھی رہائش اختیار کرنے میں احتیاط سے کام لیا جائے اور عصری تعلیم گاہوں کا ماحول خراب ہونا یقینی اور مشاہدہ کی وجہ سے ان کے ہاسٹلوں میں خواتین کے لئے رات کا قیام جائز نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ خواتین دینی تعلیم ضرور حاصل کریں دینی تعلیم کو دنیوی تعلیم پر ترجیح دیں اس لئے دین دنیا پر مقدم ہے اور یہ علم اپنے عقائد، اعمال، عبادات، معاملات، اخلاق اور باطنی امراض کی اصلاح کے لئے ہو کیونکہ دنیوی علوم کا مقصد تو دنیا کمانا ہے اور خواتین کو دنیا کمانے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے نان نفقہ کی ذمہ داری شادی تک باپ یا سرپرست کے ذمہ ہے اور شادی کے بعد شوہر کے ذمہ، شوہر نہ ہو اولاد ہو تو ان کے ذمہ ہے غرضیکہ خواتین کا نفقہ مردوں کے ذمہ ہے لہٰذا وہ دینی تعلیم ضرور حاصل کریں اور مقصد اخروی زندگی کا سنوارنا ہو۔کوئی ملازمت اختیار کرکے دنیا کمانا نہ ہو۔

اب آخر میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے نصائح کے ساتھ رسالہ ختم کرتا ہوں۔

عورتوں کو اپنی اصلاح کی فکر ضروری ہے:

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ایک وعظ میں فرمایا کہ میں اس کو بیان کر رہا تھا کہ ہماری

عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں ان کو اپنی اصلاح کرانا نہایت ضروری ہے، اور یاد رکھو کہ بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کار آمد نہیں، حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو ستاتی ہے، فرمایا: ھی فی النار (وہ دوزخی ہے) اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ زیادہ عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی ہے۔ فرمایا: ھی فی الجنۃ (وہ جنتی ہے) مگر ہماری عورتوں کا سرمایۂ بزرگی آج کل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا۔ اخلاق کی طرف اصلاً التفات نہیں۔ حالانکہ اگر دین کا ایک بھی جزو کم ہوگا تو دین ناتمام ہوگا۔ مگر آج کے لوگوں نے جیسے اور چیزوں کا ست نکالا ہے اسی طرح دین کا بھی ست نکال لیا ہے۔

بعض نے تو نماز، روزہ ہی کو دین سمجھ لیا ہے۔ معاملات، اخلاق وغیرہ کو چھوڑ دیا اور بعضوں نے صرف اخلاق کو لے لیا ہے اور عبادات وعقائد کو چھوڑ دیا۔ اگرچہ ان مدعیان اخلاق کے اخلاق بھی درست نہیں ہیں لیکن اگر ہوتے بھی تو بے کار تھے۔ ایک جماعت وہ ہے کہ ان کے عقائد اعمال ومعاملات اچھے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم خوش عقیدہ ہیں اور اس پر تفاخر کرتے ہیں اور دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں تو ان میں اخلاق کی کمی ہے۔ اسی طرح ہماری عورتوں نے عقائد اور وظائف ونماز کو لے لیا مگر اخلاق کو چھوڑ دیا۔ صبح سے شام تک غیبت، حسد، لعن طعن اور کبر میں مبتلا ہیں اور اس پر یہ سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں تو بزرگی صرف یہ نہیں ہے اسی طرح مردوں کو بھی کہا جاتا ہے کہ اخلاق کی ان میں بھی کمی ہے وہ بھی اصلاح کریں۔ بلکہ اخلاق کا بعض حیثیات سے اعمال سے بھی زیادہ اہتمام ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اگر اعمال میں کمی ہوگی تو اس کا ضرر اپنی ذات ہی تک محدود رہے گا اور اخلاق اگر خراب ہوئے تو اس کا ضرر دوسروں کو پہنچے گا۔ یہ حق العبد ہے۔ افسوس ترک صلوٰۃ اور دیگر کبائر کو تو گناہ سمجھا جاتا ہے اور غیبت اور حسد اور طمع زیور اور اپنی سوکن سے لڑنا وغیرہ وغیرہ خصائل کو گناہ نہیں سمجھتیں۔

خلاصہ تمام تر وعظ کا یہ ہوا کہ اس حدیث میں تین شر بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ تین شر ایسے ہیں کہ تمام شرور کا تعلق ان ہی تین سے ہے۔ بعض شرور کا تعلق تو ان سے انا ہے اور بعض کا لما ہے۔ یعنی بعض شرور ان سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض شرور سے یہ پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً کفران عشیر کا منشاء حرص وطمع ہے اکثار لعن سے غیبت، چغلی وغیرہ ہوتی ہے اذھاب لب رجل حازم سے نا اتفاقی جنگ وجدال آپس کی خانہ جنگیاں وغیرہ اسی طرح غور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہوسکتا ہے پس یہ تینوں واجب الاصلاح ٹھہرے۔

اصلاح کا طریقہ:

اب طریقہ اصلاح کو غور سے سننا اور سمجھنا چاہئے اور اسی پر بیان ختم ہو جائے گا اور وہ طریقہ اصلاح مرکب ہے علم وعمل سے اور علم یہی نہیں ہے کہ ترجمہ قرآن شریف پڑھ لیا۔ تفسیر سورۃ یوسف پڑھ لی یا نورنامہ، وفات نامہ پڑھ لیا، بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے امراض کا بیان ہے یہ تو علم ہوا۔

اور عمل ایک تو یہ کہ اول تو زبان کو روک لو تمہاری زبان بہت چلتی ہے تم کو کوئی برا کہے یا بھلا تم ہرگز مت بولو اس سے کفران عشیر، اذھاب لب رجل حازم، اکثار لعن وحسد وغیبت وغیرہ جاتے رہیں گے اور جب زبان روک لی جائے گی تو امراض کے مبانی بھی قلب سے جاتے رہیں گے۔ کیونکہ جب اس قوت سے کام ہی نہ لیا جائے گا تو ان امراض کے مناشی بھی ضعیف اور مضمحل ہو جائیں گے۔

اور دوسرا یہ کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا چھوٹنے والی ہے اور موت کا اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب وکتاب اور پل صراط کا چلنا سب کو بالتفصیل روزانہ سوچا کرو۔ اس سے حب جاہ، حب مال، تکبر، حرص اور اس کے فروع، غیبت، حسد وغیرہ سب امراض ہی جاتے رہیں گے۔

غرض حاصل معالجہ کا دو جز ہوئے ایک علمی دوسرا عملی۔ علمی کا حاصل یہ ہے کہ قرآن

کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں احکام فقہیہ کے ساتھ امراض قلب مثل حسد تکبر وغیرہ کا بھی بیان ہو کم سے کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو۔

اور عملی جز کا حاصل دو چیزیں ہیں کف لسان اور مراقبہ موت۔ لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھ لو جبکہ گھر میں عالم ہو ورنہ گھر کے مردوں سے ہی درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں۔ مگر پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا۔ ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اوروں کو بھی سناتی رہنا۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔ اور یہاں اس سے زیادہ بیان کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ ماشاء اللہ یہاں کی عورتیں خود سمجھدار ہیں اور اصل الاصل ان تمام تر خرابیوں کا ایک ہی امر ہے اس کا اگر ازالہ ہو جائے تو سب امور کی اصلاح ہو جائے۔ وہ یہ کہ آج کل بے فکری ہو گئی ہے۔ اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جائے کہ یہ امر جو ہم کرتے ہیں آیا دین کے موافق ہے یا نہیں؟ تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح ہو جائے۔ اب دعا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عنایت فرمادے۔ (آمین، آمین، آمین)

(ماخوذ از اصلاح النساء: ۳۳۵)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے الٰہی ناصحانہ کلمات کے ساتھ میں اپنے معروضات کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہوں کہ مسلمان ماں، بہنیں اور بچیوں کو دین پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور تمام مرد و خواتین سب کی اصلاح فرمائے۔ (آمین)

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ، اللّٰھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ وصلی اللہ اللّٰھم علی خیر خلقہ محمد وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

یکم رجب ۱۴۲۸ھ

خواتین کے لباس اور زینت کے احکام

اجمالی خاکہ

خواتین بناؤ سنگار کریں یا نہ کریں اگر کریں اسکے لئے شریعت کی طرف سے کوئی پابندی ہے؟ یا نہیں۔ بناؤ سنگار کی اجازت بھی ہے کچھ پابندیاں بھی تفصیلات اس رسالہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ خواتین کے لئے شرعی لباس کے احکام۔ شرعی پردہ کے مفصل احکام بھی ملاحظہ فرمائیں۔

تالیف
جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب
استاذ و معین مفتی
جامعۃ الرشید، احسن آباد کراچی

عرض مؤلف

نحمده و نصلي على رسوله الكريم

ہر انسان مرد ہو یا عورت اگر فطرت سلیمہ پر قائم ہو لباس و پوشاک اور جسم کی صفائی وستھرائی کا خیال رکھتا ہے، لباس بھی ایسا کہ اس کا جسم دوسروں سے مستور رہے یہ انسان کا فطری تقاضہ ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آدم وحوا علیہما السلام کو جنت میں پیدا فرمایا اور جنتی لباس ان کو عطاء فرمایا، جب شیطان کے بہکاوے میں آئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی خلاف ورزی صادر ہوگئی اس کی پاداش میں جنتی لباس سلب ہوگیا تو فوراً انہوں نے درخت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانا شروع کردیا۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿ فطفقا يخصفٰن عليهما من ورق الجنة ﴾

یعنی دونوں نے جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے ستر کو چھپایا، وہاں ان دونوں میاں بیوی کے علاوہ کوئی تیسرا فرد بشر نہیں تھا لیکن انہوں نے فطری شرم وحیاء اور فطری تقاضہ سے اپنے ستر کو چھپایا، اسی طرح زیب وزینت اختیار کرنا صاف وستھرا رہنا یہ بھی فطرت سلیمہ میں داخل ہے۔ شریعت مطہرہ نے بھی اس کی اجازت دی ہے، البتہ کچھ حدود اور قیود بیان کئے جن کی پابندی کا حکم ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے:

قال النبي صلى الله عليه وسلم: لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر، قالوا يا رسول الله، ان أحدنا يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة قال ان الله جميل يحب الجمال، الكبر بطر الحق، وغمط الناس. (اخرجه مسلم رقم ۹ في كتاب الايمان)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو، جوتا عمدہ ہو تو کیا یہ بھی کبر میں داخل ہے؟ تو آپ

ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے حسن و جمال کو پسند کرتا ہے کبر تو یہ ہے کہ حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا اور ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ رکھنا۔

تو معلوم یہ ہوا کہ شرعی حدود میں رہ کر زیب و زینت اختیار کرنا شرعاً ممنوع نہیں بلکہ محمود ہے۔ لہٰذا مرد و عورت دونوں کو زینت اختیار کرنے کی اجازت ہے، البتہ مرد آزاد ہوتا ہے مرد میدان ہوتا ہے، اس کی طبیعت زیادہ زیب و زینت کی طرف راغب نہیں ہوتی۔ نہ اس کو اتنی فرصت ملتی ہے کہ بناؤ سنگار کے دلدادہ ہو کر رہ جائے۔ البتہ عورت کی طبیعت فطری طور پر اس طرف مائل ہے کہ بناؤ سنگار کے ذریعہ قدرتی حسن و جمال سے کچھ زائد زیب و زینت حاصل کرے، اسی طرح شریعت مطہرہ نے اس کو سونے چاندی کے زیورات استعمال کرنے کی اجازت دی مردوں کے لئے زیورات کے استعمال کو ممنوع قرار دیا، خواتین کو متعدد احادیث میں مہندی کے ذریعہ اپنے ہاتھوں کی رنگت بدلنے کا حکم فرمایا۔ اور مہکنے والی خوشبو سے اجتناب کا حکم فرمایا اور رنگین خوشبو استعمال کرنے کی ترغیب دی گئی۔

كما قال صلى الله عليه وسلم: طيب الرجال ما ظهر ريحه وخفى لونه وطيب النساء ماظهر لونه وخفى ريحه. (رواه الترمذى والنسائى)

یعنی ارشاد فرمایا کہ مردوں کی خوشبو ایسی ہو جس کی خوشبو ظاہر ہو یعنی دوسروں کو پہنچ رہی ہو اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ نظر آ رہا ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو (یعنی بہت معمولی خوشبو آ رہی ہو) معلوم ہوا کہ خواتین کے لئے زیب و زینت کے مواقع زیادہ ہیں اور طبعی طور پر زینت پسند بھی ہیں شریعت نے ان کی فطرت کا لحاظ بھی رکھا۔ البتہ زیب و زینت اختیار کرنے میں حد پر قائم رکھنے کیلئے کچھ پابندیاں بھی لگائیں۔ مثلاً:

شوہر کے لئے زینت اختیار کرنا:

ثواب کا کام ہے اس کی ترغیب دی گئی ہے کہ عورت اپنے شوہر کا دل لبھانے کے لئے زینت اختیار کرے۔ یہاں ترک زینت کو شریعت نے ناپسند فرمایا۔

اجنبی کیلئے زینت اختیار کرنا:

غیر مردوں کے لئے زینت اختیار کرنا یا زینت کو اجنبی مردوں پر ظاہر کرنے کو ناجائز اور حرام قرار دیا کیونکہ اس میں فتنہ ہے اس کے نتیجہ میں دونوں کے فتنہ میں مبتلا ہو کر حرام کاری میں مبتلا ہونے کا قوی امکان ہے۔

محارم کے سامنے بناؤ سنگار:

عورت کا اپنے محارم کے سامنے زیب وزینت کے ساتھ آنا، ان کے ساتھ بیٹھنا فی نفسہ جائز ہے۔ لیکن فساد زمانہ کی وجہ سے ممنوع ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خواتین کے لباس اور زیب وزینت کے جائز و ناجائز کے احکام تفصیل طلب بھی ہیں اور ان میں باریکیاں بھی ہیں۔ اس لئے خیال ہوا کہ خواتین کی زیب وزینت کے شرعی احکام کو یکجا کر دیا جائے، چنانچہ میں اکابر کے فتاویٰ اور معاصر مفتیان کرام کی تحریرات اور قدیم وجدید کتب فقہ، قرآن کریم کی تفاسیر اور کتب حدیث کی شروحات وغیرہ کے مطالعہ سے جو کچھ حاصل ہو سکا اس کا خلاصہ کو جمع کر دیا گیا، اس دوران ہم نے اپنے محترم دوست مفتی کمال الدین راشدی صاحب کا رسالہ ''خواتین کے لئے بناؤ سنگار کے احکام'' سے کافی استفادہ کیا بلکہ اس کو بنیاد بنا کر ہی اس رسالہ کو مرتب کیا گیا، البتہ اس کا اہتمام کیا کہ مولانا کے رسالہ کا ماخذ اور مراجع کی طرف رجوع کر کے ان کی اصل عبارت اور حوالہ بھی درج کرنے کی کوشش کی گئی۔ نیز اس کے ساتھ خواتین کا شرعی لباس اور شرعی پردہ کے احکام بھی قدرے تفصیل کے ساتھ جمع کئے گئے۔

اب بحمد اللہ تعالیٰ رسالہ قارئین کرام کے ہاتھوں میں معزز ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں سے ہماری درخواست ہے زندگی کے ہر موقع پر احکام الٰہیہ کو مد نظر رکھیں۔

دنیا کی ہر چیز فانی ہے حسن و جمال بھی فانی اور عارضی ہے، قبر میں داخل ہونے کے بعد پورا جسم کیڑے مکوڑوں کی خوراک بنے گا بلکہ بڑھاپا شروع ہونے کے ساتھ ہی حسن و جمال کا خاتمہ شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ بیماریاں لاحق ہو جائیں خدانخواستہ عقل میں کچھ فتور

آ جائے تب تو اجنبی مرد کیا اپنا میاں بھی نظر اٹھا کر نہیں دیکھتا، ایسی عارضی چیز پر اپنی آخرت کو تباہ کرنا یہ کوئی عقلمندی نہیں بقول مجذوب کے ؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے مرنے والوں پر مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا بلند ذوق نظر نہیں آتا

لہٰذا زیب وزینت کو شرعی حدود میں رہ کر اختیار کریں، لباس و پوشاک ایسا اختیار کریں جو پردہ کے حکم کو پورا کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے اس رسالہ کو اپنے دربار میں قبول فرمائے۔ (آمین)

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ
خادم افتاء وتدریس جامعۃ الرشید
احسن آباد کراچی
۱۷/۵/۱۴۲۸ھ

بیوٹی پارلر کے نقصانات

زینت حاصل کرنے کا ایک جدید طریقہ بیوٹی پارلر ہے اس سے عارضی حسن تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن اس کے بڑے نقصانات بھی ہیں کیونکہ بیوٹی پارلروں میں جانے اور نت نئے ایجاد کردہ فیشن اختیار کرنے سے خواتین کے چہرے، جسم اور بالوں کا فطری اور قدرتی حسن ختم ہو جاتا ہے اور اس سے بہت سے نقصانات بھی ہوتے ہیں، اس سلسلہ میں قاہرہ میڈیکل کالج کے پروفیسر ڈاکٹر عبدالمنعم صاحب کی تحریر بڑی فکر انگیز ہے، وہ لکھتے ہیں:

''اس طرح بیوٹی پارلر جا کر بالوں کی سیٹنگ کروانا، یورپ کے لحاظ سے فیشن کی طرح مختلف رنگوں سے انہیں رنگنا، بالوں کو جھاڑنے اور ان کے اندر خم دینے کے لئے مختلف غیر فطری طریقے استعمال کرنا، جس سے بال جلدی گر جاتے ہیں، ان کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں یا سیٹنگ مشین کا استعمال کرنا اور کیمیاوی دواؤں کا استعمال کرنا جن میں ایسے مادے بھی شامل ہوتے ہیں جو بالوں کے لئے سخت نقصان دہ ہوتے ہیں، کسی بھی عورت کے لئے ایسی چیزوں کا استعمال مناسب نہیں، کیونکہ یہ بالوں کے لئے سخت نقصان دہ ہے، خواتین کو ایسی زیب و زینت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔''

(ماخوذ رسالہ '' تمہارا خصوصی معالج '')

ہماری بہت ساری خواتین کو یہ معلوم بھی نہیں کہ ان کے سر کے بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے کے کیا کیا نقصانات ہیں؟ کیونکہ بالوں کو کھینچ تان کر رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی جڑوں پر زور ڈالا جائے اور خون کی مخصوص مقدار کو بالوں کی جڑوں میں پہنچنے نہ دیا جائے، جس سے بالوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں اور بال جلدی گر جاتے ہیں، جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ بیوٹی پارلروں میں، فیشل، ہیر کٹنگ، تھریڈنگ، ویکسنگ، بلیچنگ کروا کر......اور آئی بروز اور لیوز بنوا کر بن ٹھن کر نکلنے والی خاتون چند دنوں تک بظاہر بہت اچھی بھی لگے گی، لیکن اس کے بعد جوں جوں اس کا اثر زائل ہوتا جاتا ہے پھر پچیس سالہ دوشیزہ......اگر

پچاس سال کی نہیں تو چالیس سال کی ضرور لگتی ہے، اور گناہ کا یہ اثر ضرور ہوتا ہے کہ شوہر کے دل میں محبت کے بجائے بغض ونفرت بیٹھتی رہتی ہے۔ کیونکہ ان میں بعض امور اگرچہ جائز ہیں لیکن بہت سے ناجائز امور کا بھی ارتکاب ہوتا ہے گناہوں کی ایک نحوست یہ ہے کہ اس سے دلوں میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔

بے حیا عورتوں سے زینت کروانا:

اور خصوصاً بیوٹی پارلر میں مزین کرنے والی جو عورتیں ہوتی ہیں وہ اکثر بے نمازی اور بے پردہ، آزاد خیال، اللہ تعالیٰ کے احکام سے باغی اور رسول مقبول ﷺ کو ناراض کرنے والی عورتیں ہوتی ہیں، جن میں بعض اوقات کافر...... عورتیں بھی ہوتی ہیں، اور یہ ایسی عورتیں ہوتی ہیں جن کے شوہر خود ہی ان سے بیزار ہیں اور وہ خود اپنے شوہروں سے بیزار ہو کر ان کاموں پر لگ گئی ہیں، تو وہ کیا دوسری خواتین کو ایسا تیار کریں گی جس سے وہ اپنے شوہر کی ہو جائیں؟

کبھی بھی نہیں! بلکہ مسلمان خواتین کے لئے ایسی بے حیا اور گناہ گار عورتوں کو اپنے جسم پر ہاتھ بھی نہیں لگانے دینا چاہئے۔ بلکہ شریعت نے تو فاسق فاجر عورتوں سے اپنے جسم کو چھپانے کا حکم دیا ہے، اس لئے حکم یہی ہے کہ دیندار خواتین فاسق عورتوں کے سامنے بے پردہ نہ آئیں۔

مردوں سے زینت کروانا حرام ہے:

اور اگر بیوٹی پارلر میں کام کرنے والے مرد ہوں یا ان کا وہاں آنا جانا ہو، تو پھر اس کے حرام ہونے اور اس پر خدا کی لعنت برسنے میں کیا شبہ باقی رہ جائے گا؟ کیونکہ اجنبی مرد وعورت کا ایک دوسرے کی طرف قصداً دیکھنا ایک دوسرے کو ہاتھ لگانا بلاضرورت بات چیت کرنا شرعاً حرام ہے۔ جبکہ مردوں سے بیوٹی پارلر کرانے کی صورت میں یہ سارے خلاف شرع کام کا ارتکاب لازمی ہے۔ لہٰذا بیوٹی پارلر میں جا کر ایسی بے حیا، بے شرم اور گناہ گار عورتوں سے اپنے کو سنوارنا اور مزین کرنا، یا نعوذ باللہ بے حیاء مردوں سے اپنے کو سنوارنا

مسلمان خواتین کے لئے کسی طرح بھی مناسب نہیں، بلکہ گھر پر ہی جو کچھ ہو سکے اس سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کرنا چاہئے، اسی میں ان کے لئے دنیا و آخرت دونوں جہاں کی بھلائی اور کامیابی ہے۔

وفیما اذا کان الناظر إلی المرأة الا جنبیة هو الرجل فلیتجنب بجهده وهو دلیل الحرمة وهو الصحیح ولا لمس شیئا منه اذا کان احدهما شابا في حد الشهوة وإن امنا علی انفسهما الشهوة .

(عالمگیریه : ٥/٤٠٤ کتاب الکراهیه)

زیب وزینت میں فضول خرچی:

زیب وزینت کیجئے اور ضرور کیجئے، لیکن اس میں اتنا بھی حد سے آگے نہ بڑھئے کہ اپنے بجٹ کا بھی خیال نہ رہے، اور اپنے والد یا اپنے شوہر کے خون پسینہ کی کمائی کو بے دردی سے ضائع کر دیں، اور نئے سے نئے فیشن کے کپڑے اور مہنگے سے مہنگے زیورات کم از کم ایسے حالات میں تو استعمال نہ کریں، جب کہ آپ کی دیگر مسلمان بہنیں سوکھی روٹی کے لئے بھی ترس رہی ہوں۔

خواتین خصوصاً نوجوان لڑکیوں نے غیر قوموں کو دیکھ کر ایسے خرچ بڑھا لئے ہیں کہ نہ وہ ضروری خرچ ہیں، نہ ان پر زندگی موقوف ہے، فیشن کی بلا ایسی سوار ہوئی ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اتنی بڑھا رکھی ہے کہ جتنی بھی آمدنی ہو سب کم پڑ جاتی ہے، اور قرض پر قرض چڑھتا چلا جاتا ہے، فیشن کی یہ بے جا ضرورتیں جو یورپ والوں نے نکالی ہیں، مسلمان خواتین کے لئے کسی طرح بھی ان کے خیال میں پڑنا اور ان کو استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے، ان کے اندھی تقلید میں یہ حال بن گیا ہے کہ دیکھنے میں خوش حال، دل میں پریشان، آمدنی معقول مگر گذارہ مشکل، اطمینان اور بے فکری کا نام نہیں، محبت کے جوش میں لڑکیوں کی پرورش شروع ہی سے اس طرح کرتی ہیں کہ بچپن ہی سے ان کو زیادہ خرچوں کی عادی بنا دیتی ہیں، اور وہ فیشن کا اس قدر شوقین بن جاتی ہیں کہ شادی کے بعد شوہر پر بوجھ بن جاتی ہیں، خاوند کی

ساری آمدنی فیشن، لباس اور زیور کی نذر ہو جاتی ہے، ناچار نااتفاقی اور بدمزگی ظاہر ہونے لگتی ہے، اور زیادہ بناؤ سنگار کی عادت ڈالنے سے تلاوت قرآن پاک، درود و استغفار، دینی معلومات میں لگنے کی فرصت بھی نہیں ملتی، پھر اصل سجاوٹ تو باطن یعنی دل و روح کی سجاوٹ اور پاکیزگی ہے، جسم و لباس کی عمدگی، سجاوٹ بھی اسی وقت بھلی معلوم ہوتی ہے جب دل ستھرا، اخلاق اچھے، عادتیں پاکیزہ ہوں، اخلاق گندے اور ظاہر اچھا اس کی ایسی مثال ہے جیسے گندگی کو ریشم میں لپیٹ کر رکھ دی جائے، یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ضرورت اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر زندگی دوبھر ہو جائے، خوب سمجھ لیجئے اور اپنے اخراجات کا جائزہ لے لیجئے، ہر تکے بے تکے خرچ کو ضرورت میں شامل کر لینا دانشمندی نہیں ہے۔

وقال ابن عباس رضی اللہ عنہ کل ماشئت والبس ما شئت ما اخطاتك اثنتان سرف او مخیلة . (صحیح بخاری : ۴/۲۳)

یعنی جو چاہو کھاؤ جس طرح کا چاہو کپڑا پہنو (یہ تمہارے لئے جائز ہے) البتہ اس میں اسراف اور تکبر سے اجتناب کرو۔

یہ بھی یاد رکھئے!

''ایسی نادان اور فضول خرچ خواتین کی گودوں میں ایسے پھول نہیں کھلا کرتے، اور ایسی ٹہنیوں پر ایسے قیمتی پرندے نہیں بیٹھا کرتے، ایسی قاتلہ انسانیت منڈھیر پر بیٹھ کر چہچہانے والی مینائیں اپنا سریلا نغمہ، عالم کو نہیں سنایا کرتیں، ایسے نافرمان وخود غرض گلدستوں میں سلطان نور الدین زنگی اور سلطان صلاح الدین ایوبی جیسے گلاب نہیں کھلا کرتے، ایسی خود غرض اور دوسروں کے حقوق سے لاپرواہی کر کے بیوٹی پارلرز کی کرسی پر بیٹھنے والی کے پلان میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ جیسے نہیں سویا کرتے، خدا کی نعمتوں کے ناقدردان ٹیلوں اور چوٹیوں پر خنساء، وحمنہ بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا رنگ نہیں بھرا جا سکتا، ایسی اداس شاہراہوں پر اور بنجر علاقوں میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ وعقبہ بن نافع رحمہ اللہ نہیں آیا کرتے۔''

”ایسی بے پردہ پھرنے والیوں اور اپنے جسم کے اعضاء کی بے باکی کے ساتھ نمائش کرنے والیوں کی چھاتیوں سے طارق بن زیاد و ٹیپو سلطان دودھ نہیں پیا کرتے، ایسی رات کی رانیوں کے غنچوں میں ایسے عطر آمیز خوشبوؤں والے طارق بن زیاد رحمہ اللہ، محمد فاتح، جن کی خوشبو سے عالم اسلام جھوم اٹھتا ہے، اپنی خوشبوئیں ایسی ماؤں کو نہیں سونگھایا کرتے۔“

معزز ماؤں اور پیاری بہنو!

مروجہ فیشن کی جس راہ پر آپ گامزن ہیں وہ مسلمان خواتین کے لئے زیب نہیں دیتا، مسلمان خواتین کو چاہئے کہ زیب و زینت کے وہ طریقے اپنائیں جو اسلامی تعلیمات کے مطابق ہوں، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کے ارشادات کی حدود میں ہوں۔ اس لئے خواتین کے لئے یہ جاننا نہایت ضروری ہے کہ زیب و زینت کے کونسے طریقے شریعت کے خلاف ہیں اور کونسے طریقے شریعت کے مطابق ہیں، تاکہ وہ خلاف شرع امور سے اجتناب کرسکیں، اور شرعی حدود میں رہتے ہوئے اپنا فطری عمل بناؤ سنگار بھی کرسکیں۔

ذیل میں ان ہی طریقوں کو ذرا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے، ان کو غور سے پڑھیں اور اسکے مطابق عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں، اسی میں آپ کے دین و دنیا دونوں جہاں کی بہتری اور کامیابی یقینی ہے۔

فیشن کی حدود:

خواتین کو زیب و زینت سے متعلق تین باتیں بنیادی طور پر ذہن میں رکھنی چاہئیں۔

جن امور کی شریعت میں قطعی طور پر ممانعت ہے انہیں کرنا کسی صورت میں بھی عورت کے لئے جائز نہیں، چاہے شوہر یا کوئی اور ان کو کرنے کے لئے کہے، یا نہ کرنے کی صورت میں وہ اس سے ناراض ہو جائے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

لا طاعة لمخلوق فی معصية الخالق .

یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

جو امور شرعی حدود میں ہیں اور جائز کے درجہ میں ہیں ان میں حسب وسعت شوہر کی

مکمل اطاعت کرنا عورت کے ذمہ ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ:

عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو كنت امر احدا ان يسجدلاحد لامرت المرأة أن تسجد لزوجها.

(رواه الترمذی مشکوٰۃ : ص ۲۸۱)

''اگر میں کسی کو کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے لئے سجدہ کرے۔'' (جمع الفوائد : ۱/۳۹۱)

دوسری حدیث میں ارشاد ہے:

''اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو حکم دے کہ سرخ پہاڑ سے پتھر اٹھا کر کالے پہاڑ، اور کالے پہاڑ سے پتھر اٹھار کر سرخ پہاڑ پر لے جائے تو اسے یہی کرنا چاہئے۔''

(جمع الفوائد : ۱/۳۹۱)

عن انس رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم المرأة اذاصلت خمسها وصامت شهرها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من اى ابواب الجنه شاءت رواه ابو نعيم فى الحلية.

(مشکوٰۃ : ص ۲۸۱)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پانچ وقت نماز پڑھے اور رمضان المبارک کے روزے رکھے اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہوئے۔

زینت نہ کرنے پر سرزنش کرنا:

شوہر کے چاہنے کے باوجود بیوی اگر صفائی ستھرائی اور زیب وزینت اختیار نہ کرے تو شوہر کے لئے بیوی کو سرزنش کرنے کا شرعاً حق حاصل ہے، چنانچہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی

کچیلی نہ رہا کرے، بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے، یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت بناؤ سنگار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔" (بھشتی زیور مدلل : صـ ۳۳۸)

عورت کو زیب و زینت پر ثواب ملے گا:

عورت شرعی حدود میں رہ کر جو کچھ بناؤ سنگار کرے اس کا مقصد شوہر کو خوش کرنا ہو، نہ کہ دوسری عورتوں اور نامحرم مردوں کو دکھانا اور اترانا، اگر شوہر کو خوش کرنے کے لئے بناؤ سنگار کرے گی تو ان شاء اللہ اس پر اس کو ثواب بھی ملے گا، چاہے دوسری عورتیں اسے دیکھ کر خوش ہوں یا ناراض۔

ایک سمجھدار خاتون کا واقعہ:

ایک خاتون نے ناک کی لونگ بنوائی تو محلہ کی خواتین باری باری آتی رہیں اور مبارکباد دیتی رہیں لیکن وہ خاتون خاموش ہیں کسی کی مبارکباد کے جواب میں خوشی کا اظہار نہیں کرتی، پھر خواتین نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا یہ زیور تو میں نے اپنے میاں کو دکھانے کے لیے بنوایا ہے، اب اگر وہ دیکھ کر پسند کرے تب مجھے خوشی ہوگی وہ ابھی تک گھر نہیں آیا اور پسندیدگی کا اظہار نہیں کیا اس لیے خاموش ہوں۔ زیب و زینت اختیار کرنے میں خواتین کا یہی جذبہ ہونا چاہیے کہ صرف اپنے شوہر کو دکھانے کے لیے اختیار کریں اور بس اہل اللہ فرماتے ہیں کہ اس سے سبق ملتا ہے کہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے ہو اور بس، کسی اور کا خیال بھی دل میں نہ گزرے۔

فخر کے لئے زیب و زینت درست نہیں:

البتہ اگر اترانے اور نامحرم مردوں یا دوسری عورتوں کو دکھانے اور ان پر فخر کرنے کی نیت سے کپڑے پہنے گی اور بناؤ سنگار کرے گی تو گناہ گار ہوگی، اس لئے ان باتوں سے بچنا ضروری ہے۔

زیادہ بناؤ سنگار شرعاً پسندیدہ نہیں:

یاد رکھئے! زیادہ بن ٹھن کر رہنا شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے، شوہر والی عورت بقدر

ضرورت بناؤ سنگار کرلے، یہ ٹھیک ہے۔لیکن بناؤ سنگار کو مستقل ایک مشغلہ بنالینا اور طرح طرح کے طریقے اس کے لئے سوچنا اور اس کے لئے مستقل چیزیں خریدنا اور ذہن کو ہر وقت اس میں الجھا کر رکھنا مؤمن کے مزاج کے خلاف ہے، جن کو اعمال صالحہ اور اخلاق حسنہ سے آراستہ ہونا ہو ان کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ بناوٹ، تصنع اور غیر ضروری سجاوٹ میں وقت صرف کریں اور پیسہ بھی ضائع کریں۔

یہ تین بنیادی باتیں ذہن نشین کرلینے کے بعد فیشن کی مروجہ صورتوں میں سے کونسی صورت جائز ہے اور کونسی صورت ناجائز، اس بارے میں شریعت کے مفصل احکام حسب ذیل ہیں:

سر کے بال کٹوانے کی ممانعت:

خواتین کا اپنے سر کے بالوں کو کٹوانا، کتروانا فیشن کے طور پر چھوٹے کروانا خواہ سامنے کی جانب سے ہو یا دائیں بائیں کی جانب سے ہو یا پیچھے کی جانب ہو یعنی کسی بھی جانب سے ہو، مردوں کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہے، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے، چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وعن ابن عباس رضی اللّٰہ عنهما، قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لعن اللّٰہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری. (مشکوٰۃ باب الترجل)

وعن علی رضی اللّٰہ عنه نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ان تحلق المراۃ رأسها (رواه النسائی) وفی حاشیة المشکوٰۃ قوله ان تحلق المرأۃ رأسها وذلك لان الذوائب للنساء کاللحی للرجال فی الهیئة والجمال. (مشکوٰۃ: ۳۸٤/۲)

یعنی: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہے ان مردوں پر جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (بخاری)

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمایا۔ (نسائی)

اس حدیث کے تحت مشکوٰۃ کے حاشیہ میں مذکور ہے کہ عورتوں کو سر منڈانے سے منع فرمانے کی وجہ یہی ہے کہ عورتوں کی زلفیں مردوں کی داڑھی کی طرح ہیں صورت وزینت میں۔ لہٰذا جس طرح مردوں کے لئے داڑھی منڈانا یا مٹھی سے کم کرنا حرام ہے بعینہ اسی طرح عورتوں کے سر کا بال منڈانا اور کٹوانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

(ماخوذ از داڑھی اور بالوں کے احکام)

شوہر کے کہنے پر بال کٹوانا بھی ممنوع ہے:

لہٰذا خواتین کے لئے سر کے بالوں کو کٹوانا جائز نہیں، اگرچہ شوہر اس کے لئے کہے تب بھی ایسا کرنا ان کے لئے جائز نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں شوہر کی اطاعت جائز نہیں، ایسی صورت میں عورت کو چاہئے کہ محبت وادب کے ساتھ انکار کر دے، اور شوہر کو شرعی حکم سے آگاہ کر دے اور نرمی سے سمجھا دے، امید ہے کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے شوہر بھی شرعی حکم پر عمل کرے گا، اور خلاف شرع عمل پر اصرار نہیں کرے گا۔

وإن باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق .

(ردالمحتار : ٦/٣٥٩ كتاب الحظر والاباحة)

بے بی کٹ بال رکھنا:

عورتوں کے لئے بے بی کٹ بال رکھنا بالکل جائز نہیں، لہٰذا اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ یہ مغرب زدہ خواتین کا طریقہ ہے جو شرعاً ممنوع اور ناجائز ہے۔

سر کے بال تراشنا:

بالوں کے کاٹنے کا حکم تو اوپر لکھ دیا گیا، اور تراشنے کا حکم بھی یہی ہے کہ محض فیشن کے طور پر خواتین کے لئے بالوں کو تراشنا جائز نہیں۔ البتہ اگر بالوں کے سروں میں شاخیں نکل آئیں جس کی وجہ سے بالوں میں گرہیں پڑ جاتی ہوں تو ان سروں کو تراشنے کی گنجائش ہے یا

جو بال عموماً اوپر نیچے ہو جاتے ہیں ان کو صرف نیچے سے برابر کرنے کے لئے معمولی طور پر تراشنے کی گنجائش ہے۔

بالوں کو ڈیزائن سے سنوارنا:

خواتین کے لئے سر کے بالوں کو کاٹے بغیر مختلف ڈیزائن اور فیشن سے سنوارنا جائز ہے، البتہ اس میں مندرجہ ذیل باتوں کا خاص خیال رکھنا بہر حال ضروری ہے۔

اس سے، کافر اور فاسقہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنا مقصود نہ ہو۔

محض اپنایا اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لئے ایسا کرلیا جائے۔

اتنا وقت اس میں ضائع نہ ہو جس سے دوسرے ضروری امور میں خلل پڑتا ہو۔

افزائش کے لئے بال کٹوانا:

بعض خواتین کے بالوں کی چوٹیوں کے اختتام پر بال دو اور تین حصوں میں سروں کی نوکوں سے منقسم ہو جاتے ہیں، پھر بالوں کی افزائش بند ہو جاتی ہے، اگر ان بالوں کے سروں کو کاٹ دیا جائے تو پھر بال بڑھنے شروع ہو جاتے ہیں، تو ایسی صورت میں بالوں کی افزائش کے لئے بالوں کے سرے معمولی طور پر کاٹنا بلا شبہ جائز ہے۔ اگر معتد بہ مقدار تک بال بڑھ چکے ہیں تو مزید بڑھانے کے لئے بال کاٹنے کی اجازت نہ ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیه : ۱۰/۱۲۰)

بیماری اور درد کی وجہ سے بال کٹوانا:

اگر کسی عورت کے سر میں کوئی بیماری یا درد وغیرہ پیدا ہو جائے اور اس کے سبب بالوں کا ازالہ ناگزیر ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں بوجہ مجبوری یعنی شرعی عذر کی بناء پر بالوں کا کاٹنا جائز ہے، لیکن جیسے ہی یہ عذر ختم ہو جائے اجازت بھی ختم ہو جائے گی یعنی عذر ختم ہونے کے بعد بالوں کا کاٹنا جائز نہ ہوگا۔ (الاشباہ و النظائر : ۲/۱۷۰)

ولو حلقت المرأة راسها فان فعلت لو جع اصابها لا بأس به وان فعلت تشبها بالرجل فهو مكروه كذا في الكبرىٰ .

(عالمگیریہ : ۵/۴۳۸ کتاب الکراھیة)

کس عمر تک بال کٹوانا جائز ہے:

بالغ یا قریب البلوغ لڑکیوں کے بال کٹوانا تو جائز نہیں جیسا کہ اوپر تفصیل سے لکھا گیا ہے، البتہ ایسی بچیاں جو چھوٹی ہوں اور قریب البلوغ نہ ہوں یعنی جن کی عمر نو سال سے کم ہو تو، خوبصورتی یا کسی اور جائز مقصد کے لئے ان کے بال کٹوانا جائز ہے، تاہم کافروں اور فاسقوں کے ساتھ ارادی طور پر مشابہت اختیار کرنے سے بچنا چاہئے۔ کیونکہ شریعت میں ان جیسوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ لڑکیوں کی عمر نو سال پورے ہونے کے بعد بلاضرورت شدیدہ ان کے بال کٹوانا، منڈوانا ممنوع ہے کیونکہ نو سال کی لڑکی کو فقہا نے بالاتفاق مشتہاۃ قرار دیا ہے۔ اس پر نو سال کی عمر سے پردہ وغیرہ کے احکام کی پابندی لازم ہے، تو اسی عمر سے بال کٹوانے سے بھی ممانعت کردی جائے گی۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ : وقدربتسع وبه يفتى وبنت احدى عشر مشتهاة اتفاقازيلعي .

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ: بل في محرمات المنح وبنت تسع فصاعداً مشتهاة اتفاقا سائحاني .

(ردالمحتار : ۵٦٦/۳ كتاب الحضانة)

پیدائشی بال چھوڑنا درست نہیں:

بعض علاقوں میں یہ دستور ہے کہ بچیوں کے سروں پر پیدائشی بال چھوڑ دیتے ہیں یہ شرعاً درست نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام طے کرلیا جائے نیز اس کا سر منڈایا جائے۔ (ترمذی ۱/۱۸۳)

بالوں کو بلیچ کرنا اور رنگنا

بیوٹی پارلرز میں خواتین کے بالوں کو بلیچ Bleech کیا جاتا ہے اور پھر دوسرے رنگ

سے رنگا جاتا ہے، تو یہ کام اگر شرعی حدود میں رہتے ہوئے کیا جائے تو شرعاً اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور شرعی حدود کی تفصیل کتاب کے شروع میں بیان کردی گئی ہے۔ البتہ بالوں کی سفیدی کو کالے رنگ سے بدلنا جائز نہیں تفصیل آگے آرہی ہے۔

بھنوؤں کو باریک بنانا

آج کل خواتین بھوؤں کو خوبصورت شکل دینے کے لئے آئی برو Eyebrow کے آس پاس کے چند بال نوچ لیتی ہیں، اس طرح بھوؤیں خوبصورتی سے گول لکیرسی بن جاتی ہیں، مقصد اس سے محض خوبصورتی اور زینت ہے...... لیکن ایسا کرنا شرعاً جائز نہیں...... کیونکہ جسم اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی امانت ہے، جس میں کسی شرعی اور فطری ضرورت کے بغیر خود ساختہ تبدیلی درست نہیں ہے، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فصل پیدا کرنے اور جسم کو گودنے یا گودوانے کو ناجائز، موجب لعنت اور اللہ تعالیٰ کی خلقت میں تغییر قرار دیا ہے، اور خواتین کو اپنے جسم سے بال نوچنے کی ممانعت فرمائی ہے، چنانچہ ابرو کے بال نوچ کر باریک سی لکیر بنالینا اور دونوں بھوؤں کے درمیان فاصلہ کرنا جیسا کہ آج کل اس کا عام فیشن ہے، سراسر ناجائز ہے۔ (مشکوٰۃ شریف : ۳۸۱)

شوہر کی خوشدلی کے لئے بھی ایسا کرنا جائز نہیں، البتہ ابرو کے بال اگر بہت بڑھ گئے ہوں تو ان کو کتر کر یا کترواکر کسی قدر کم کرنا بلاشبہ جائز ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ عنہ قال لعن اللّٰہ الواشمات والمستوشمات والمتصنمات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللّٰہ فجأتہ امرأۃ انہ بلغنی انک لعنت کیت و کیت فقال مالی لا العن من لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ممن ھو فی کتاب اللّٰہ فقالت لقد قرأت مابین اللوحین فما وجدت فیہ ما تقول قال لئن کنت فراتیہ لوجد تیہ اما قرأت ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا قالت بلی قال فانہ قدنھیٰ عنہ۔ (بخاری ومسلم)

وفی الشامیہ قال: ولا بأس باخذالحاجبین و سعرو جھہ مالم یشبہ المخنث تاترخانیہ. (ردالمحتار: ٦/ ٢٨٨)

چہرے کے بال صاف کرنا

چہرے کے بال اور روئیں جو پیشانی اور منہ پر ہوتے ہیں ان کو اگر نوچ کر نکالا جائے تو چونکہ اس میں اپنے جسم کو بلاوجہ اذیت دینا ہے اس لئے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، البتہ اگر کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جائے تو اس کی گنجائش ہے۔

چہرے سے ڈاڑھی مونچھ صاف کرنا

بعض عورتوں کے چہرے پر ڈاڑھی مونچھ نکل آتی ہیں، تو اس کو صاف کرنا، نہ صرف جائز بلکہ افضل اور بہتر ہے، البتہ ان زائد بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلاوجہ اپنے جسم کو اذیت دینا ہے۔ اس لئے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کیا جائے تو درست ہے۔

ہونٹوں کے بال صاف کرنا

اگر کسی عورت کے ہونٹ کے اوپر بال اُگ آئے ہوں تو انہیں زائل اور صاف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، بلکہ انہیں دور کرنا عورت کے حق میں افضل اور مستحب ہے۔

(فتاویٰ شامی: ٦/٣٧٣)

البتہ ان زائد بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلاوجہ جسم کو اذیت دینا ہے اس لئے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ کے ذریعہ صاف کرنا چاہئے۔

ان تینوں مسائل کی مزید وضاحت کے لئے یہ سوال و جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: عورت کے لئے چہرے کے بال صاف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: عورتوں کو اپنے چہرے کے بال چنوانا مکروہ ہے۔ ہاں البتہ ایسے بال جو شوہر کے لئے وحشت کا سبب بنے اس کو صاف کرنا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے چہرہ پر داڑھی مونچھ نکل آئے تو اس کو صاف کرانا جائز بلکہ مستحب ہے بال چننے پر جو لعنت وارد

ہوئی ہے ان کا مورد یہ ہے کہ ابرو کے اطراف سے بال اکھاڑ کر باریک دھاری بنائی جائے۔

وفی الشامیة (قوله النامصة) ذکره فی الاختیار ایضاً والمغرب النمص نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش لعله محمول علی ما اذا فعلته لتزین للاجانب والافلو کان فی وجهها شعر ینفر زوجها عنها بنسببه، ففی تحریم ازالته بعد لأن الزینة للنساء مطلوبة للتحسین الأأن یحمل علی مالا ضرورة الیه لما فی نتفة بالمنماص من الایذأ وفی تبیین المحارم ازالة الشعر من الوجه حرام الا اذا نبت لامرأة لحیة أو شوارب فلا تحرم ازالته بل تستحب. (شامیه: ٦/٣٧٣، ایچ ایم سعید، الحظر والا باحة قبیل فصل فی الاستبواء، ماخوذ از داڑھی اور بالوں کے احکام)

ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنا

خواتین کے لئے کلائیوں اور پنڈلیوں کے بالوں کو صاف کرنا جائز ہے، اس لئے کہ عورت کے حق میں زینت مطلوب ہے، نیز ہاتھ پاؤں کے بال صاف کرنے میں اصل خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی اور اس میں کوئی دھوکہ بھی نہیں ہوتا، اس لئے ہاتھ اور پاؤں کے بال صاف کرنا جائز ہے۔ (تکملة فتح الملهم: صـ ١٩٥، مرقاة: ٨/٢١٢)

البتہ ان بالوں کو بھی نوچ کر نکالنے میں چونکہ بلا وجہ اپنے جسم کو اذیت دینا ہے اس لئے نوچ کر نکالنا مناسب نہیں، کسی پاؤڈر وغیرہ سے صاف کرنا جائز ہے۔

جسم گودنا، گودوانا جائز نہیں

جسم گودنا اور گودوانا جائز نہیں حرام ہے، اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی سوئی وغیرہ سے کھال میں گہرے گہرے نشان ڈال کر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جاتا ہے، اس طرح جسم پر جانوروں اور دیگر چیزوں کی تصویریں بنائی جاتی ہیں، حدیث شریف میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، حضور ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(مشکوٰۃ شریف: صـ ٣٨١)

اس لئے خواتین کیلئے ان ناجائز اور خلاف شرع امور سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

بالوں میں بال ملانا

اسی طرح خواتین زیب وزینت کے لئے اور اپنے بال لمبے یا گھنے پھولے ہوئے ظاہر کرنے کے لئے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال لے کر اپنے بالوں میں ملا لیتی ہیں، چونکہ اس میں دھوکہ اور فریب ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی، اس لئے خواتین کے لئے ان ناجائز کاموں سے بچنا ضروری ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اس عورت پر (جو بالوں کو لمبا یا پھولا ہوا بنانے کے لئے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال) اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں ملا لے، اور اس عورت پر بھی خدا کی لعنت ہو جو کسی عورت سے کہے کہ دوسرے کے بال میرے بالوں میں ملا دے، اور فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اس عورت پر جو گودنے والی ہے اور گدوانے والی ہے''۔

(مشکوٰۃ : صـ ۳۸۱ از بخاری ومسلم)

وگ (Wig) کا حکم

وگ یعنی بناوٹی بال استعمال کرنے کا کیا حکم ہے اس بارے میں ڈاکٹر نور احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کے ہاں وگ کے استعمال پر کوئی تاریخی شہادت دستیاب نہیں ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اسلام نے وگ پہننے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے فقہاء کے نزدیک بالوں کے ساتھ اور بالوں کو ملا کر انہیں لمبا کرنا یا مصنوعی بال سر پر لگانا حرام ہے۔ڈاکٹر وھبہ الزحیلی لکھتے ہیں:

ووصل الشعر بشعر الادمی حرام، سواء اکان شعر المرأة او شعر

غیرها لما فیه من التزویر. (الفقه الاسلامی وادلته جلد اول، ردالمحتار: ۶/ ۳۷۳ کتاب الحظر والاباحة)

وگ کی حرمت کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ یہ ایک طرح کا دھوکہ ہے اور دھوکہ دہی منع ہے۔لہٰذا وگ لگانا منع ہوا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں یہود سے مشابہت پیدا ہوتی ہے جبکہ حضور ﷺ نے یہود ونصاریٰ کی مخالفت کا حکم دیا ہے اور ان کی سی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا:

" من تشبه بقوم فهو منهم ."

تیسری وجہ یہ کہ وگ لگانا ایک قوم کے لئے ماضی میں عذاب بن چکا ہے اور جس امر سے عذاب الٰہی کے نزول کا امکان ہو اس کا ترک لازم ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جب یہودیوں کی عورتوں نے بال لگانا شروع کئے تو ان پر بربادی مسلط کر دی گئی۔

ممانعت وحرمت کی چوتھی اور زیادہ قوی دلیل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے استعمال سے منع فرمایا ہے اور حکم الٰہی یہ ہے کہ حضور ﷺ جس کام سے روکیں اس سے رکنا واجب ہے۔

﴿ وما اٰتکم الرسول فخذوه وما نهٰکم عنه فانتهوا ﴾

نیز اصول فقہ کا مسلمہ قاعدہ یہ ہے کہ

" اللعنة علی الشیٔ تدل علی تحریمه ."

کسی شئے پر لعنت اس کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

" لان فاعل المباح لا تجوز لعنه."

کیونکہ کسی امر مباح پر لعنت کرنا جائز نہیں اور جب وگ کا استعمال ملعون عمل ٹھہرا تو یہ مباح نہ رہا۔ بلکہ حرام ہو گیا۔

وگ کے بارے میں احادیث:

آج کل اصطلاح ''قرآن وسنت'' کا بڑا چرچا ہے حتیٰ کہ جاہل سے جاہل شخص بھی یہ

کہتا ہے کہ قرآن وسنت کا حوالہ دیجئے ایسے دور میں جب قرآن وسنت کا حوالہ مانگنے کا مطلب حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ اجمعین کی جچی تلی اور علمی آراء کو درخور اعتناء نہ سمجھنا ہوا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی سے منور فقہی آراء کے باوصف صریح احادیث بھی ذکر کردی جائیں تاکہ کسی کو فقہائے کرام کو وگ دشمن، قدامت پسند اور تنگ نظر (Narrow Minded) کہنے کی جرأت کر کے گنہگار نہ ہونا پڑے۔

صحیحین (بخاری ومسلم) کی وگ کے بارے میں بعض احادیث حسب ذیل ہیں:

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ عنہما قالت: لعن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم الواصلۃ والمستوصلۃ.

(بخاری باب الوصل فی الشعر حدیث : ۸۷۶)

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

عن ابن عمر رضی اللّٰہ عنہما ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لعن اللّٰہ الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ.

(بخاری حدیث : ۸۷۸)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور گودنے اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

عن سعید ابن المسیب قال قدم معاویۃ المدینۃ آخر قدمۃ فخطبنا فاخرج کبۃ من شعر قال: ما کنت اری احداً یفعل ھذا غیر الیھود ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم سماہ الزور یعنی الواصلۃ فی الشعر.

(بخاری حدیث : ۸۷۸)

حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب آخری مرتبہ مدینہ منورہ آئے تو خطبہ دیتے ہوئے انہوں نے بالوں کا ایک گچھا

نکالا اور فرمایا: میں نے یہودیوں کے علاوہ کسی اور کو یہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ بے شک نبی کریم ﷺ نے بالوں کے جوڑنے کو دھوکہ بازی قرار دیا ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة.

(بخاری حدیث : ۸۷۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے والی گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

عن حميد بن عبدالرحمن بن عوف انه سمع معاويه بن ابی سفيان عام حج وهو على المنبر وهو يقول وتناول قصة من شعر كانت بيد حرسی اين علماؤكم سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم ينهی عن مثل هذه ويقول انما هلكت بنواسرائيل حين اتخذ هذه نساؤهم.

(بخاری حدیث : ۸۷۳)

حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف کا بیان ہے کہ میں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حج کے سال (جس سال انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں حج کیا) منبر پر فرماتے ہوئے سنا: انہوں نے بالوں کا گچھا جو ایک سپاہی کے ہاتھ میں تھا لیتے ہوئے فرمایا تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرنے سے منع فرماتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اسی لئے ہلاک ہوئے، جب ان کی عورتوں نے ایسا کرنا شروع کردیا۔

اس سلسلہ میں مزید احادیث بھی ہیں جن کو طوالت کے خوف سے نقل نہیں کیا گیا ہے۔

ان سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وگ کا استعمال ممنوع وحرام ہے۔ کیونکہ یہ دھوکہ ہے۔ اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ وگ اصل بالوں کے ساتھ مصنوعی بالوں کا ملانا، بالوں کو مصنوعی

طریقہ سے بڑھانا یا اصل بالوں کی بجائے مصنوعی بالوں کا استعمال کرنا ہے اور یہ سب ممنوع، حرام اور ملعون ہے۔

ممکن ہے کہ کسی کو یہ خیال ہو کہ بصورت مجبوری ایسا کرنا جائز ہوگا۔ مندرجہ ذیل حدیث سے یہ شبہ بھی رفع ہو جاتا ہے۔

عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللّٰہ عنھما قالت جاء ت امراۃ الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقالت یا رسول اللّٰہ ان لی ابنۃ عریسا اصابتھا حصبۃ فتمرق شعرھا افاصلہ فقال لعن اللّٰہ الواصلۃ والمستوصلۃ.

(بخاری حدیث : ۸۷۵ مسلم مع شرح النووی : ۱۴، ۱۰۲)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ایک خاتون حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا میری ایک بیٹی کی شادی ہے اور اس کے سر کے بال خسرہ کی وجہ سے جھڑ گئے تھے۔ کیا (آپ اجازت دیتے ہیں کہ) میں اس کے بالوں کو گانٹھ کر لمبے بنادوں تو آپ ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے بال جوڑنے اور جڑوانے والی پر لعنت کی ہے۔

اس مفہوم کی متعدد احادیث صحیح مسلم اور دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنوعی بال (وگ) لگانا حرام ہے۔

وگ کی حرمت کا مسئلہ اتنا اہم ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ علیہ نے اپنی تالیف ''صحیح بخاری'' میں ایک مستقل عنوان اس کے متعلق قائم کیا ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری باب نمبر ۵۳۶ " الوصل فی الشعر " (ماخوذ از وگ کی شرعی حیثیت)

مفتی کمال الدین راشدی صاحب نے تحریر فرمایا کہ موجودہ دور میں وگ یعنی بناوٹی بالوں کا استعمال بہت عام ہے۔ اور جدید سائنس نے اس میں بھی کافی ترقی کی ہے، اور نئے نئے انداز سے بال لگوائے جانے کے طریقے ایجاد ہو گئے ہیں، شرعی اعتبار سے ہم ان طریقوں کو دو صورتوں میں بیان کر سکتے ہیں۔

انسان اور خنزیر کے بالوں کی وگ:

حدیث شریف کی رو سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ انسانی بالوں کی وگ لگوانا جائز نہیں حرام ہے، اسی طرح خنزیر کے بالوں کی وگ لگوانا بھی جائز نہیں حرام ہے، خواہ وگ کے بال مشین کے ذریعہ اس طرح لگوائیں کہ وہ جسم کے ساتھ مستقل پیوست (فٹ) ہوجائیں اور وہ جسم سے الگ نہ ہوسکتے ہوں، یا اس طرح نہ لگوائیں بلکہ عارضی طور پر لگوائیں کہ جب چاہیں اسے پہن لیں اور جب چاہیں اسے اتارلیں، ان میں سے کسی صورت میں بھی انسانی بالوں کی وگ لگوانا جائز نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف : صـ ۳۸۱)

جانور کے بالوں یا مصنوعی بالوں کی وگ:

انسان اور خنزیر کے بالوں کے علاوہ کسی جانور کے بالوں کی وگ یا مصنوعی بالوں کی وگ لگانا اور لگوانا شرعاً جائز ہے، اگر ان بالوں کی وگ جسم میں مستقل پیوست (فٹ) کر کے لگایا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں جائز ہے، اور اگر مستقل طور پر نہ لگایا جائے بلکہ عارضی طور پر لگایا جائے یعنی جب چاہیں لگالیں اور جب چاہیں ہٹادیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (ماخوذ از بنائو سنگار کے احکام)

علامہ شامی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مصنوعی بال انسان کے ہوں تو ان سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر انسان کے علاوہ کسی جانور وغیرہ کے ہوں تو ایسے مصنوعی بالوں کا استعمال جائز ہے۔

كما فى الشامية قال :ولا يجوز الانتفاع به لحديث لعن الله الواصل والمستوصلة وانما يرخص فيما يتخذمن الوبر فيزيد فى قرون النساء وذوابهن هدايه. (شامية : ۵/ ۵۸ باب بيع الفاسد)

وگ کے بال پر مسح اور غسل کا حکم:

اگر وگ کے بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست ہوجائیں اور وہ جسم سے الگ نہیں ہوسکتے ہوں، تو وضو کے دوران اس پر مسح کرنا جائز ہے، اور اسی حالت میں فرض غسل بھی

درست ہے، اور اگر یہ بال جسم کے ساتھ مستقل پیوست نہ ہوں بلکہ عارضی ہوں کہ جب چاہیں لگالیں اور جب چاہیں ہٹادیں، تو اس پر مسح جائز نہیں، اور ان بالوں کے ہوتے ہوئے اگر جسم تک پانی نہ پہنچے تو ایسی صورت میں فرض غسل بھی درست نہیں ہوگا، ایسی صورت میں ان کو ہٹا کر سر پر مسح کرنا ضروری ہے، اور فرض غسل میں، غسل سے پہلے ان کو اتار کر غسل کرنا ضروری ہے۔

(فتاویٰ هندية : ٥/٣٥٨ ، تكملة فتح الملهم : ٤/١٩١)

اونٹ کے کوہان کی طرح بال باندھنا:

خواتین کے لئے اپنے سر کے بالوں کو اونٹ کے کوہانوں کی طرح باندھنا جائز نہیں، کیونکہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور فرمایا گیا ہے کہ جو عورتیں اونٹ کے کوہان کی طرح بال باندھیں گی وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پا سکیں گی، پھر فرمایا کہ اس (جنت) کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

(مشكوٰة : صـ ٣٠٦)

لہٰذا ایسی جنت سے محرومی نہایت بدبختی کی بات ہے، اس لئے خواتین کو اس طرح اونٹ کے کوہان کی طرح بال باندھنے سے اجتناب کرنا واجب ہے۔

حضرت مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ

عورتوں کا بالوں کو جمع کر کے سر کے اوپر جوڑا باندھنا جائز نہیں حدیث میں اس پر سخت وعید آئی ہے کہ ایسی عورتوں کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی، اس کے علاوہ اور دوسرے طریقے جائز ہیں بشرطیکہ کسی نامحرم کی نظر نہ پڑے اور کفار کے ساتھ مشابہت نہ ہو بلکہ بالوں کا سخت پردہ ہے حتی کہ بوڑھی عورت کے بال دیکھنا بھی حرام ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياط كا ذناب البقر يضربون بها الناس و نساء كا سيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كا سنمة البخت المائلة لا يد خلن الجنة و لا

یحدن ریحها و ان ریحها لتوجد من مسیرة کذا و کذا، رواه مسلم.

گدی پر جوڑا باندھنا جائز ہے بلکہ حالت نماز میں افضل ہے اس لئے کہ اس سے بالوں کے پردے میں سہولت ہوتی ہے۔ (ماخوذ از احسن الفتاوی : ۷٤/۸)

دانتوں کو باریک کرنا:

حسن اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کسی طرح گھس کر باریک کرنا اور دانتوں کے درمیان کشادگی نکالنے کی کوشش کرنا ناجائز اور ممنوع ہے، اور قابل لعنت چیزوں میں شامل ہے، ایسا کرنے سے اللہ کی پیدا فرمودہ شکل وصورت میں اپنی طرف سے ادل بدل کرنا لازم آتا ہے، جو نہایت ہی قبیح فعل ہے اور سخت ممنوع اور مذموم ہے اور لعنت کا کام ہے، حدیث شریف میں ارشاد ہے:

''خدا کی لعنت ہو ان عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کراتی ہیں، جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں۔'' (بخاری شریف)

دانتوں پر سونے کا خول چڑھانے کا حکم:

بعض لوگوں کے دانت ہلتے ہیں یا بعض کے نکل کر گر جاتے ہیں اس کے بعد اس پر سونے چاندی کے خول چڑھانا ضرورت میں داخل ہونے کی وجہ سے جائز ہے اور چونکہ اس کو اتارنے میں حرج ہے اور حرج شرعاً مدفوع ہے لہٰذا اس کو اتارے بغیر وضو وغسل صحیح ہو جائے گا۔ ضرورت سے اس طرح خول چڑھانا مذکورہ بالا وعید میں داخل نہیں۔

(امداد المفتین : ۸۱۵)

میک اپ کرنا:

عورت کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے۔ بلکہ صاف ستھری اور بناؤ سنگار سے رہا کرے اور اس مقصد کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے عورت کے لئے میک اپ کرنا، پاؤڈر، کریم اور اسی طرح میک اپ کی دیگر چیزوں کا استعمال بلاشبہ جائز ہے۔

محارم کے سامنے بناؤ سنگار:

عورت کا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا تو جائز ہے بلکہ امر مستحسن ہے لیکن اپنے محارم باپ اور بھائیوں کے سامنے بناؤ سنگار کر کے بیٹھے رہنا یا ان کے ساتھ سفر کرنے کا کیا حکم ہے۔

اس بارے میں حضرت اقدس مفتی رشید احمد لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ فی نفسہ تو جائز ہے مگر اس زمانہ میں قلوب میں فساد غالب ہے، اور ٹی وی، اور وی سی آر کی لعنت نے اخلاقی اقدار کو بالکل پامال کر دیا ہے، بے حیائی اور بے باکی اس حد تک پہنچ چکی ہے کہ باپ کے اپنی بیٹی کے ساتھ اور بھائیوں کے اپنی بہنوں کے ساتھ منہ کالا کرنے کے واقعات پیش آرہے ہیں اس لئے شوہر کے علاوہ کسی بھی محرم کے سامنے بناؤ سنگار کر کے آنا خطرے سے خالی نہیں، اس سے احتراز ضروری ہے۔ (احسن الفتاوی : ۶۸/۸)

میک اپ کے غیر ملکی سامان کا حکم:۔

زیب وزینت اور میک اپ میں استعمال ہونے والی بہت ساری چیزیں باہر ممالک سے آتی ہیں، مثلاً پاؤڈر، کریم، لپ اسٹک، لوشن، نیل پالش وغیرہ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی تیاری میں خنزیر (سور) کی چربی یا مردار جانوروں کی چربی وغیرہ شامل کی جاتی ہے، جو کہ شرعاً حرام ہے، اس لئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شرعاً ان چیزوں کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ان چیزوں کے متعلق اگر یہ بات یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان کے اندر ایسی چیزیں استعمال کی گئی ہیں جن کا استعمال شرعاً حرام ہے (جیسے سور کی چربی یا مردار جانور کی چربی وغیرہ) اور یہ بھی یقین سے معلوم ہو کہ ان ناجائز اور ناپاک چیزوں (چربی وغیرہ) کو کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ ان کی حقیقت و ماہیت کو تبدیل نہیں کی گئی ہے، تو ایسی صورت میں، ان چیزوں کا استعمال جائز نہیں، ان کے استعمال سے بچنا واجب ہے، کیونکہ یہ چیزیں حرام اور ناپاک ہیں۔

اور اگر ان میں حرام چیزوں کے استعمال کئے جانے کا یقین نہ ہو، بلکہ محض شک اور احتمال ہو کہ شاید ان میں کسی حرام چیز کو استعمال کیا گیا ہو، تو محض احتمال کی بنیاد پر، ان چیزوں کا استعمال کرنا ناجائز نہیں ہوگا۔

نیز اگر ان چیزوں میں حرام اور ناپاک چیزوں کو شامل کرنا یقینی ہو مگر ساتھ یہ بھی یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان اشیاء کے ملائے جانے کے بعد کسی کیمیاوی عمل کے ذریعہ ان کی حقیقت و ماہیت بدل گئی ہے، تو ایسی صورت میں بھی ان چیزوں کا خارجی استعمال جائز ہے۔ (فتاویٰ شامی : ۱/ ۳۱٦)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله: ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا به يفتي للبلوى .

وقال ابن عابدين رحمه الله : ثم هذه المسئله فرعوها على قول محمد بالطهارة بانقلاب العين الذى عليه الفتوىٰ اختاره اكثرالمشائخ خلافا لابى يوسف رحمه الله كما فى شرح المنية وغيرها.

الى قوله وعليه يتفرع مالو وقع انسان أو كلب فى قدر الصابون فصار صابونا يكون طاهرا لتبدل الحقيقة. (ردالمحتار: ۳۱٦/۱ باب الانجاس)

لپ اسٹک کا استعمال:

آج کل خواتین اپنے لبوں پر جو لپ اسٹک استعمال کرتی ہیں اس کے استعمال کے بارے میں شرعی حکم میں کچھ تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر وہ لپ اسٹک ایسا ہو کہ اس کے استعمال سے ایسی تہ نہ جم جاتی ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے وضو اور فرض غسل میں جسم تک پانی نہ پہنچتا ہو، بلکہ اس کے ہوتے ہوئے بھی وضو اور فرض غسل میں جلد تک پانی اچھی طرح پہنچ جاتا ہو، تو اس کا استعمال جائز ہے......اور اگر اس کے استعمال سے ایسی تہ جم جاتی ہو کہ جس کے ہوتے ہوئے وضو اور فرض غسل میں جسم تک پانی نہ پہنچتا ہو، تو اس کے استعمال سے وضو اور فرض غسل ادا نہیں ہوگا، تو ایسی صوت میں عورت کو پاکی، وضو اور فرض غسل کی

ضرورت کے وقت اس کو لگانا جائز نہیں، کیونکہ جب وضو اور فرض غسل نہ ہوگا تو پاک کیسے ہوگی اور نماز کیسے پڑھے گی؟

البتہ اگر اس کے استعمال سے وضو اور فرض غسل میں اور نماز وغیرہ میں کوئی خلل نہ آتا ہو یعنی وضو، فرض غسل سے پہلے اسے اچھی طرح صاف کر کے وضو اور فرض غسل کر لیں، تو پھر کوئی بھی عورت اپنی خوبصورتی کے لئے، یا بیوی اپنے شوہر کا دل خوش کرنے کے لئے اسے لگا سکتی ہے، اور شرعاً یہ اس کے لئے جائز ہے۔

قال العلامة الحصكي رحمه الله: ولا يمنع الطهارة الى قوله بخلاف نحو عجين، وقال ابن عابدين رحمه الله: اى كعلك وشمع وقشر سمك وخبو ممضوغ متلبد جوهرة لكن ولو في اظفاره طين اوعجين فالفتوىٰ على انه مغتفر قرو ياكان اومدنيا اه تضم ذكر الخلاف في شرح المنيه. في العجين واستظهر المنع لأن فيه لزوجة وصلابة تمنع نفوذ الماء.

(ردالمحتار: ۱/۱۵٤ مطلب في ابحاث الغسل)

پلکوں کو رنگ لگانا:

پلکوں پر جو رنگ لگایا جاتا ہے یا آئی برو لگایا جاتا ہے، اور وہ وضو اور فرض غسل میں جسم تک پانی پہنچنے سے روکنے والا نہیں ہے، تو اس کا استعمال جائز ہے، اور اگر اسے لگانے کے بعد جسم تک پانی نہیں پہنچتا، تو اس کا حکم ناخن پالش کا سا ہے جو آگے ذکر کیا جا رہا ہے۔

ناخن پالش کا استعمال:

نیل پالش کا استعمال یا اس جیسی وہ چیزیں جن کے استعمال سے ایسی تہ جم جاتی ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے کھال تک پانی نہیں پہنچتا، تو انہیں پاکی، وضو اور فرض غسل کی ضرورت کے وقت لگانا جائز نہیں، کیونکہ اس کے ہوتے ہوئے وضو اور فرض غسل نہیں ہوتا، اور جب وضو اور فرض غسل نہیں ہوگا تو عورت پاک نہیں ہوگی، اس لئے اس کی نماز بھی نہیں ہوگی۔

البتہ اگر ان چیزوں کے استعمال سے ایسی تہ نہ جمتی ہو کہ اس کے ہوتے ہوئے پانی

جسم تک پہنچنے میں خلل واقع ہو، یا ایسی تہ تو جمتی ہو مگر وضو اور فرض غسل سے پہلے انہیں اچھی طرح صاف کر کے وضو اور فرض غسل کر لیں، تو پھر عورت کے لئے اس کا لگانا جائز ہے، لیکن خواتین کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ ایسی فضول چیزوں کی عادت نہ ڈالیں جن سے آگے چل کر نماز وغیرہ میں خلل پیدا ہونے اور معاشرت میں کافروں اور فاسقوں کی مشابہت پیدا ہونے کا امکان ہو۔ (شامیہ: ۱/۳۱۶)

ناخن کاٹنے کی مدت:

ناخنوں کو خوبصورت بنانے کے لئے اس میں تراش وخراش کا عمل جائز ہے، لیکن بہت سی عورتوں میں یہ رواج پایا جاتا ہے کہ وہ لمبے لمبے ناخن رکھتی ہیں اور ان کو نہیں کٹواتی...... جب کہ مسنون عمل یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ناخن کٹوائے جائیں، اور اگر اس سے تاخیر ہو جائے تو پندرہ دن کے اندر اندر کاٹنا چاہئے، اور اگر اس سے بھی تاخیر ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک کی تاخیر کی گنجائش ہے اس سے زیادہ تاخیر کرنا اور لمبے لمبے ناخن رکھنا ناجائز، مکروہ تحریمی گناہ ہے، للہذا خواتین کو اس سے بچنا چاہئے۔

وفی الهندیه قال :ولا عذر فیما وراء الاربعین ویستحق الوعید کذافی القنیة. (عالمگیریة : ۵/۲۵۸ کتاب الکراهیة)

ویستحب قلم أظافیره یوم الجمعة وکونه بعد الصلوة افضل الا اذا أخره الیه تاخیرا فاحشا فیکره لأن من کان ظفر طویلا کان رزقه ضیقاوفی الحدیث . من قلم أظافیره یوم الجمعة أعاذه الله من البلایا الی الجمعة الاخریٰ وزیادة ثلاثة ایام. (درمختار علی هامش ردالمحتار : ۶/۴۰۵ کتاب الحظر والا باحة باب البیع)

علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہر جمعہ کے دن ناخن تراشنا مستحب ہے اور نماز جمعہ کے بعد ہونا افضل ہے الا یہ کہ بہت زیادہ تاخیر ہو جائے تو مکروہ ہے کیونکہ ناخن زیادہ لمبا رکھنے سے رزق میں تنگی پیدا ہوتی ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ

کے دن ناخن تراش لئے تو اللہ تعالیٰ دوسرے جمعہ تک اس کو آفات سے محفوظ رکھیں گے بلکہ تین دن مزید بھی۔

قال ابن عابدین رحمه الله . و كره تركه اى تحريما لقول المجتبىٰ ولا عذر فيما وراء الاربعين ويستحق الوعيد اه وفى ابى السعود عن شرح المشارق لا بن ملك روى مسلم عن انس بن مالك وقت لنا فى تقليم الاظفار وقص الشارب ونتف الابط أن لا نترك اكثر من اربعين ليلة ، وهو من المقدرات التى ليس للرأى فيها مدخل فيكون كالمرفوع .

(ردالمحتار ٦/٤٠٧ كتاب الحظر والاباحة)

بڑے بڑے ناخن رکھنے کی ممانعت:

بعض خواتین اسی طرح مغرب زدہ بعض مرد بطور فیشن بڑے بڑے ناخن رکھتے ہیں، بعض پانچوں انگلیوں اور بعض چھوٹی انگلی میں یہ شرعاً مکروہ ہے اس سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

ناخن کاٹنے کے مخصوص طریقہ کا حکم:

ناخن کاٹنا بذات خود سنت ہے، اور اس میں کوئی مخصوص طریقہ مسنون نہیں ہے، اور جس طرح بھی کاٹے جائیں گے سنت ادا ہو جائے گی، تاہم بعض فقہاء رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس میں بہتر طریقہ یہ ہے کہ دایاں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے اور اسی ہاتھ کے انگوٹھے پر ختم کرے، اور دایاں پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور بایاں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ لیکن اس طریقہ کو سنت سمجھنا یا لوگوں کو بتانا کہ یہ سنت ہے درست نہیں۔

نیز جمعہ کے دن جمعہ سے پہلے ناخن کاٹنا افضل ہے...... نیز رات کو بھی ناخن کاٹنا جائز ہے، اور ناخن کاٹنے کے بعد اسے بیت الخلاء اور غسل خانہ کے علاوہ دوسری جگہ پھینکنا جائز ہے، البتہ دفن کر دینا بہتر ہے۔ (فتاویٰ هندية : ٥/٣٥٧، مرقاة : ٢/٤)

قلت وفى المواهب اللدنيه قال حافظ ابن حجر: انه يستحب كيفما

یحتاج الیه ولم یثبت فی کیفیته شی ولا فی تعیین یوم له عن النبی صلی الله علیه وسلم وما یعزی من النظم فی ذلك للامام علی ثم لا بن حجر قال شیخنا انه باطل.

(درمختار علی هامش ردالمحتار : ٦/٤٠٦ کتاب الحظر والاباحة)

ڈیزائن سے مہندی لگانا:

عورتیں جو اپنے ہاتھوں پر مہندی لگاتی ہیں، جیسے آج کل ڈیزائن اور فیشن کے مطابق لگائی جاتی ہے، اور بسا اوقات ہاتھوں کی پشت پر بھی خاص ڈیزائن سے مہندی لگائی جاتی ہے، تو خواتین کے لئے یہ سب جائز ہے، بلکہ ہاتھ اور پاؤں پر زینت کے لئے مہندی لگانا ان کے لئے بہتر اور افضل ہے۔ (مشکوٰۃ : ۳۸۳ از ابوداؤد و نسائی)

خاص ڈیزائن اور فیشن کے ساتھ مہندی لگائی جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں، درست ہے، تاہم اس میں زیادہ وقت ضائع کرنا مناسب نہیں۔

عن عائشة ان هندا بنت عتبة قالت یا نبیّ الله بایعنی فقال لا ابایعك حتی تغیری کفیك فکا نهما کفا سبع . (رواه ابو داؤد ، مشکوٰة)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ درخواست کی کہ اے اللہ کے نبی مجھ کو بیعت کر لیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک تم اپنے دونوں ہاتھوں کو (مہندی لگا کر ان کی رنگت کو) متغیر نہ کر لو میں تم سے (زبانی) بیعت نہیں لوں گا۔

وعنها قالت اومت امرأة من وراء ستر وفی ید ها کتاب الی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقبض النبی صلی الله علیه وسلم یده فقال ما ادری اید رجل ام ید امرأة فقالت بل یدامرأة قال لو کنت امرأة لغیرت اظفارك یعنی بالحناء. (رواه ابو داؤد ، نسائی ، مشکوٰة)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے اپنے ہاتھ کے ذریعہ

اشارہ کیا جس میں ایک پرچہ تھا، جو کسی نے دیا تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا یعنی وہ پرچہ نہیں لیا، اور فرمایا کہ معلوم نہیں مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس عورت نے عرض کیا عورت کا ہاتھ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم عورت ہوتیں تو اپنے ناخن کی رنگت مہندی کے ذریعہ ضرور تبدیل کرتیں۔

حاصل یہ ہے کہ خواتین کیلئے ہاتھوں میں مہندی لگانا ایک پسندیدہ مستحب عمل ہے۔

مہندی لگانے والی خواتین نمازوں کا خیال رکھیں:

بعض خواتین کو دیکھا گیا اور سنا گیا ہے کہ ڈیزائن سے مہندی لگانے کے چکر میں پھنس کر نماز ضائع کر دیتی ہیں، مہندی لگاتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ نماز ضائع نہ ہو مثلاً مغرب کے بعد نہ لگائیں بلکہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر لگائیں، اگر ایسے وقت میں لگا لیا کہ نماز کا وقت ختم ہو رہا ہے تو مہندی دھو کر وضو کر کے نماز ادا کرنا ضروری ہے نماز قضاء کر دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

محلول اور کون مہندی لگانا:

آج کل بازاروں میں کون مہندی اور مہندی سے تیار شدہ محلول، مہندی کی طرح استعمال کیا جاتا ہے، تو خواتین کے لئے ان کا استعمال جائز ہے، مہندی اور محلول کی تہ اترنے کے بعد وضو اور غسل درست ہو جاتا ہے، کیونکہ اس کے بعد مہندی کا صرف رنگ باقی رہ جاتا ہے جو وضو اور غسل میں جسم تک پانی پہنچنے میں مانع نہیں ہوتا۔ (فتاوی شامیه : ۱/۱۵٤)

رسم مہندی ایک قبیح رسم ہے:

فی نفسہ مہندی لگانا مستحب ہونا اوپر مذکور ہوا ہے شادی کے موقع پر زینب اختیار کرنا اور بھی مستحسن بات ہے لیکن ہر معاملہ کو شرعی حدود کے اندر انجام دینا ضروری ہے، شادی کے موقع پر رسم مہندی کے نام سے ایک رسم انجام دیجاتی ہے، دولہا کے گھر سے خواتین دلہن کے گھر جاتی ہیں، اور مہندی کی رسم ادا کی جاتی ہے، اس میں کئی قباحتیں ہیں۔

یہ ایک خلاف شرع رسم ہے جس کی پابندی ناجائز ہے۔

اس میں تصویر کشی، مووی بنانا اس جیسے دیگر منکرات انجام دیتے ہیں، جبکہ اسلام میں جاندار کی تصویر کشی بہت بڑا گناہ ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلمْ لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر. (مشکوٰۃ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس گھر میں کتے یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اشد الناس عذابایوم القیامۃ المصورون. متفق علیہ (مشکوٰۃ)

کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب تصویر کشی پر ہوگا۔

گانا بجانا یہ بھی بڑا گناہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گانا سننا گناہ ہے اور گانے کی مجلس میں بیٹھنا فسق ہے اور اس سے لذت حاصل کرنا کفر ہے۔

فقہ کی مشہور کتاب درمختار میں ہے کہ تلذذ سے مراد اس کے نغمہ سے لذت حاصل کرنا ہے۔

رسم میں مہندی میں علاقہ اور حالات کے اعتبار سے قباحتیں بھی کم وزیادہ ہوتی ہیں خلاف شرع امور کا جس قدر ارتکاب زیادہ ہوگا گناہ میں اسی درجہ کی شدت آئے گی۔

دلہا کو مہندی لگانے کی قبیح رسم:

رسم مہندی کی ایک صورت تو وہ ہے جو اوپر ذکر کی گئی کہ دولہا کے گھر کی خواتین دلہن کے پاس جمع ہو کر مہندی کی رسم ادا کریں اس سے بھی ایک قبیح صورت یہ ہے کہ دلہن کے گھر سے خواتین جا کر مرد کو مہندی لگائیں یہ بہت ہی بے غیرتی کی بات ہے، اجنبی مرد وعورت کا ایک دوسرے کو ہاتھ لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو ہاتھ کا زنا قرار دیا ہے، چنانچہ بخاری شریف کی روایت میں ہے کہ "والیدان تزنیان وزنا ھما البطش" یعنی ہاتھوں کا بھی زنا ہے، ہاتھوں کا زنا یہ ہے کہ (اجنبی مرد وعورت کا) ایک دوسرے کو پکڑنا۔

قوله عليه السلام:أن يطعن في رأس احدكم بمخيط من حديد خيرله من ان يمس امرأة لاتحل له . (رواه الطبراني والبيهقي)

''اپنے سر میں سوئی گھونپنا زیادہ بہتر ہے اس سے کہ ایسی عورت کو چھوئے جو اس کے لئے حلال نہ ہو''

رسول اللہ ﷺ خود بھی عورتوں سے مصافحہ نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر کوئی عورت خود درخواست کرتی تب بھی آپ ﷺ صاف انکار فرما دیتے تھے، چنانچہ روایت میں ہے:

اخبرنا مالك اخبرنا محمد بن المنكدر عن اميمة بنت رقيقة انها قالت اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم في نسوة تبايعه قلنا يا رسول الله نبايعك على أن لانشرك بالله شيئاً ولا نسرق ولا نقتل اولادنا ولا ناتي ببهتان نفتريه بين ايدينا وار جلنا ولانعصيك في معروف قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فيما استطعتن واطقتن قلنا الله ورسوله ارحم منا بانفسناهلم نبايعك يا رسول الله قال اني لا اصافح النساء وانماقولي لمائة امرأة كقولي لامرأة واحدة أومثل قولي لامرأة واحدة.

(مؤطاء امام محمد باب مايكره من مصافحة النساء)

''امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان بہت سی عورتوں کے ساتھ حاضر ہوئی جو آپ سے بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئی تھیں۔ ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بیعت کرتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے، چوری نہ کریں گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گے، اپنی طرف سے کسی پر بہتان نہ باندھیں گے، معروف (یعنی احکام شرع) میں نافرمانی نہ کریں گے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس قدر تمہارے اندر استطاعت اور قدرت ہو۔ ہم نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر خود ہم سے زیادہ شفیق ہیں۔ یا رسول اللہ! اپنے دست مبارک ہماری طرف بڑھایئے تا کہ ہم آپ سے بیعت کریں۔ تو رسول اللہ

ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا ہوں میرا سو عورتوں سے کچھ کہنا ایک عورت کو کہنے کی طرح یا ایک عورت کو کہنے کی مانند ہے۔ (مؤطا امام محمد)

لہٰذا امت کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ کسی اجنبی عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں اگر چہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو مثلاً چچی، ممانی، چچازاد، ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد، خالو، پھوپھا وغیرہ یعنی ایسا رشتہ دار جن سے پردہ کرنا فرض ہے ان سے مصافحہ کرنا ناجائز ہے۔

جب اجنبی مرد وعورت کا مصافحہ جائز نہیں تو ہاتھ پکڑ کر مہندی لگانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس لئے ایسی قبیح رسم سے بچنا بچانا مسلمانوں کے ذمہ لازم ہے۔ ورنہ اس میں شرکت کرنے والے اور ایسی بے غیرتی کا کام کرنے والی خواتین اور ایسے مرد اور گھر کے ذمہ دار افراد سب گناہگار ہونگے اللہ تعالیٰ اس اجتماعی گناہ سے سب کی حفاظت فرمائے۔

ابٹن لگانا:

شادی بیاہ کے موقع پر لڑکی کو ابٹن لگانے کا رواج ہے اور شرعاً اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں یعنی لڑکی کو ابٹن لگانا فی نفسہ جائز ہے، لیکن اس موقع پر جو مفاسد ومنکرات ہوتے ہیں مثلاً تصویر کشی، بے پردگی، اجنبی مردوں اور عورتوں کا اختلاط، مووی بنانا، اور اسراف وغیرہ یہ سب امور ناجائز اور حرام ہیں، اس لئے ان ناجائز امور سے بچنا ضروری ہے، البتہ ان تمام مفاسد اور منکرات سے بچ کر ابٹن لگایا جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

رسم مہندی کے تحت جوابات واحادیث میں مذکور ہیں ان کو پیش نظر رکھ کر ان تمام منکرات سے اجتناب کیا جائے۔ ایسے خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا نافرمانی سے بچنا نہایت ضروری ہے، یہی اصل موقع ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا امتحان لیتا ہے، خوشی اور غمی کے مواقع میں دین پر ثابت قدم رہنا یہ ایمان کی پختگی کی علامت ہے۔

بقول بہادر شاہ ظفر ؎

ظفر آدمی اسے نہ جانئے گا گو وہ ہو کیسے ہی صاحب فہم وذکا
جسے طیش میں خوف خدا نہ رہے جسے عیش میں یاد خدا نہ رہے

خضاب لگانے کا حکم:

خواتین کے لئے اپنے بالوں کو کالا کرنے یا بالوں کو خوبصورت بنانے کی غرض سے خضاب یا دیگر کیمیاوی مرکبات، مثلاً کالا کولا، کالی مہندی یا دیگر ہیر کلرز لگانے کے بارے میں شرعی حکم میں کچھ تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ خالص سیاہ رنگ کے علاوہ دوسرے رنگوں کا خضاب لگانا عورت کے لئے بلاشبہ درست ہے، اور سرخ خضاب، خالص حنا کا یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل کیا جاتا ہے، عورت کے حق میں بھی مسنون ہے۔

سیاہ خضاب کا حکم:

سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے۔ چنانچہ صحیح احادیث میں سفید بالوں کا رنگ تبدیل کرنے کے لئے حناء (مہندی) اور کتم (وسمہ) استعمال کرنے کی ترغیب اور خالص سیاہ رنگ استعمال کرنے پر بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ آئیں گے جو کبوتروں کے پوٹوں کی طرح سیاہ رنگ کا خضاب کریں گے یہ جنت سے اتنے دور رکھے جائیں گے کہ اس کی خوشبو بھی نہ سونگھ سکیں گے۔ (ابو داؤد، نسائی، احمد)

وعن ابی الدرداء رضی اللّٰہ عنہ مرفوعاً من خضب بالسواد سود اللّٰہ وجھہ یوم القیامہ. (رواہ الطبرانی وابن ابی عاصم، کنزالعمال: ۶/۶۷۱، جمع الوسائل: ۱/۱۲۵، اوجز المسالك: ۶/۳۳۵)

جو سیاہ خضاب استعمال کرے گا اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کا چہرہ سیاہ کردیں گے۔

عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال اتی بابی قحافۃ رضی اللّٰہ عنہ یوم فتح مکۃ وراسہ کالثغامہ . فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم غیروا ھذا بشئی واجتنبواالسواد. (مسلم، ابو داؤد، نسائی، احمد)

یعنی فتح مکہ کے روز حضرت ابو قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں لائے گئے ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ گھاس کی طرح سفید تھے تو آپ ﷺ نے

ارشاد فرمایا ان کی سفیدی کسی چیز سے تبدیل کردو لیکن سیاہ رنگ سے اجتناب برتو۔

لہٰذا کالا خضاب استعمال کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

(ردالمحتار : ٦/ ٤٤ کتاب الحظر و الاباحة)

سونے چاندی کا استعمال:

عورتوں کو زیور سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے، اور یہ بات مشہور ہے کہ اگر عورت کے جسم میں ہر جگہ سونے کی کیل گاڑ دی جائے تو سونے کی محبت کی وجہ سے ذرا بھی تکلیف محسوس نہیں کرے گی، دین اسلام فطرت کے مطابق ہے، نفس کی خواہشوں کی بھی رعایت رکھی ہے، مگر اس میں اعتدال ضروری ہے اور اس کے لئے حدود بھی مقرر فرمادی ہیں، اور ایسے قانون لاگو فرمادیئے ہیں جو انسان کو غرور، تکبر، شیخی، دوسروں کی حقارت، خود پسندی اور خلق خدا کی دل آزاری اور حق تلفی سے باز رکھتے ہیں، اگر کسی عورت کو حلال مال سے میسر ہو تو سونے اور چاندی دونوں کا زیور پہننا اس کے لئے بلاشبہ جائز ہے۔

عن ابی موسیٰ اشعری رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال حرم لباس الحریر والذهب علی ذکورامتی واحل لاناثهم.

(الترمذی: ١/ ٣٠٢)

قال العلامة ظفر احمد العثمانی رحمه الله: وفیه ایضا یجوز للنساء لبس انواع الحلی کلها من الذهب والفضة والخاتم والحلقة والسوار والخلخال والطوق والعقد التعاویذ والقلائد وغیرها.

(اعلاالسنن : ١٧/ ٢٨٩)

نمائش نام نمود کے لئے زیور پہننے کی ممانعت:

البتہ نام نمود اور ریاکاری کیلئے زیورات پہننا ممنوع ہے۔

عن اخت لحذیفة أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال یامعشر النساء اما لکن فی الفضة ما تحلین به اما انه لیس منکن امرأة تحلی

ذهبا تظهره الاعذبه به رواه ابو داؤد والنسائی. (مشکوٰۃ : ۳۷۹)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورتو! کیا چاندی کے زیور سے تمہاری اراستگی کا کام نہیں چل سکتا، خبردار تم میں سے جو عورت ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی اس کی وجہ سے ضرور عذاب بھگتے گی۔

زیور دکھانے کا مرض عورتوں میں بہت ہوتا ہے، اور اگر کسی کو پتہ نہ چلے تو مجلس میں بیٹھے ہوئے ترکیبوں اور تدبیروں سے بتاتی ہیں کہ ہم زیور پہنے ہوئے ہیں، مثلاً بیٹھے بیٹھے گرمی کا بہانہ کر کے ایک دم کان اور گلا کھول دیں گی، زبان سے کہیں گی اوئی کتنی گرمی ہے، اور دل میں زیور ظاہر کرنے کی نیت ہے۔ اللہ تعالیٰ نفس کی مکاریوں سے بچائے۔

(تحفۂ خواتین)

بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت:

جس طرح عورتوں کا جسم دیکھنا مردوں کے لئے جنسی ابھار کا سبب بنتا ہے، اسی طرح ان کی آواز اور ان کے جسم پر آراستہ زیور کی آواز بھی مردوں میں جنسی اکساؤ پیدا کرتی ہے، اس کے علاوہ درج ذیل احادیث سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ بجنے والا زیور اور گھونگرو اور گھنٹیاں شیطان کو پسند ہیں، اور یہ شیطان کے باجے ہیں، جب ان میں سے آواز نکلتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، اور جہاں ایسی چیزیں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے، ان حدیثوں کے پیش نظر فقہاء کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے، کہ ایسا زیور جس کے اندر خول میں بجنے والی چیزیں پڑی ہوئی ہوں اس کے پہننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، جیسے پرانے زمانہ میں جھانجن ہوتے تھے، اور اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی بنائی جاتی تھیں، دیہات میں اب بھی اس طرح کے زیورات کا رواج ہے، اور شرعاً یہ سب ممنوع ہے۔

(تحفۂ خواتین)

عن بنانة مولاة عبدالرحمن بن حيان الانصاری کانت عند عائشة اذ دخلت عليها بجارية وعليها جلاجل يصوتن فقالت لاتد خلنها علی الأن

تقطعن جلاجلها سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول لاتدخل الملائكة بيتافيه جرس رواه ابوداؤد. (مشکوٰۃ: ۳۷۹)

عن عمر بن خطاب قال سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم يقول مع كل جرس شيطان رواه ابو داؤد. (مشکوٰۃ: ۳۷۹)

''حضرت نبانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر تھی، اس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اندر آنے لگی، وہ لڑکی جھانجن پہنے ہوئے تھی، جن سے آواز آ رہی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اسے ہرگز نہ لانا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ''جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں (رحمت) کے فرشتے داخل نہیں ہوتے''۔ (مشکوٰۃ: ۳۷۹)

دوسری حدیث میں ہے:

''ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔'' (مشکوٰۃ: ۳۷۹)

ایک حدیث میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ گھنگروؤں کی آواز ایسے ہی ناپسند کرتا ہے، جیسے گانے کی آواز، اور اللہ تعالیٰ گانے والے کو ویسی ہی سزا دیگا، جیسی کہ وہ موسیقی سے شغف رکھنے والے کو دے گا، اور آواز والے گھنگرو تو صرف وہی عورت پہن سکتی ہے، جو اللہ کی رحمت سے دور ہو''۔

(فردوس دیلمی)

اور جس زیور میں بجنے والی چیز نہ ہو مگر زیور آپس میں ایک دوسرے سے ملکر بجتا ہو اس سے بھی منع کیا گیا ہے، چنانچہ اس کے بارے میں قرآن حکیم میں یہ ارشاد ہے:

''اور اپنے پاؤں (چلنے میں زمین پر) زور سے نہ ماریں، تاکہ ان کی وہ زینت معلوم ہو جائے جس سے وہ پوشیدہ طور پر آراستہ ہیں''۔ (سورۃ النور: ٤)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں شروع آیت میں عورتوں کو اپنی زینت غیر مردوں پر ظاہر کرنے سے منع فرمایا تھا۔ ﴿ ولا یبدین زینتھن ﴾ الایة . آخر میں اس کی مزید تاکید ہے کہ مواضع زینت کہ سر اور سینہ وغیرہ چھپانا تو واجب تھا ہی اپنی مخفی زینت کا اظہار خواہ کسی ذریعہ سے ہو جائز نہیں۔ زیور کے اندر خود کوئی چیز ڈالی جائے جس سے وہ بجنے لگے یا ایک زیور دوسرے زیور سے ٹکرا کر بجے یا پاؤں زمین پر اس طرح مارے جس سے زیور کی آواز نکلے اور غیر محرم مرد سنیں یہ سب چیزیں اس آیت کی رو سے ناجائز ہیں، اور اسی وجہ سے بہت سے فقہاء نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز غیر محرموں کو سنانا اس آیت سے ناجائز ثابت ہوا تو خود عورت کی آواز سنانا اس سے بھی زیادہ سخت اور بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوگا۔ (معارف القرآن : ٦/ ٤٠٦ سورة النور)

مزین برقع کی ممانعت:

حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب زیور کی آواز تک کو قرآن نے اظہار زینت میں داخل قرار دے کر ممنوع فرمادیا تو مزین رنگوں کے کامدار برقع پہن کر نکلنا بدرجۂ اولیٰ ممنوع ہوگا۔ (معارف القرآن)

تو چونکہ مزین اور کڑھائی والا برقع پہننا ناجائز ہے اس لئے خواتین کو چاہئے کہ سادہ اور کشادہ برقع استعمال کریں، مزین اور تنگ برقع کے استعمال سے اجتناب کریں۔

پلاسٹک اور دیگر دھات کے زیور پہننا:

آج کل مصنوعی چیزوں کا دور ہے، مصنوعی زیورات جو کہ پلاسٹک، سکہ، المونیم وغیرہ کے مرکب سے تیار ہوتے ہیں، اور ان زیورات پر سونے یا چاندی کا پانی چڑھایا جاتا ہے، ایسے زیورات کا استعمال خواتین کے لئے جائز ہے۔

خواتین کا دکاندار سے چوڑیاں پہننا ممنوع ہے:

اسی طرح پلاسٹک اور دیگر دھات کی چوڑیاں پہننا بھی خواتین کے لئے جائز ہے، لیکن چوڑیاں خریدنے کے لئے خواتین کا بغیر شرعی پردہ بازاروں میں جانا اور دوکانوں کا چکر لگانا

بالکل ناجائز اور سخت گناہ ہے، اس کے علاوہ مرد دوکانداروں کے ساتھ ہنسی مذاق کرنا اور ان کے ہاتھوں سے چوڑیاں پہننا اور ان کے لئے پہنانا نہایت بے شرمی اور سخت گناہ کی بات ہے، اس لئے خواتین اور دوکاندار دونوں کے لئے ضروری ہے کہ ان خلاف شرع امور سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ حیاء ایمان کا ایک اہم شعبہ ہے اس کا خیال رکھا جائے۔

زیورات پہننے کا حکم:

عورتوں کے لئے سونے، چاندی کی انگوٹھی سمیت تمام زیورات جائز ہیں بالاتفاق، مردوں کے لئے سونا حرام ہے بالاتفاق، چاندی کی صرف انگوٹھی کی اجازت اور وہ بھی اس شرط کے ساتھ کہ اس کا وزن ایک مثقال (پانچ ماشے = ۴ء۸۶ گرام) یا اس سے زائد نہ ہو لیکن اس شرط پر فقہاء اور محدثین نے کلام کیا ہے، احتیاط اس میں ہے کہ ایک مثقال سے کم ہو، دوسرے قول کے مطابق اس سے زیادہ کی بھی گنجائش ہے۔

لوہے کی انگوٹھی کے بارے میں اکثر فقہاء ومحدثین کا قول کراہت تحریمیہ کا ہے، مرد وعورت دونوں کے لئے، جواز کے اقوال بھی ہیں، لہٰذا منع کے قول اکثر ہونے کے علاوہ احوط بھی ہے اور اجازت اوسع اور لوہے کے زیورات کے عموم کی وجہ سے ارجح ہے، یہی حال لوہے کے علاوہ دیگر دھاتوں عقیق، یشب، پیتل وغیرہ کا ہے۔

انگوٹھی کے علاوہ ان دھاتوں کے دیگر زیورات کے بارے میں فقہاء نے کوئی صراحت نہیں کی ہے، صرف اکابر علماء میں اختلاف ہے علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے ان دھاتوں کے زیورات کو ناجائز کہا ہے، لہٰذا اس باب میں بھی احوط یہی ہے کہ اجتناب کیا جائے، لیکن حضرت حکیم الامت اور حضرت گنگوہی رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اس کی بھی گنجائش ہے۔

سونے چاندی کے علاوہ دوسرے دھات کی انگوٹھی:

خواتین کے لئے سونے، چاندی کی انگوٹھی بلاشبہ جائز ہے البتہ سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات، لوہا، پیتل وغیرہ کی انگوٹھی پہننے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے،

بعض مکروہ تحریمی کہتے ہیں بعض تنزیہی اور بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ بلا کراہت جائز ہے اس لئے احتیاط اس میں ہے کہ سونے چاندی کے علاوہ دوسری دھات کی انگوٹھی استعمال نہ کی جائے تاہم اگر کوئی استعمال کرے تو اس کی گنجائش ہے۔

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ تحت قوله (فيحرم بغيرها)وفي الجوهرة والتختم بالحديد والصفر والنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء. (ردالمحتار : ٦/ ٣٥٩)

وفي العالمگيريه قال:التختم بالحديد والصفروالنحاس والرصاص مكروه للرجال والنساء . الى ...... قوله ولابأس بأن يتخذخاتم حديد قدلوى عليه فضة (أوذهب)حتى لايرىٰ كذافي المحيط.

وفي امداد الاحكام قال ، قلت:والكراهة اذا اطلقت يرادبها كراهة التحريم وبالجملة فلايجوز التختم بشئى من المعادن للرجال بالفضه وللنساء بها وبالذهب.

الى ...... قوله اما قوله صلى الله عليه وسلم التمس ولوخاتما من حديد فلا يدل على جواز اللبس وانما يدل على جواز اعطائه لمرأة في مهرها لتنتفع به بيعاونحوه وقد حمله علماء الحنفية على المبالغة في الالتماس، فان المهر عندهم لايكون اقل من دينار فمعناه التمس ولو شيئاً قليلا حتى تعجله في مهرما. (٤/ ٣٥٨)

وفي الحاوي للفتاوىٰ قال: اما التختم بسائرالمعادن ماعدالذهب فغير حرام بلا خلاف لكن هل يكره وجهان: احدهما نعم لحديث بريدة أن رجلاجاء الى النبي صلى الله عليه وسلم عليه خاتم من شبه (الى النحاس الاصفر) فقال مالي اجدمنك ريح الاصنام فطرحه ثم جاء وعليه خاتم من حديد فقال مالي ارى عليك حلية اهل النارء فطرحه فقال: يا رسول الله

من ای شئی اتخذه!قال اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالاً ، أخرجه ابو داؤد، والترمذی وفي سنده رجل متكلم فيه فضعفه النووی فی شرح المهذب لاجله ولكن ابن حبان صححه فاخرجه فی صحيحه. والوجه الثانی أنه لايكره ورجحه النووی فی الروضة وفی شرح المهذب قال لضعف الحديث الاول ، ولما اخرجه ابو داؤد باسنادجيد عن معيقب الصحابی قال كان خاتم النبی صلى الله عليه وسلم من حديد ملوی عليه الفضة.

(الحاوی للقاری : ۱/۷۵)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے: لوہے اور پیتل کی انگوٹھی میں مرد اور عورت یکساں ہیں اور کراہت ان کے پہننے کی تنزیہی ہے نہ تحریمی۔ مسئلہ مجتہد فیھا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں مردوں کو بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیة : ۴۹۱)

نگینہ میں خاص پتھر کا استعمال:

انگوٹھی میں نگینہ ہر قسم کے پتھر کا لگانا جائز ہے۔ اور اگر کسی خاص پتھر یا چاندی کی انگوٹھی جو کسی خاص قسم کی ہو جسے پہننے میں کسی بیماری کی صحت اور شفا تجربہ سے ثابت ہو، تو اسی غرض سے اس کو استعمال کرنا جائز ہے۔

لیکن پتھر کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ پتھر میں یہ تاثیر حق تعالیٰ نے پیدا کردی ہے اور پھر جس وقت چاہتا ہے حق تعالیٰ ان تاثیرات کو نافذ کرتا ہے، اشیاء کا اس میں کوئی دخل، تصرف اور تاثیر نہیں، اللہ تعالیٰ ہی اس میں اثر پیدا کرتا ہے، یہی عقیدہ پتھر اور انگوٹھی کے بارے میں رکھنا بہر حال ضروری ہے۔ (فتاویٰ رشیدیة : ۵۳)

ناک اور کان چھیدنا:

خواتین کے لئے زیورات پہننے کے لئے کان اور ناک میں سوراخ کروانا جائز ہے، اور اس مقصد کے لئے ایک سے زیادہ سوراخ کروانا بھی جائز ہے۔

(فتاویٰ ہندیة : ۵/۳۵۷)

بچیاں کس عمر سے کان ناک میں سوراخ کر سکتی ہیں:

اس کی کوئی حد نہیں جس عمر میں بھی ہو کان چھیدوانا جائز ہے۔

لاکٹ پہن کر بیت الخلاء اور غسل خانہ جانا:

جس لاکٹ پر اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہو اس کو پہن کر بیت الخلاء اور ناپاک یا گندہ غسل خانہ میں جانا اور غسل کرنا بے ادبی ہے، ایسی صورت میں لاکٹ باہر اتار کر جانا چاہئے، البتہ جو غسل خانہ پاک وصاف ہو اس میں یہ لاکٹ پہن کر جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(فتاویٰ ھندیہ)

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذادخل الخلاء وضع خاتمہ. (ابو داؤد : ۱/ ٤)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء میں جانے سے پہلے انگوٹھی اتار لیتے تھے۔

کلائی گھڑی پہننا:

خواتین کے لئے ہر قسم کی کلائی گھڑی پہننا جائز ہے۔اس میں کوئی ممانعت نہیں۔

خوشبو استعمال کرنا

خواتین کے لئے خوشبو استعمال کرنا جائز ہے، لیکن حدیث شریف میں مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق بتایا گیا ہے، یعنی مرد ایسی خوشبو لگائیں جس سے کپڑے پر رنگ نہ لگے یا ہلکا سا رنگ لگ جائے، مگر خوشبو تیز ہو جو دوسروں تک پہنچ رہی ہو، مثلاً عطر گلاب، مشک، عنبر، کافور وغیرہ لگالیں، اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ کپڑے پر ظاہر ہو جائے مگر خوشبو بہت ہی معمولی ہو، جو خود اپنی ناک تک پہنچ سکے، یا شوہر قریب ہو تو اس کو خوشبو آجائے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس پر گذرے گی اور لوگوں کو اس کی خوشبو آئے گی تو اس عورت کا یہ عمل زنا میں شمار ہوگا۔

عن عمران بن حصين أن نبي الله ﷺ قال لا أركب الارجوان ولا البس المعصفر ولا البس القميص المكفف بالحرير وقال الاوطيب الرجال ريح لالون له وطيب النساء لون لا ريح له. (ابو داؤد ، مشکوٰۃ)

حدیث یہ ہے کہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، مردوں کی خوشبو ایسی ہو جس کی خوشبو ظاہر ہو یعنی دوسروں کو بھی پہنچ رہی ہو، اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ نظر آ رہا ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو۔'' (یعنی بہت معمولی خوشبو آ رہی ہو)

دوسری حدیث یہ ہے کہ:

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کار ہے، اور کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس کے قریب سے گذرے تو ایسی ویسی ہے، یعنی زنا کار ہے''۔

(مشکوٰۃ : صـ ۱۹۶ از ابو داؤد و ترمذی)

ایک اور حدیث میں ہے:

''حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ: جو کوئی عورت خوشبو لگا کر گھر سے نکلتی ہے، اور مرد اسے دیکھتے ہیں، اللہ رب العزت اس سے مسلسل ناراض رہتے ہیں، تا آنکہ وہ اپنے گھر واپس آ جائے''۔ (طبرانی)

لہٰذا ان احادیث کی رو سے تیز خوشبو استعمال کرنے سے خواتین کو سخت پرہیز کرنا لازم ہے، تاکہ وہ اس سخت وعید سے محفوظ رہ سکیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

خوشبو اور زینت کے ساتھ گھر سے نکلنے کی ممانعت:

آج کل جو عورتیں زیب وزینت کر کے، اور خوشبو لگا کر مردوں کی محفلوں میں بلا تکلف شریک ہوتی ہیں، اور محفل کی جان بلکہ شمع محفل شمار ہوتی ہیں، سرکار دو عالم ﷺ نے انہیں آج کے بد باطنوں کے بالکل برعکس نور محفل، اور شمع محفل کے بجائے، ظلمت محفل اور

اندھیرا قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

''حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں کہ: اس عورت کی مثال جو شوہر کے سوا دوسروں کے لئے زینت کرتی ہے، قیامت کے دن اس اندھیرے کی طرح ہے جس میں کچھ روشنی نہیں۔'' (طبرانی)

لہٰذا عورت کو گھر سے باہر نکلتے وقت ایسی کوئی چیز استعمال کرنا درست نہیں جس میں مہک اور خوشبو ہو، شمائل ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ مردوں کی خوشبو ایسی چیز ہونی چاہئے جس سے مہک تو نکلتی ہو لیکن اس کا رنگ ظاہر نہ ہو اور عورتوں کی خوشبو ایسی چیز ہونی چاہئے جس کا رنگ تو ظاہر ہو لیکن اس سے مہک نہ نکلتی ہو۔

(مظاهر حق جديد: ٤/١٧٠)

پرفیوم استعمال کرنے کا حکم:

آج کل باہر ممالک کے بنے ہوئے مختلف قسم کے پرفیومز، سینٹ اور عطر وغیرہ آتے ہیں اور ان میں ''الکحل'' یعنی اسپرٹ بھی شامل ہوتا ہے، تو اس کا استعمال جائز ہونے یا نہ ہونے کے متعلق شرعی حکم میں کچھ تفصیل ہے، اور وہ یہ ہے کہ ''الکحل'' اگر کھجور یا انگور کی شراب سے بنا ہوا ہو تو وہ ناپاک ہے، اس لئے اس کا استعمال جائز نہیں، اور اگر وہ کھجور یا انگور کے علاوہ کسی اور پاک چیز کی شراب سے بنا ہوا ہو، تو وہ پاک ہے اور اس کا خارجی استعمال شرعاً جائز ہے۔

اور آج کل پرفیومز میں جو ''الکحل'' استعمال ہوتا ہے وہ عموماً کھجور یا انگور کی شراب سے بنا ہوا نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے مختلف قسم کی چیزوں مثلاً مکئی، جوار، گندم، بیر، آلو، چاول یا پیٹرول وغیرہ سے بنا ہوا ہوتا ہے، لہٰذا ایسا پرفیوم شرعاً ناپاک نہیں، اور اس کے لگانے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، اس لئے اس کا استعمال جائز ہے، اور اگر کسی نے ایسا پرفیوم کپڑوں پر لگا کر نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ادا ہوگئی، لوٹانے کی ضرورت نہیں۔

(تكملة فتح الملهم: ٣/٦٠٨)

یہ حکم تو نماز کا ہے باقی اس کو شوہر کے قریب لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں اس کو راحت پہنچانے کے ارادہ سے مستحسن ہے، گھر میں دوسرے اجنبی مرد مثلاً دیور، جیٹھ، شوہر کے بھتیجا اور بھانجا وغیرہ بھی موجود ہوں تو ایسے پرفیومز استعمال کرنا جس کی مہک ان تک پہنچتی ہو درست نہیں، نیز ایسے پرفیوم لگا کر باہر نکلنا جائز نہ ہونا پہلے معلوم ہو چکا ہے، لہٰذا شوہر کے مخصوص کمرہ کے علاوہ استعمال کر کے باہر جانے اور اجنبی مردوں تک خوشبو کی مہک پہنچانے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

زیر ناف بالوں کی صفائی:

زیر ناف بالوں کی صفائی یہ بھی ایک شرعی مسئلہ ہے، اس لئے اس کو یہاں بیان کیا جاتا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ دس چیزیں خصال فطرت ہیں، ان میں سے ایک چیز زیر ناف یعنی زائد بالوں کی صفائی ہے، ان زائد بالوں کو ہفتہ میں ایک دفعہ صاف کرنا افضل ہے، اگر اس سے تاخیر ہو جائے تو پندرہ دن کے اندر صاف کرنا چاہئے، اور اگر اس سے بھی تاخیر ہو جائے تو زیادہ سے زیادہ چالیس دن تک کی تاخیر کی گنجائش ہے، اس سے زیادہ تاخیر کرنا جائز نہیں گناہ ہے، اس لئے چالیس دن سے پہلے پہلے ان زائد بالوں کو صاف کر لینا چاہئے۔

ان زائد بالوں کی صفائی میں عورت کے حق میں بہتر یہ ہے کہ وہ ان کی صفائی چونا، پاؤڈر، کریم، چٹکی یا چمٹی وغیرہ سے کرے، بلیڈ یا استرے وغیرہ کا استعمال عورت کے حق میں بہتر نہیں، خلاف اولیٰ ہے، تاہم اگر کسی عورت نے بلیڈ یا استرے وغیرہ کا استعمال کیا تو اگرچہ یہ عورت کے حق میں خلاف اولیٰ ہے لیکن ناجائز نہیں۔

(ویستحب حلق عانته) قال فی الهندیه و یبتدئ من تحت السرة ولو عالج بالنورة یجوز کذافی الغرائب وفی الاشباه والسنة فی عانة المرأة النتف. (ردالمحتار: ٦/٤٠٦ الخطر والاباحة)

عدت کے زمانہ میں بناؤ سنگار ممنوع ہے:

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے، یا اس کو طلاق ہو جائے تو عدت ختم ہونے تک

شوہر کے گھر میں رہنا ضروری ہے، بلا ضرورت شدیدہ گھر سے نکلنا جائز نہیں اور عدت کے زمانہ میں دوسری جگہ نکاح کرنا بھی جائز نہیں اور عدت کے دوران سوگ کرنا لازم ہے سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسا لباس اور ایسا ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے اس کی طرف مردوں کی طبیعت راغب ہو۔ لہٰذا عدت گذارنے والی عورت جس پر سوگ لازم ہے وہ بھڑک دار کپڑے نہ پہنے، خوشبو نہ لگائے، خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، زیور استعمال نہ کرے، باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سلجھائے، سر میں تیل نہ لگائے، سرمہ نہ لگائے، خوشبودار صابن وغیرہ استعمال نہ کرے۔ (ماخوذ از تحفۂ خواتین)

عدت کے دوران پان کھانے کی ممانعت:

جس عورت پر سوگ کرنا واجب ہے، اسے پان کھا کر منہ لال کرنا اور دانتوں پر مسی ملنا، پھول پہننا، مہندی لگانا اور ہونٹ ناخن پر سرخی لگانا درست نہیں۔ (تحفۂ خواتین)

عن ام سلمة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنها عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال المتوفی عنها زوجها لاتلبس المعصفر من الثياب ولا المشطة ولا الحلی، ولا تختضب ولا تكتحل.

(مشكوٰة المصابيح : ص ۲۸۹ بحواله ابو داؤد، نسائی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا (عدت گذرنے تک) عصفر سے رنگا ہوا اور خوشبو والی مٹی سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور زیور بھی نہ پہنے اور خضاب بھی نہ لگائے اور سرمہ نہ لگائے۔

اونچی ایڑی والے جوتے پہننا:

شریعت میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے، اس لئے عورتوں کے لئے مردانہ جوتا پہننا اس مشابہت کی وجہ سے جائز نہیں، اور جو جوتے عورتوں کے لئے بنائے گئے ہوں، عرف عام اور رواج میں وہ جوتے عورتوں ہی کے لئے

سمجھے جاتے ہوں، تو وہ جوتے عورتوں کیلئے پہننا بلاشبہ جائز ہے، خواہ اس کی ایڑی اونچی ہو یا نیچی، اور خواہ وہ آگے سے بند ہوں یا کھلے، اصل مدار عرف ورواج پر ہے یعنی جو جوتے رواج میں مردوں کے لئے سمجھے جاتے ہوں، ان جوتوں کا استعمال عورتوں کے لئے جائز نہیں اور جو جوتے عرف ورواج میں مردوں کے لئے مشہور نہ ہوں تو ان کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے۔

عن ابن ابی ملیکه قال قیل لعائشة رضی الله عنها أن امرأة تلبس النعل قالت لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم الرجلة من النساء .

(رواه ابو داؤد)

''ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ''اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے۔''

(ابو داؤد : ۲/۲۱۰)

لباس کے شرعی احکام

لباس کے بارے میں شریعت کی تعلیمات بڑی معتدل ہیں، چنانچہ شریعت نے کسی مخصوص لباس کی تعیین نہیں کی ہے اور نہ اس کی مخصوص ہیئت بتلا کر یہ کہا کہ ہر شخص کے لیے ایسا لباس پہننا ضروری ہے بلکہ ہر علاقہ اور ہر جگہ کے لوگوں کو موسم اور آب وہوا کے لحاظ سے لباس کے چناؤ میں آزادی دی گئی ہے اور وہ اس لئے ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور حالات کے لحاظ سے، مختلف ممالک کے لحاظ سے، وہاں کے موسموں کے لحاظ سے، وہاں کی ضروریات کے لحاظ سے، لباس مختلف ہوسکتا ہے، مثلاً کہیں باریک، کہیں موٹا، کہیں کسی وضع، کہیں کسی ہیئت کا لباس اختیار کیا جاسکتا ہے، البتہ اسلام نے کچھ اہم اور بنیادی اصول اور آداب لباس کے سلسلے میں بتائے ہیں ان آداب اور اصولوں کا لحاظ رکھنا ہر حال میں ضروری ہے، ذیل میں ہم آداب اور اصولوں کو پہلے اجمالی طور پر بیان کردیتے ہیں پھر ان کو قدرے وضاحت اور تشریح کے ساتھ بیان کریں گے۔ پھر اس کے بعد لباس کے متعلق مختلف اور متفرق مسائل کو الگ الگ عنوان کے ساتھ ذکر کریں گے۔

لباس کے اجمالی بنیادی اصول:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ لباس کے متعلق کسی خاص وضع اور تراش کی شریعت نے پابندی نہیں لگائی، البتہ لباس کی حدود مقرر کی ہیں ان سے تجاوز نہیں ہونا چاہئے، پس جو لباس ان شرعی حدود میں ہوگا وہ شرعی لباس کہلائے گا ورنہ خلاف شرع ہوگا، وہ حدود یہ ہیں:

(۱) لباس اتنا چھوٹا، باریک یا چست نہ ہو کہ وہ اعضاء ظاہر ہوجائیں جن کا چھپانا واجب ہے، بلکہ لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے مکمل طور پر ستر پوشی ہوتی ہو۔

(۲) لباس میں کافروں اور فاسقوں کی نقالی اور تشبہ اختیار نہ کریں۔

(۳) جس لباس سے تکبر وتفاخر اور اسراف وتنعم مترشح ہوتا ہو اس سے اجتناب کریں۔

(۴) مالدار شخص اتنا گھٹیا لباس نہ پہنے کہ دیکھنے والے اسے مفلس سمجھیں۔

(۵) اپنی مالی استطاعت سے زیادہ قیمت کے لباس کا اہتمام نہ کریں۔

(٦) مرد شلوار، تہمبند اور پائجامہ وغیرہ اتنا نیچا نہ پہنیں کہ ٹخنے یا ٹخنوں کا کچھ حصہ اس میں چھپ جائے۔

(۷) مردوں کے لئے اصلی ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔

(۸) مرد زنانہ لباس اور عورتیں مردانہ لباس نہ پہنیں۔

(۹) لباس صاف ستھرا ہونا چاہئے، مردوں کے لئے سفید لباس زیادہ پسند کیا گیا ہے۔

خالص سرخ لباس پہننا مردوں کے لئے مکروہ ہے، البتہ کسی اور رنگ کی آمیزش ہو یا سرخ دھاری دار ہو تو مضائقہ نہیں۔ (نوادر الفقه : ۳٦٦/۲)

اسراف اور تکبر سے بچنا چاہئے:

لباس اپنی مالی استطاعت کے مطابق ہونا چاہئے، مالی استطاعت سے بڑھ کر فخر ونمائش اور تکلف کا اہتمام کرنا درست نہیں اور اس میں اسراف کرنا ناجائز ہے، چنانچہ حضور ﷺ کا بڑا اصولی ارشاد ہے:

"کلوا والبسوا، وتصدقوا في غير اسراف ولا مخيلة، اى كبريا".

(اخرجه البخاري في اللباس : ٤/٢٣)

جناب رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ کھاؤ، پیو، صدقہ کرو، البتہ اسراف اور تکبر سے اجتناب کرو۔

"وقال ابن عباس رضي الله عنهما: كل ماشئت والبس ما شئت، ما اخطاتك اثنتان، سرف او مخيلة."(انظر الاثرفي صحيح البخاري:٤/٢٣)

"جو چاہو کھاؤ، جو چاہو پہنو، لیکن دو چیزوں سے اجتناب کرو، ایک اسراف دوسرا تکبر" حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کا کپڑا چاہو پہنو، تمہارے لئے جائز

ہے، لیکن اس میں اسراف نہ ہو اور اسراف اسی وقت ہوتا ہے جب آدمی اپنی حیثیت سے بڑھ کر نمائش کے لئے کپڑا پہنتا ہے اور جس کے پہننے سے تکبر پیدا ہوتا ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

دل خوش کرنے کے لئے قیمتی لباس پہننا:

اسراف اور نمائش سے بچتے ہوئے اپنا دل خوش کرنے کے لئے قیمتی لباس پہننا جائز ہے، یعنی ایسا لباس پہننا جس سے جسم کو راحت اور آرام حاصل ہو اور ساتھ ساتھ تھوڑا سا آسائش کا مقصد بھی حاصل ہو، اس میں کوئی حرج نہیں، جائز ہے مثلاً پتلا لباس پہن لے اس خیال سے کہ جسم کو آرام ملے گا یا دل کو خوش کرنے کے لئے زیبائش کا لباس پہن لے یا کوئی پسندیدہ قیمتی کپڑا پہن لے، ان سب میں وسعت اور گنجائش ہے اور یہ اسراف میں داخل نہیں ہیں۔

قال العلامة الصابونی حفظه الله تعالیٰ: ومما یوکدأن التزین والتجمل مطلوب، وانه لیس من الکبریا الذی نهی عنه الاسلام، ما روی فی الصحیح عنه صلی الله علیه وسلم أنه قال: لا یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقال ذرة من کبر، قالوا یارسول الله! ان احدنا یحب أن یکون ثوبه حسنا، ونعله حسنة قال ان الله جمیل یحب الجمال، الکبر بطر الحق، ای عدم قبول الحق وغمط الناس، ای احتقارهم وازدرأهم.

(أخرجه مسلم رقم ۹ فی کتاب الایمان)

چنانچہ علامہ صابونی فرماتے ہیں کہ شرعی دائرہ میں رہ کر زیب وزینت حاصل کرنا یہ تکبر میں داخل نہیں، صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر کبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوگا، صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس عمدہ ہو جوتا عمدہ ہو کیا یہ بھی کبر میں داخل ہے تو ''آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہیں

جمال کو پسند کرتا ہے کبر یہ ہے کہ حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا اور ان کے ساتھ توہین آمیز رویہ رکھنا۔ (جدید معاملات کے شرعی احکام : ۳/ ٤٦)

خواتین کا لباس کیسے ہونا چاہئے؟

عورت کا پورا بدن ''ستر'' ہے جسے چھپانا شرعی، طبعی اور عقلی طور پر فرض ہے، اور ایمان کے بعد سب سے پہلا فرض جس پر عمل ضروری ہے وہ ستر عورت یعنی اعضائے مستورہ کو چھپانا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد ہے:

''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ ان عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور میں (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کی، جب اللہ پاک نے حکم ﴿ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن﴾ نازل فرمایا تو انہوں نے اپنی موٹی سے موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالئے''۔ (ابو داؤد : ۲/ ۲۱۱)

یعنی مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ اپنے دوپٹوں سے سر بھی ڈھانکیں اور گلے اور سینہ پر بھی ڈالے رہا کریں، اس حکم کو سن کر صحابی عورتوں نے موٹی موٹی چادروں کے دوپٹے بنالئے، اور حسب حکم قرآنی اپنے گلوں اور سینوں کو بھی دوپٹوں سے ڈھانکنے لگیں، چونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہیں ہوسکتا ہے، اس لئے موٹی چادروں کے دوپٹے اختیار کرلئے۔

اسلام نے عورت کو حیاء اور شرم سکھائی ہے، نامحرموں سے خلا ملا کرنے سے منع فرمایا ہے، اور ایسے کپڑے پہننے کی ممانعت فرمائی ہے جن کا پہننا نہ پہننا برابر ہو، اور جن سے پردہ کا مقصد فوت ہوجاتا ہو، عورتیں سروں پر ایسے دوپٹے اوڑھیں جن سے بال چھپ جائیں، گردن اور گلا ڈھک جائے، اور اگر نامحرموں کے آجانے کا اندیشہ ہو تو موٹے دوپٹوں سے اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ لیں، قمیص، جمپر اور فراک بھی ایسا پہنیں جن سے بدن نظر نہ آئے، آستینیں پوری ہوں، گلے اور گریبان کی کٹنگ میں اس بات کا خیال رکھیں کہ پیچھے اور آگے سینہ کا کچھ بھی حصہ کھلا نہ رہے، شلوار اور ساڑھی وغیرہ بھی ایسے کپڑے کی پہنیں جس

سے ران، پنڈلی وغیرہ کا کوئی حصہ دکھائی نہ دے۔

فیشن کے مروجہ لباس:

دور حاضر کے فیشن نے لباس کے اصل مقصد ہی کو بالائے طاق رکھدیا ہے، اس لئے آج کل خواتین میں ایسے لباس رواج پا گئے ہیں جس میں اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ جسم کا کون سا حصہ کھل رہا ہے اور کون سا حصہ ڈھکا ہوا ہے، اور ایسے کپڑوں کا رواج ہوگیا ہے کہ کپڑوں کے اندر سے نظر پار ہو جاتی ہے، بہت سے مرد اور عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایسے کپڑوں کے شلوار بنا کر پہن لیتے ہیں جن میں پوری ٹانگ نظر آتی ہے، ایسے کپڑے کا پہننا نہ پہننا برابر ہے اور ایسا لباس شریعت کی نظر میں لباس ہی نہیں ہے، اور جو خواتین بہت باریک اور چست لباس پہنتی ہیں، جس کی وجہ سے کپڑے پہننے کے باوجود جسم کی بناوٹ دوسروں کے سامنے نمایاں ہوتی ہے، ایسی خواتین کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''ایک جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی، (مردوں کو) مائل کرنے والی اور (خود ان کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، جو جھکے ہوئے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھیں گی، اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ: صـ ۳۰۶ از مسلم)

قیامت سے پہلے عورتوں کی حالت:

اس حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے قرب قیامت میں خواتین کی حالت کے بارے میں ایک نقشہ کھینچا ہے، کہ اگر آج کا موجودہ زمانہ کسی نے نہ دیکھا ہوتا تو وہ شخص حیران ہوتا کہ اس حدیث کا مطلب کیا ہے؟ اور آپ ﷺ نے اس طرح نقشہ کھینچا جس طرح آپ نے موجودہ دور کی خواتین کو دیکھ کر یہ ارشاد فرمایا ہو، اس لئے کہ حضور کے زمانے میں

اس کا تصور بھی مشکل تھا، کیونکہ جس زمانے میں حضور اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی، اس زمانے میں اس طرح کے لباس اور خصوصاً اس قسم کے بالوں کا کوئی رواج نہیں تھا، یہی وجہ ہے کہ شراح حدیث نے اس پر کلام کیا ہے کہ اس حدیث کا صحیح مطلب کیا ہے؟ بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح بال کس طرح ہو سکتے ہیں؟ لیکن آج کے جدید دور کے فیشن نے رسول اکرم ﷺ کی پیشین گوئی کو سچا اور پورا کر دیا اور ایسا لگتا ہے کہ آپ ﷺ نے آج کی فیشن ایبل عورتوں کو دیکھ کر یہ بات ارشاد فرمائی تھی۔

فیشن پرستی کا دور:

دور حاضر کے لوگوں کا مزاج بھی عجیب بن گیا ہے کہ اپنی پسند یا ناپسند کا ان کے ہاں کوئی معیار نہیں، بس جو فیشن چل نکلا وہ پسند ہے، اور جو چیز فیشن سے باہر ہوگئی، وہ ناپسند ہے، جس زمانہ میں جس چیز کا فیشن چل رہا ہے تو اسے پسند کیا جانے لگا، اور اس کی تعریف کی جانے لگی کہ یہ بہت پسندیدہ اور اچھی چیز ہے، اور جب اس کا فیشن نکل گیا تو اب اسی کی برائی شروع ہوگئی۔

لیکن یہ اسلامی اصول نہیں، اور فیشن کے تابع ہو کر پسند، ناپسند، خوبصورتی اور بدصورتی کا تعین صحیح نہیں، بلکہ اسلامی طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے شرعی حدود میں رہتے ہوئے جو بھی لباس اختیار کیا جائے، وہ جائز ہے لیکن فیشن کی اتباع میں دوسروں کو دکھانے کے لئے اور نمائش کے لئے کوئی لباس اختیار کیا جائے، تو وہ جائز نہیں۔

خواتین اور فیشن پرستی:

فیشن کے پیچھے چلنے میں خواتین سب سے آگے ہیں، خاص طور پر اس زمانے میں فیشن کی اتباع میں ان کا جو مزاج بن چکا ہے، وہ قابل اصلاح ہے، وہ یہ سمجھتی ہیں کہ لباس اپنے لئے نہیں، بلکہ دوسروں کے لئے ہے، اس لئے لباس پہن کر اپنے یا اپنے شوہر کے دل کو خوش کرنے کا معاملہ بعد کا ہے، اصل یہ ہے کہ دیکھنے والے اس لباس کو دیکھ کر اس کو موجودہ فیشن کے مطابق قرار دیں، اور اس کی تعریف کریں، اور ہمارا لباس دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ

بڑے لوگ ہیں اور فیشن ایبل ہیں، یہ باتیں عورتوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ خواتین اپنے گھر میں، اپنے شوہر کے سامنے تو میلی کچیلی رہیں گی، اور اچھا لباس پہننے کا خیال بھی نہیں آئے گا، لیکن جب کبھی گھر سے باہر نکلنے کی نوبت آ گئی یا کسی تقریب میں شرکت کا موقع ملا تو پھر اس کے لئے اس بات کا اہتمام کیا جاتا ہے کہ وہ لباس فیشن کے مطابق ہو، اور اس کے پہننے کے نتیجے میں وہ لوگ ہمیں دولت منداور فیشن ایبل سمجھیں۔

ہر تقریب کے لئے الگ لباس پہننا:

ان مذکورہ باتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اگر ایک لباس ایک تقریب میں پہن لیا تو اب وہ لباس دوسری تقریب کیلئے نہیں پہنا جاسکتا، اب وہ لباس گویا حرام ہو گیا، اس لئے کہ اگر وہی لباس پہن کر دوسری تقریب میں چلی گئی تو دوسری خواتین یہ سمجھیں گی کہ ان کے پاس تو ایک ہی جوڑا ہے، سب جگہ وہی ایک جوڑا پہن کر آ جاتی ہیں، جس کی وجہ سے ہماری بے عزتی ہو جائے گی...... درحقیقت ان باتوں کے پس پردہ نمائش کا جذبہ کارفرما ہے جو شرعاً ممنوع ہے، البتہ نمائش کے ارادے اور اہتمام کے بغیر کوئی خاتون یوں ہی اپنے دل کو یا اپنے شوہر کے دل کو خوش کرنے کیلئے پہن لے اس میں کوئی حرج نہیں۔

عورتوں کا لباس رنگین ہونا مناسب ہے:

احادیث سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مردوں کے لئے سفید رنگ کا لباس زیادہ پسندیدہ ہے، تاہم خواتین کے لباس کے بارے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان کے لباس کا رنگ کیسا ہونا چاہئے، جب کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عورتوں کو سفید لباس استعمال نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ اس سے مردوں کے ساتھ مشابہت ہو جاتی ہے، لہٰذا خواتین کو سفید لباس کے بجائے، رنگین لباس استعمال کرنا چاہئے۔

اس بارے میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ جس طرح مردوں کے لئے سفید لباس پہننا جائز ہے اسی طرح خواتین کے لئے بھی سفید لباس پہننا درست ہے، اور خواتین کی مردوں کے ساتھ

یہ مشابہت ممنوع نہیں، کیونکہ جو چیزیں مردوں کی خصوصیات میں سے ہوں ان میں مشابہت ممنوع ہے،اور سفید لباس مردوں کی خصوصیت نہیں ہے۔

باقی رہا یہ مسئلہ کہ عورتوں کے لئے سفید لباس افضل ہے یا رنگین لباس؟ تو اس سلسلہ میں کسی کتاب میں صراحت تو نہیں ملی، البتہ بعض مواقع پر نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے لئے بغرض حصول زینت سفیدی کو رنگ میں تبدیل کرنے کو پسند فرمایا ہے، جیسا کہ ایک دفعہ ہاتھ کی سفیدی کو مہندی سے بدلنے کا حکم فرمایا۔ (ابو داؤد شریف : ۱۱۸/۲)

لہٰذا حصول زینت کی غرض سے خواتین کیلئے رنگین لباس پسندیدہ قرار دیا جا سکتا ہے۔تاہم سفید لباس بلا کراہت جائز ہے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله:و كره لبس المعصفر و المزعفر والاحمر والا صفر للرجال مفاده انه لا يكره للنساء و لا بأس بسائر الالوان. (الدرالمختار : ۳۸۸/۶ كتاب الحظر والاباحة فصل في اللبس)

خواتین کے لئے باریک لباس پہننے کی ممانعت:

بہر حال لباس اگر باریک کپڑے کا ہو،اور اس سے بدن کا اندرونی حصہ جھلک رہا ہو، یا لباس اس قدر چست ہو کہ اس سے بدن کی ساخت اور بناوٹ نمایاں ہوتی ہو،تو ایسا باریک اور چست لباس اکثر اوقات،مکمل برہنہ ہونے سے بھی زیادہ شہوت انگیز ہوتا ہے، اس لئے باریک کپڑے کے لباس اور چست لباس سے ممانعت فرمائی گئی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ:

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے مجھے ایک قبطی (نسبتاً) باریک کپڑا دیا، وہ آپ ﷺ کو دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہدیہ میں دیا تھا، میں نے وہ کپڑا اپنی بیوی کو اس کا لباس بنانے کے لئے دے دیا،تو حضور ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا'' کیا بات ہے،تم نے قبطی کپڑا نہیں پہنا؟'' میں نے عرض کیا'' یارسول اللہ! میں نے اپنی بیوی کو اس کا لباس بنوا دیا'' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا'' اپنی بیوی سے کہو کہ وہ اس

کے نیچے کوئی اور کپڑا رکھے، مجھے ڈر ہے کہ (باریک ہونے کی وجہ سے) کپڑے سے اس کی ہڈیوں کا حجم نہیں چھپے گا''۔ (مسند احمد، و بزار)

ایک اور حدیث میں ہے:

حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے پاس مصر کا بنا ہوا باریک کپڑا جس کو قباطی کہتے ہیں آیا، تو حضور ﷺ نے اس میں سے ایک ٹکڑا مجھے بھی دیا، اور فرمایا کہ: ''اس کا ایک حصہ پھاڑ کر اپنا کرتا بنالو، ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دیدو، مگر ان سے کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے''۔ (ابو داؤد: ۲/ ۲۱۲)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

ایک مرتبہ بنو تمیم کی کچھ عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، انہوں نے باریک لباس پہن رکھا تھا، یہ دیکھ کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا اگر تم مؤمن ہو تو مؤمن عورتوں کا یہ لباس نہیں، اور اگر تم مؤمن نہیں ہو تو جس طرح چاہو مزے کرو۔ (قرطبی: ۱۲/ ۲۴۴ ملخص از تحفۂ خواتین)

خلاصہ یہ ہے کہ خواتین کا ایسا لباس پہننا جس میں جسم کے پوشیدہ اعضاء کی وضاحت ہوتی ہو حرام اور ناجائز ہے

قال العلامة ابن عابدين رحمه الله: اقول مفاده ان رؤية الثوب بحيث يصف حجم العضو ممنوعة ولو كثيفا لاترى البشرة منه.

(ردالمحتار: ٦/٣٦٦ كتاب الحظر والاباحة النظر واللمس)

باریک دوپٹہ اوڑھنا:

آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھنے لگی ہیں، اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اول تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے، دوسرے اس قسم کے کپڑے کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھہرتا ہی نہیں، چکناہٹ کی وجہ سے بار

بار سر کتا ہے، اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ان کی بھتیجی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عبدالرحمٰن حاضر ہوئیں، اس وقت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس کو لے کر پھاڑ ڈالا اور اپنے پاس سے ایک موٹا دوپٹہ انہیں اوڑھنے کے لئے دے دیا۔ (موطا امام مالك رحمه الله)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ:

''ایک مرتبہ میرے گھر میری بہن اسماء آئیں، انہوں نے باریک شامی کپڑے کا جوڑا پہن رکھا تھا جسے آج کل تم لوگ صفاق کے نام سے پکارتے ہو، تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''یہی وہ کپڑے ہیں جس کی سورہ نور میں ممانعت فرمائی گئی ہے، (کیونکہ ان سے ابداء زینت ہوتا ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہ کپڑے اتارنے اور دوسرے کپڑے پہننے کا حکم فرمایا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! آپ نے میری بہن کو دیکھ کر ایسا ایسا فرمایا'' تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اے عائشہ! جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ سوائے چہرے اور ہتھیلیوں کے نظر نہیں آنا چاہئے۔'' (بیهقی : ۸٦/۷)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ سے پرہیز کرنا لازم ہے، اور اگر کسی وجہ سے باریک دوپٹہ اوڑھنا ہی پڑ جائے تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں، تاکہ سر اور دیگر اعضا نظر نہ آئیں۔

عورت کے لئے حیا و شرم ایک فطری چیز ہے، اور اسلام نے مسلمان عورتوں کو اس کی تعلیم دی ہے، نامحرم لوگوں سے ملنے جلنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے باریک اور چست کپڑے پہننے کی ممانعت فرمائی ہے جن سے ستر چھپانے اور پردہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہو۔

آج کل عموماً عورتیں باریک دوپٹے اوڑھتی ہیں جو چھوٹے ہونے کی وجہ سے اول تو یہ دوپٹے پورے سر پر نہیں آتے اور اگر ان سے سر کو ڈھانپ بھی لیا تو بھی پردہ کا مقصد اس

سے پورا نہیں ہوتا غلط رواج اور فیشن کی وبا ایسی پھیلی ہوئی ہے کہ جو عورتیں اپنے کو دیندار سمجھتی ہیں وہ بھی باریک دوپٹہ چھوڑنے کو تیار نہیں، لہٰذا عورتوں کو چاہئے کہ ایسا دوپٹہ استعمال کریں جن سے بال چھپ جائیں گردن اور گلا ڈھک جائے، اور اگر نامحرموں کا سامنا ہونے کا اندیشہ ہو تو موٹے دوپٹوں سے اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ لیں۔

خواتین کا بلاضرورت بازار جانا:

عورتوں کا بغیر شدید ضرورت کے اور بغیر شرعی پردہ کے بازاروں میں اور شادی وغیرہ کی تقریبات میں جانا بالکل جائز نہیں، آج کل خواتین ایسے لباس پہن کر بازاروں اور شادی وغیرہ کی تقریبات میں جارہی ہیں، کہ سر کھلا ہوا ہے، بازو کھلے ہوئے ہیں، سینہ کھلا ہوا ہے، پیٹ کھلا ہوا ہے، حالانکہ ''ستر'' کا حکم یہ ہے کہ عورت کے لئے عورت کے سامنے بھی ستر کھولنا جائز نہیں، مثلاً اگر کسی عورت نے ایسا لباس پہن لیا جس میں سینہ کھلا ہوا ہے، بازو کھلے ہوئے ہیں، تو اس عورت کو اس حالت میں دوسری فاسق و فاجر عورتوں کے سامنے آنا بھی جائز نہیں، چہ جائیکہ اس حالت میں مردوں کے سامنے آئیں اس لئے یہ اعضاء اس کے ستر کا حصہ ہیں، اس لئے خواتین کو اس طرح بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ کھلم کھلا گناہ کرنے اور دیکھنے والے مردوں کو گناہوں میں مبتلا کرنے سے پرہیز کرنا واجب ہے، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دینے والے گناہ ہیں، اور ان کا وبال انتہائی دردناک ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایسے دیکھنے اور دکھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے۔

لعن اللّٰہ الناظر و المنظور الیہ. (مشکوٰۃ)

حرام جگہ نظر ڈالنے والے اور نظر ڈالنے کا موقع فراہم کرنے والے (مرد و خواتین) دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

عورت کا ننگے سر پھرنا جائز نہیں:

خواتین کا ننگے سر یا شرعی پردہ کے بغیر گھر سے باہر بازاروں، پارکوں اور میلوں وغیرہ

میں گھومنا پھرنا ناجائز اور حرام ہے، اور اس میں قرآن وسنت کے احکام کی صریح خلاف ورزی ہے، احادیث میں اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں، اور اس طرح خواتین کا باہر نکلنا شیطان کو بہت مرغوب ومحبوب ہے، کیونکہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن وجمال اور لباس وپوشاک پر نظر ڈال ڈال کر نفس کو لذت دیں اور گناہوں میں مبتلاء ہوجائیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے (بلاضرورت یا بے پردہ) باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے گھر کے اندر رہوتی ہے''

(الترغیب والترھیب : ۱/۲۲۶)

خواتین کا گھر میں ننگے سر رہنا بھی درست نہیں:

خواتین کا اپنے گھر میں ننگے سر رہنا اس کو شریف اور دیندار گھرانوں میں بہت معیوب سمجھا جاتا ہے اور عورتوں میں بے پردگی وآزادی کے شیوع کا ذریعہ ہے، علاوہ ازیں محارم کے سامنے بھی سینے کے ابھار کا ظاہر کرنا بہت بڑی بے حیائی ہے، اس لئے جائز نہیں، نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس گھر میں عورت ننگے سر بیٹھی ہو فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں، چنانچہ شیخ الاسلام حضرت جعفر کنانی مالکی رحمہ اللہ کی ایک کتاب ہے''بلوغ القصد والمرام ببیان بعض ماتنفر منه الملائکة الکرام''

اس میں انہوں نے بہت سی ایسی چیزیں بحوالہ احادیث بیان فرمائی ہیں، جن سے فرشتے نفرت کرتے ہیں، مثلاً جس مکان میں پیشاب کسی برتن میں رکھا ہوا ہو، یا جس مکان میں کوئی عورت ننگے سر بیٹھی ہوئی ہو وغیرہ، تو کم از کم فرشتوں کی نفرت سے بچنے کیلئے ہی ننگے سر رہنے سے بچنا چاہئے۔

عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنے کی ممانعت:

جنسی بے راہ روی، اور اخلاقی انارکی بے توقیری سے بچانے کے لئے شریعت نے

مرد وعورت دونوں صنفوں کو مستقلاً الگ الگ احکامات دیئے ہیں، یہی فطرت کا بھی تقاضہ ہے اور عقل کا بھی، ہر چیز اس وقت اچھی لگتی ہے، جب وہ اپنی شکل میں ہو، اور جب وہ اپنی قدرتی ہیئت بگاڑے تو بجائے خوبصورت معلوم ہونے کے اور بدنما معلوم ہوتی ہے۔

آج کل معاشرہ میں یہ چیزیں زیادہ مقبول ہورہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس، اور لڑکیوں کو لڑکوں کا لباس پہناتے ہیں، اور نوجوان مرد وعورت اسی سیلاب کے بہاؤ میں بہہ رہے ہیں، یہ طرز بھی یورپ اور امریکہ سے شروع ہوا ہے، ان کے نزدیک یہ فیشن اور فخر کی چیز ہے، مگر اسلام میں وہ باعث لعنت ہے،

ابوداؤد شریف میں ہے کہ:

''حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ: اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے، جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے۔'' (مشکوٰۃ: ص۳۸۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنے، اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے''۔

(مشکوٰۃ: ص۳۸۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا ہے کہ ''آپ ﷺ نے عورتوں کو منع فرمایا ہے، آپ نے فرمایا کہ وہ (مردانہ) ٹوپیاں نہ پہنیں، (مردانہ) جوتے نہ پہنیں، (مردوں کی) مجلسوں میں نہ بیٹھیں، اور ازار اور چادر بغیر قمیص کے نہ پہنیں۔'' (کشف الغمۃ: ۱/۱۶۳)

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

''حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ وہ دوپٹہ باندھے ہوئے تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوپٹہ ایک بار لپیٹ کر اوڑھا کرو، مردوں کے دھاٹے کی طرح نہ باندھا کرو''۔ (ابو داؤد: ۲/۲۱۲)

ایک اور حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے ایسے مردوں پر لعنت فرمائی ہے، جو عورتوں کی شکل بنا کر ہیجڑے بن جاتے ہیں، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے، جو مردانہ وضع قطع اختیار کرتی ہیں، اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے باہر نکال دو''۔

(مشکوٰۃ: ص۳۸۰ از بخاری)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو اس بات سے بہت ہی نفرت تھی، کہ مرد زنانہ لباس پہنیں، یا کسی طرح بھی زنانہ پن اختیار کریں، اور اس بات سے بھی سخت نفرت تھی کہ عورتیں مردانہ لباس پہنیں، یا مردانہ چال ڈھال اختیار کریں، اور اس نفرت کے باعث اس طرح کے مردوں اور عورتوں پر آپ نے لعنت فرمائی ہے۔

درحقیقت عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرد مرد بن کر رہیں، اور عورتیں عورتیں بن کر رہیں، آج کل کے لوگ رسول اکرم ﷺ کی ہدایت کو نہیں دیکھتے، بلکہ یورپ اور امریکہ کے کافروں اور سینما میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں (یعنی فلمی ایکٹروں) کی وضع قطع اختیار کرتے ہیں، اور ادھر سے جو لباس اور طور طریقے ملتے ہیں ان ہی کو اختیار کرنے میں اپنی عزت سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ لباس اور طرز اور طور طریق اللہ تعالیٰ کے نزدیک لعنت اور رحمت سے دوری ہی کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو سمجھ دے، اور اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کی ہدایات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، جس میں ہمارے لئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔ (تحفۂ خواتین: ۲/ ۷۳۳، احسن الفتاویٰ: ۸/۶۶)

خواتین کے پینٹ شرٹ پہننے کا حکم:

آج کل عورتوں میں بھی مردوں کی طرح پینٹ شرٹ کا رواج ہو رہا ہے اور وہ

انگریزوں کے اس لباس کو اختیار کررہی ہیں، اور اگر مشرقی لباس پہنتی بھی ہیں، تو وہ بھی مردانہ طرز کا، اور یہ اس خام خیالی میں مبتلاء ہیں کہ اس طرح وہ ترقی اور جدید تہذیب کے زینہ پر پہنچ رہی ہیں، بھلا جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک باعث نفرت اور سبب لعنت ہو وہ ترقی کی چیز کیسے ہوگی؟ اس میں انسانی اور ایمانی ترقی تو نہیں ہوسکتی، ہاں، حیوانی، شہوانی اور لعنت و نافرمانی کی ترقی ہے، اور اس میں انگریزوں، اور مردوں کے ساتھ مشابہت کے علاوہ عریانی بھی ہے، اس لئے ان فضول اور خلاف شرع لباسوں سے بچنا عورتوں کے لئے نہایت ضروری ہے۔

پینٹ اور شرٹ کی طرح دیگر تمام مروجہ مردانہ لباسوں سے اجتناب کرنا خواتین کے لئے ضروری ہے، اور اس کی ممانعت کے متعلق احادیث کا ذکر اوپر تفصیل سے آچکا ہے۔

اصلی اور مصنوعی ریشمی کپڑے پہننا:

عورتوں کے لئے اصلی اور مصنوعی دونوں طرح کے ریشمی کپڑے پہننا جائز ہے، اور اب ریشم کی کوئی وقعت بھی نہیں، اس سے زیادہ بڑھ کر عمدہ اور پسندیدہ کپڑوں کی انواع واقسام مارکیٹ میں آچکی ہیں، ان سب قیمتی کپڑوں کا پہننا عورتوں کے لئے جائز ہے، بشرطیکہ حلال مال سے ہو، اور اپنی وسعت کے مطابق ہو، مگر فخر اور بڑائی کے اظہار کے لئے، اسی طرح خود پسندی اور دوسروں کو دکھانے کی غرض سے عمدہ اور قیمتی لباس پہننا جائز نہیں۔

عن ابی موسیٰ الاشعری أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال: حرم لباس الحریر و الذھب علی ذکور امتی و احل لاناثھم.

(اخرجہ الترمذی فی کتاب اللباس)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ریشمی لباس اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے۔

تو فقہائے نے لکھا ہے، سونا اور ریشم کا استعمال خواتین کے لئے بھی حلال ہے اور چھوٹی بچیوں کے لئے بھی حلال ہے۔ اور مردوں کے لئے حرام ہے، اور چھوٹے بچوں کے

لئے حرام ہے، لہٰذا ماں، باپ اور عزیز وقارب کو اس کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ بچوں کو سونے چاندی کے زیورات استعمال نہ کروائیں۔

بوسکی کپڑے پہننا:

خواتین کے لئے بوسکی یا دیگر عمدہ کپڑے پہننا بلاشبہ جائز ہے۔

ساڑھی اور لنگا پہننا:

جہاں مسلمانوں میں ساڑھی کا رواج نہ ہو بلکہ یہ صرف غیر مسلموں کے لباس میں داخل ہو، وہاں مشابہت کی وجہ سے ساڑھی پہننا مکروہ ہے، اور جہاں مسلمان خواتین کے ہاں ساڑھی باندھنے کا رواج ہے، اور ساڑھی ان کے لباس میں داخل ہو وہاں مسلمان خواتین کے لئے ساڑھی پہننا جائز ہے۔

لیکن چونکہ عام طور پر ساڑھی ایسی ہوتی ہے کہ اس سے عورتوں کا پورا جسم نہیں چھپتا، بلکہ ہاتھ کندھوں تک اور پیٹ، پیٹھ اور سر وغیرہ کھلا رہتا ہے۔ اور آج کل بلاؤز بھی اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ ناف پر یا اس سے اوپر ہی ختم ہو جاتا ہے اور آدھا پیٹ نظر آتا ہے، جب کہ اوپر ذکر کردہ اصول کے مطابق، عورتوں کا لباس ایسا ہونا چاہئے کہ جو جسم کو اچھی طرح چھپا لے، اور آج کل کے فیشن کی ساڑھی اور بلاؤز سے پورا جسم نہیں چھپتا، اس لئے اس طرح ساڑھی اور بلاؤز پہننا جائز نہیں، البتہ اگر ساڑھی اس طرح پہنی ہوئی ہو جو پورے بدن کو ڈھانپ دے اور جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تو پھر ساڑھی اور بلاؤز پہننا جائز ہے۔

(امداد الاحکام: ۴/ ۳۴۸، تحفۂ خواتین: ۳/۷۰۲)

فراک پہننا:

"فراک" میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ ایک گونہ مشابہت پائی جاتی ہے، اور اس میں بازو اور کلائیاں عموماً کھلی رہتی ہیں، بہر حال یہ صالحات کا لباس نہیں ہے، اس لئے خواتین کو اس کے استعمال سے بچنا چاہئے، البتہ چھوٹی اور نو سال سے کم عمر بچیوں کے لئے اس کے استعمال کی گنجائش ہے، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ بچیوں کو زمانہ شعور و عقل

ہی سے ستر پوشی کا اہتمام کرنا چاہئے، اور انہیں ایسے لباس پہننے کی عادی بنانا چاہئے جو مکمل طور پر ساتر ہوں، یہ ان کی تربیت کا بھی تقاضا ہے، تاکہ بڑے ہونے کے بعد وہ اسی راہ پر چلیں۔ (ماخذہ حدیث تعلیم الصبی للصلاۃ و احکام الدین ، کنزالعمال : ۶/ ۴۴۱، رقم : ۴۵۳۳۱، اعلاء السنن : ۱۱/ ۲۶۹، ردالمحتار : ۱/ ۱۶۲)

شلوار اور قمیص بہتر لباس ہے:

لباس کے متعلق ذکر کردہ بنیادی اصولوں کی رعایت کرتے ہوئے ہر قسم کا لباس پہننا خواتین کے لئے بلاشبہ جائز ہے، تاہم شلوار، قمیص، چادر اور دوپٹہ جسے مشرقی لباس کہا جاتا ہے، اور برصغیر کی مسلمان خواتین کا پسندیدہ لباس ہے، اس میں اگر اوپر بیان کردہ تمام اصول وشرائط موجود ہوں، تو میرے خیال میں خواتین کے لئے یہ لباس، دیگر تمام جائز لباسوں سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس لباس میں غیر مسلم اقوام کے ساتھ مشابہت بھی نہیں ہے، اور یہ دیگر جائز لباسوں کی بنسبت زیادہ ساتر بھی ہے۔

ڈیزائن اور فیشن کے کپڑے پہننا:

لباس کے متعلق اوپر بیان کردہ تمام اصول وشرائط کوملحوظ رکھتے ہوئے، خواتین کے لئے مختلف ڈیزائن اور فیشن کے کپڑے پہننا بلاشبہ جائز ہے۔ البتہ فیشن پرستی کا قابل مذمت ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے اس لئے فیشن پرستی سے اجتناب کیا جائے۔

ماہ محرم میں کالے کپڑے پہننا:

ویسے تو خواتین کے لئے ہر رنگ کے کپڑے پہننا جائز ہے، لیکن محرم یا دیگر مہینوں میں مردوں یا شہداء پر سوگ، ماتم اور اظہار افسوس کی نیت سے بطور خاص کالے کپڑے پہننا اور اس کو کار خیر اور ضروری سمجھنا بدعت اور ناجائز ہے، روافض کی مشابہت سے بچنا بھی لازم ہے اس لئے اس سے بچنا خواتین کے لئے ضروری ہے۔ (ھکذا فی احسن الفتاوی)

شرعی پردے کا اہتمام:

قرآن وحدیث کی رو سے مسلمان خواتین کے لئے شرعی پردے کا اہتمام کرنا ایسا ہی

لازم ہے جیسا کہ نماز، روزہ، زکوٰۃ، اور حج فرض عین ہے۔ ایسا ہی شرعی پردہ بھی فرض عین ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے ایک مقام پر پردے کے حکم کو شریعت کے دوسرے احکامات پر مقدم ذکر فرمایا۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ واقمن الصلوٰة واتين الزكوٰة واطعن الله ورسوله.

''اے مؤمن عورتو! تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ اور تم نمازوں کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا کہنا مانو''۔ (سورۃ الاحزاب : ۳۳)

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں خواتین کے لئے گھروں کے اندر ٹھہرے رہنے کو واجب قرار دیا گیا ہے مگر مواقع ضرورت اس سے مستثنیٰ ہیں۔ (معارف القرآن)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے:

''اے نبی! آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے (کہ جب مجبوری کی بناء پر گھروں سے باہر جانا پڑے) تو اپنے چہروں کے اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا لیا کریں''۔ (سورۃ الاحزاب)

اور سورہ ''احزاب'' ہی میں تیسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور جب تم ان سے (امہات المؤمنین سے) کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر (کھڑے ہو کر وہاں) سے مانگا کرو''۔ (سورۃ الاحزاب)

یعنی بلا ضرورت تو پردے کے پاس جانا اور بات کرنا بھی نہیں چاہئے لیکن بہ ضرورت کلام کرنے میں مضائقہ نہیں مگر ایک دوسرے کو دیکھنا نہیں چاہئے۔ (بیان القرآن)

نگاہ پست رکھنے کا حکم:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''(اے نبی!) آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں (یعنی جس عضو کی طرف مطلقاً دیکھنا جائز نہیں، اس کو بالکل نہ دیکھیں اور جس کا فی نفسہ دیکھنا جائز ہے مگر شہوت سے دیکھنا جائز نہیں (اس کو شہوت کی نگاہ سے نہ دیکھیں) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا اور لواطت سب داخل ہیں) یہ ان کے لئے زیادہ صفائی کی بات ہے بے شک اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں۔ اور اسی طرح مسلمان خواتین سے کہہ دیجئے کہ (وہ بھی) اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔'' (یعنی ناجائز محل میں شہوت رانی نہ کریں جس میں زنا اور سحاق سب داخل ہیں) (بیان القرآن)

عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے کا حق نہیں:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''عورتوں کو اپنے گھروں سے باہر نکلنے کا حق نہیں مگر اس وقت (جبکہ وہ کسی ضرورت شدیدہ پیش آنے کی وجہ سے نکلنے پر) مجبور ہو جائیں۔'' (طبرانی)

عورت چھپانے کی چیز ہے:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''عورت چھپانے کی چیز ہے (یعنی عورت کے لئے پردے کے ذریعے خود کو چھپانا ضروری ہے) کیونکہ وہ باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاک جھانک کرتا ہے۔''

(ترمذی شریف: ۱/۱۴۰)

بدباطن لوگ جو گلی کوچوں میں بیٹھ کر عورتوں کو جھانکتے رہتے ہیں، یہ سب شیطان کے کارندے ہیں، شیطان کے ورغلانے سے یہ عورتوں کی تاک جھانک میں لگے رہتے ہیں، اسی لئے عورتوں کو چاہئے کہ بلا ضرورت شدیدہ گھروں سے باہر نہ نکلیں۔

غیرت مند خاتون:

حضرت قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ:

''ام خلاد نامی ایک صحابی عورت، اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے دربار نبوی ﷺ میں حاضر ہوئیں۔ اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئی تھیں۔ اس حالت کو دیکھ کر ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اپنے (شہید) بیٹے کی حالت معلوم کرنے آئی ہو اور چہرہ پر نقاب؟ (مطلب یہ تھا کہ پریشانی کے عالم میں بھی پردے کا اس قدر اہتمام!) ام خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ جی ہاں! بیٹے کی شہادت کی مصیبت میں مبتلا ہوگئی ہوں لیکن اس کی وجہ سے شرم وحیاء کو چھوڑ کر (دینی) مصیبت زدہ نہیں بنوں گی اور حضور ﷺ نے بیٹے کے بارے میں ان کو خوشخبری سنائی کہ تمہارے بیٹے کو دو اجر ملے۔ وجہ پوچھنے پر ارشاد فرمایا، اس لئے کہ ان کو اہل کتاب نے قتل کیا ہے۔''

(ابو داؤد، کتاب الجهاد)

مطلب یہ ہے کہ کسی غیرت مند خاتون کا ضمیر اس بات کو کبھی برداشت نہیں کرسکتا کہ حیاء وشرم کی چادر کو اتار کر مردوں کے سامنے ننگی پھرتی رہے۔ چاہے موقع خوشی کا ہو یا غم کا، حیاء وشرم کا برقرار رکھنا ہی کمال ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''کیا تم اپنی عورتوں (ماں، بہنوں اور بیٹیوں) کو چھوڑ دیتے ہو کہ وہ بازاروں میں گھومتی پھریں اور کفاروں اور فاسقوں سے رگڑ کر چلیں۔ خدا تباہ وبرباد کرے اس کو جو غیرت نہ رکھتا ہو۔'' (احياء العلوم: ۲/۴۸)

چار چیزیں:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''پیغمبروں کی طرز زندگی میں چار چیزیں (بہت اہم ہیں) حیاء کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا''۔ (ترمذی شریف)

غیر محرم مردوں کا بے محابا گھروں میں داخل ہونا ممنوع ہے:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''تم (غیر محرم) عورتوں کے پاس داخل ہونے سے اجتناب کرو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر وہ مرد شوہر کی طرف سے عورت کا رشتہ دار ہو؟ (یعنی تب بھی منع ہے؟) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس سے (یعنی شوہر کے رشتہ دار دیور، جیٹھ وغیرہ) سے تو اس طرح ڈرتے رہنا چاہئے جس طرح موت سے ڈرا جاتا ہے۔''

(مشکوٰۃ: صـ ۲٦۷)

مطلب یہ ہے کہ سسرالی رشتہ داروں سے پردہ نہ کرنے میں اجنبی مردوں کی بہ نسبت زیادہ خطرہ ہے۔

شیطان کی شرکت:

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

''کوئی مرد جب کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا فرد شیطان ضرور موجود ہوتا ہے۔'' (مشکوٰۃ: صـ ۳٦۹)

پردے کی حد:

کتنی عمر کے لڑکوں سے پردہ کیا جائے؟ اس کی حد کیا ہے؟ تو عرض یہ ہے کہ جب لڑکا دس سال کا ہو جائے اور اس کے جسم کے ظاہری نشوونما، بالغ کی طرح معلوم ہو تو دس سال سے ہی پردہ کیا جائے گا اور اگر ماحول اور حالات اور جسمانی نشوونما سے اندازہ ہو کہ یہ ابھی حد شہوت کو نہیں پہنچا تو بارہ سال تک رخصت ہوگی۔ اس کے بعد عورتوں کے لئے پردہ ضروری ہے۔ پندرہ سال پورے ہونے کے بعد تو کسی طرح کی گنجائش باقی نہیں رہتی کیونکہ پندرہ سال کے بعد بالاتفاق اس پر بالغ ہونے کا حکم لگایا جائے گا۔

(احسن الفتاویٰ: ۸)

اور لڑکیوں کی عمر جب نو سال پوری ہو جائے تو اس وقت سے ان کو پردے کا حکم کیا جائے گا۔

لیکن افسوس صد افسوس! آج مسلمان خواتین نے اسلام کے اس اہم حکم پر عمل کرنا

چھوڑ دیا ہے اور مردوں نے بھی اپنی ماؤں، بہنوں، بیویوں اور بچیوں کو اس پر عمل کروانا چھوڑ دیا ہے۔ گھروں میں رہنا، چار دیواری میں بیٹھنے کو پسند کرنا تو دور کی بات، ہر کام کے لئے خود گھر سے باہر جانے کو ضروری سمجھ لیا گیا ہے۔ لباس خریدنا ہو یا اور کوئی سامان میاں کو گھر بٹھا کر خود بازار چلی جاتی ہیں بلکہ اب تو تفریحی مقامات کا چکر کاٹنا بھی خواتین کی زندگی کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ پھر مزید یہ ہے کہ باہر جاتے ہوئے برقعہ پہننا، فیشن کے خلاف قرار دیا جارہا ہے اور اس کو معیوب سمجھا جارہا ہے، اس لئے برقعہ چھوڑ دیا اس پر مزید ستم ظریفی یہ ہے کہ لباس بھی نیم آستین اور تنگ اپنانے لگی ہیں۔ گویا کہ قرآنی احکام کے سراسر خلاف نیم برہنہ مسلم خواتین، گھروں سے باہر گھومنے پھرنے لگیں۔ (اعاذنا اللّٰہ منہ)

جہاں کہیں پردہ کا کچھ تصور ہے وہ بھی برائے نام ہے۔ (الا ماشاء اللّٰہ) اور بہت سی خواتین اس دھوکے میں ہیں کہ ہم باپردہ ہیں۔ جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہیں تو برقعہ اوڑھ لیتی ہیں لیکن گھر کے اندر ہر قسم کے مردوں سے اختلاط رکھتی ہیں۔

وہ رشتہ دار جن سے پردہ فرض ہے:

جس طرح اجنبی مردوں سے پردہ فرض ہے، اسی طرح بہت سے غیر محرم رشتہ داروں سے بھی پردہ کرنا فرض ہے، جن کی فہرست یہ ہے:

چچازاد	پھوپھی زاد	خالہ زاد	دیور
جیٹھ	نندوئی	بہنوئی	پھوپھا
خالو	شوہر کا بھتیجا	شوہر کا بھانجا	شوہر کا چچا
شوہر کا ماموں	شوہر کا پھوپھا	شوہر کا خالو	

پردہ کے بارے میں اشکال:

بعض عورتوں کو اشکال ہوتا ہے کہ اتنے سارے رشتہ داروں سے پردہ ہے تو کون سے مرد رہ گئے ہیں جن سے پردہ نہیں۔ اس طرح تو شریعت میں بہت تنگی ہے حالانکہ شریعت میں کوئی تنگی نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ﴾ (سورۃ البقرہ)

''یعنی اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زائد احکام کا مکلف نہیں بناتے۔''

بلکہ یہ اعتراض خود تنگ نظری پر مبنی ہے، اس لئے کہ ان رشتہ دار مردوں کی تعداد بھی کم نہیں ہیں جن سے پردہ فرض نہیں۔ اب ان کی بھی ایک اجمالی فہرست پیش خدمت ہے:

وہ رشتہ دار جن سے پردہ فرض نہیں ہے:

شوہر، باپ، دادا، پردادا، بیٹا، پوتا، پڑپوتا، نواسہ، پڑنواسہ، چچا (حقیقی، علاتی، اخیافی)، بھائی (حقیقی تینوں قسم کے)، بھتیجے (تینوں قسم کے بھائیوں کے) اور بھانجے، (تینوں قسم کی بہنوں کے بلاواسطہ یا بالواسطہ)، ماموں (تینوں قسم کے)، نانا، پڑنانا، سسر، داماد، شوہر کے بیٹے، رضاعی باپ، رضاعی بیٹا، رضاعی بھائی، رضاعی چاچا، رضاعی ماموں وغیرہ۔

غرضیکہ فروعات کو ملا کر تیس سے زائد قسم کے مردوں سے پردہ فرض نہیں ہے، لہٰذا یہ اشکال پیش کرنا کہ شریعت میں تنگی ہے بالکل فضول اور لایعنی بات ہے۔

رشتہ داری ختم ہونے کا خیال:

بعض خواتین کا کہنا ہے کہ اس طرح تو رشتہ داری ختم ہو جاتی ہے تو پہلی بات تو یہ ہے کہ ان غیر محرم مردوں کے ساتھ آپ کی رشتہ داری پہلے ہی کہاں قائم تھی، جو اب ختم ہو جائے گی......؟ ان مردوں کے ساتھ نکاح کرنا شرعاً آپ کے لئے حلال ہے اور پردہ کے بعد بھی حلال رہے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے پردگی کے ساتھ جو محبت ہوتی ہے وہ درحقیقت محبت نہیں بلکہ شہوت پرستی ہے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسی مذاق اور نظارہ بازی کے ذریعے نفسانی جذبات کو تسکین دی جاتی ہے، ورنہ رشتہ داری کی بنیاد پر جو حقیقی محبت ہوتی ہے وہ تو ہر حال میں قائم رہتی ہے۔ خواتین شرعی پردے کی پابندی کر کے تجربہ کریں، آپ کے دل کے سکون میں اضافہ ہوگا، آپ کی قدر و منزلت، عزت و احترام بڑھ جائے گا۔

گھر کے کئی افراد کا ایک ساتھ رہنا:

ایک اشکال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اگر گھر کے کئی افراد ایک مکان میں رہنا چاہیں تو

پردے کی وجہ سے ایک ساتھ رہنا تو ممکن نہیں۔ یا تو پردہ ختم کرنا ہوگا یا یکجا رہائش ختم کر کے منتشر ہونا پڑے گا۔

یہ اشکال بھی شرعی احکام سے جہالت اور ناواقفیت پر مبنی ہے، ورنہ ایک ساتھ رہتے ہوئے بھی شرعی پردے کی پابندی آسانی کے ساتھ ہو سکتی ہے۔

طریقہ: جب مرد، گھر میں آئے تو کنکھارتے ہوئے آئے۔ خواتین فوراً پردہ کرلیں اور مرد اپنے کمرے میں چلا جائے۔ اسی طرح استنجاء وغیرہ کے لئے جانے کی ضرورت ہو تو یہی طریقہ اپنائے۔

مرد یہ اہتمام کرے کہ بھاوج کے مخصوص کمرے میں ہرگز نہ جائے۔ اگر کچھ سودا سلف منگوانا یا کوئی ضروری بات دیور یا جیٹھ سے کرنی ہو تو دیوار کے پیچھے سے (آواز میں لچک پیدا کئے بغیر) کرے۔ اگر کوئی چیز دینا یا لینا پڑے تو ہتھیلی ظاہر کرنے کی اجازت ہے۔ ہاتھ باہر نکال کر دے اور لے سکتی ہے۔ اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ پورے جسم کو ظاہر کیا جائے۔ اسی طرح کھانا وغیرہ عورتیں اور مرد الگ الگ کھائیں۔ اس فعل سے بہ آسانی پردے کے حکم پر عمل ہو سکتا ہے۔

اتنی مرتبہ تو دیکھ چکے:

بعض خواتین کا کہنا ہے کہ وہ شخص چھوٹا تھا اتنی مرتبہ تو دیکھ چکے یا وہ تو میرے بھائی کے برابر ہے یا میرے بیٹے کے برابر ہے میں نے تو اس کو بچپن سے پالا ہے وغیرہ۔ بات یہ ہے کہ پہلے جتنا عرصہ بھی بے پردگی میں گزرا ہو اس سے پردے کا حکم ساقط نہیں ہوتا جیسے کسی نے بلوغت کے بعد دو چار سال نماز نہ پڑھی ہو تو کیا اس سے موت تک کے لئے نماز معاف ہو جائے گی، ہرگز نہیں بلکہ جب اللہ تعالیٰ توفیق دے، نماز شروع کر دے اور فوت شدہ نمازوں کی قضا کرے اور اسی طرح پردے کے حکم میں بھی سابقہ بے پردگی سے توبہ کرے اور آئندہ کے لئے پابندی کرے۔ باقی بھائی جیسا یا بیٹا جیسا شریعت میں اس کا اعتبار نہیں۔ پھر تو کوئی مرد پسند آ جائے اگر ذرا معمر ہو تو اس کو باپ جیسا اگر جوان ہو تو بھائی جیسا کہہ کر

پردہ ختم کر دیا جائے، تب تو شریعت ایک مذاق بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کرنے اور مسلمان خواتین کو شرعی پردے کے اہتمام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

چہرے کا پردہ:

﴿ یاایھا النبی قل لأزواجك و بنتك و نساء المؤمنین یدنین علیھن من جلابیبھن ذالك ادنی ان یعرفن فلا یؤذین ﴾ (سورۃ الاحزاب)

''اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور دیگر مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے (کہ جب ضرورت پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو) اپنے (چہروں کے) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا کر (چہروں کے) قریب کر لیا کریں۔ اس سے جلد پہچان لی جائیں گی تو ان کو ایذا نہ دی جائے گی۔''

تشریح: اس آیت سے چند چیزیں ثابت ہوئیں۔ اول یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کے ساتھ دیگر مسلمان عورتوں کو بھی پورے بدن اور چہرے کو ڈھانپ کر نکلنے کا حکم فرمایا گیا۔ اس سے باطل دعوے کرنے والوں کی خام خیالی کی واضح تردید ہوگئی کہ پردے کا حکم صرف آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات کیلئے مخصوص تھا۔

دوسری چیز جو اس آیت سے ثابت ہوئی، وہ یہ ہے کہ پردے کے لئے چہرے پر چادر لٹکانے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ اس سے ان تجدد پسندوں کے دعوے کی بھی تردید ہوگئی جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرے چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے بلکہ مولویوں نے ایجاد کیا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ یہ لوگ اس آیت سے کس طرح انحراف کی صورت نکالتے ہیں......؟

تیسری چیز جو اس آیت سے واضح ہوئی کہ پردے کے لئے جلباب استعمال کرنے کا حکم ہے۔ عربی زبان میں جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں۔ جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی ہیں۔ قرآن شریف نے آیت بالا میں حکم دیا ہے کہ عورتیں جس طرح جلباب کو اعضائے جسم پر اور پہنے ہوئے کپڑے پر لپٹتی ہیں، اسی طرح چہرے پر بھی

اس کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں جبکہ عورتوں میں چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقے میں ابھی تک قائم ہے اور برقعہ اسی جلباب کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے۔ برقعہ کی نسبت یہ کہنا کہ شریعت میں اس کی کچھ اصل نہیں، سراسر جہالت ہے۔ برقعہ کا ثبوت تو ارشاد باری تعالیٰ "یدنین علیھن من جلابیبھن آیۃ" سے ثابت ہے۔ البتہ فیشنی برقعوں کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ بجائے پردہ کے بدنگاہی کا سبب بن گئے ہیں۔

عورت کے چہرے کو پردے کے حکم سے خارج کرنے کی غلط خیالی بعض دیندار قسم کے لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ دراصل ان لوگوں کو نماز کے مسائل سے واقفیت نہیں کیونکہ نماز کی کتابوں میں مذکور ہے کہ چہرے اور دونوں ہاتھ (گٹھوں تک) اور دونوں پاؤں (ٹخنوں تک) چھوڑ کر عورت کا باقی تمام بدن، ستر میں داخل ہے۔

نماز میں اگر چہرہ اور ہاتھ، پاؤں کھلے رہے تو نماز ہو جائے گی باقی تمام بدن ڈھانپنا فرض ہے۔ یہ مسئلہ، شرائط نماز کے سلسلے میں لکھا گیا ہے۔ اگر پردے کے سلسلے میں بیان کیا جاتا تو ان لوگوں کا استدلال کچھ جاندار ہوتا۔ منہ کھول کر نماز ہو جانے کے جواز سے غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہو کر منہ کھولے ہوئے آنے کا ثبوت پکڑنا بڑی بددیانتی اور خود فریبی ہے بلکہ قرآن وحدیث کے صریح حکم کے خلاف اپنی رائے زنی ہے جو انتہائی خطرناک ہے۔ چہرہ چھپانا ضروری ہونے کے لئے سورۂ احزاب کی مذکورہ آیت کے ہوتے ہوئے مزید کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔ تاہم ان فاسد الخیال لوگوں کی تشفی کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ جہاں سے ان لوگوں کو فریب ملا ہے، وہیں سے ان کی تردید پیش کر دیں۔

درمختار میں جہاں شرائط نماز کے بیان میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ چہرہ کفین (ہتھیلیاں) اور قدمین (پاؤں) ڈھانکنا صحت نماز کے لئے ضروری نہیں ہے۔ وہیں یہ بھی درج ہے کہ:

وفی الفتاویٰ الصحیح ان المعتبر فی فساد الصلوٰۃ انکشاف ما فوق الاذنین و تحتھما۔

"فتاویٰ کی کتابوں میں ہے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ کانوں کے اوپر کا حصہ یعنی بال اور

سر کے کھل جانے سے نماز فاسد ہوگی اور غیر مردوں کے لئے کانوں کے اوپر کے حصے اور کانوں کے نیچے کے حصے یعنی چہرہ وغیرہ کے دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے۔ یعنی دونوں حصوں کا دیکھنا حرام ہے''۔

اسی طرح صاحب درمختار ان چیزوں کی فہرست بتاتے ہوئے جن کی وجہ سے شوہر کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اپنے بیوی کو سزا دے۔ باب التعزیر میں لکھتے ہیں:

او کشفت وجهها لغير محرم او كلمته او شتمته او اعطت مالم تجر العادة بلااذنه .(ردالمحتار : ۳/ ۱۹۰)

''(شوہر اپنی بیوی کو سزا دے گا) اگر وہ اپنے چہرے کو غیر محرم کے سامنے کھولے یا غیر محرم سے بات کرے یا اس کو گالی دے یا اس کی بلا اجازت اس کے مال میں سے کسی کو کوئی ایسی چیز دے دے جو عادتاً بلا اجازت نہیں دی جاتی''۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ فقہاء کے نزدیک غیر محرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور مزید یہ معلوم ہوا کہ غیر محرم سے بات کرنے پر بھی سزا دی جاسکتی ہے۔

افسوس صد افسوس! کہ بے پردہ ہو کر غیر محرم کے سامنے آنے یا اس سے بات کرنے پر بیویوں کو سزا دینے کا کام جن کے سپرد کیا گیا تھا، آج وہی بے پردگی کو پسند کرتے ہیں اور برسر بازار بے پردہ ہو کر عورتوں کے نکلنے کو ہنر و کمال جانتے ہیں۔

چہرہ مجمع المحاسن ہے:

پھر چہرہ تو مجمع المحاسن ہے اور اصل جاذبیت اور کشش چہرے ہی میں ہے۔ اگر چہرہ، پردے سے خارج ہو جائے تو مقصد پردہ یعنی عصمت وعفت کی حفاظت خطرے میں پڑ جائے گی۔ چہرہ صرف مجمع المحاسن ہی نہیں بلکہ مجمع الفتن بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مردوں اور عورتوں کو نظر کی حفاظت کی الگ الگ خطاب کے ذریعے تعلیم دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك أزكى

لهم ﴾ (سورة النور)

مؤمن مردوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کیا کریں یہ ان کے لیے بڑی پاکیزگی کی بات ہے۔

﴿ وقل للمؤمنات يغضضن من أبصارهن و يحفظن فروجهن و لا يبدين زينتهن إلا ما ظهر منها ﴾

اور مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مواقع کو) ظاہر نہ کریں مگر جو ان سے (غالبًا) کھلا رہتا ہے۔'' (جس کو ہر وقت چھپانے میں حرج ہے)

ان آیات میں مردوں اور عورتوں کو حکم دیا گیا کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور نامحرم عورتوں پر نظر نہ ڈالیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اسی طرح بعض احادیث میں بدنظری کو آنکھ کا زنا بتایا گیا ہے۔ اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت پر لذت نفس کیلئے نظر ڈالی تو اس نے آنکھ کا زنا کیا۔ اسی طرح اگر کسی عورت نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کو لذت نفس کیلئے دیکھا تو اس نے بھی زنا کیا۔ تو بدنظری کا فتنہ عام طور پر چہرے کے حسن کو دیکھ کر ہی پیدا ہوتا ہے۔ اسی سے دل مائل ہوتا ہے جس سے دوسری خرابیاں جنم لیتی ہیں۔

غیر محارم سے چہرے کا چھپانا ضروری ہے:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسم کے بقیہ اعضاء کی طرح چہرے کو چھپانا بھی ضروری ہے۔ اس کو غیر محرم کے سامنے بلا ضرورت شدیدہ کھولنا ہرگز جائز نہیں۔

بہر حال عرض کرنے کا حاصل یہ ہے کہ خواتین کو غیر محرم کے سامنے چہرے کا کوئی حصہ کھولنے سے مکمل اجتناب کرنا ضروری ہے۔ پورا چہرہ کھولنا یا چہرے کا بعض حصہ کھولنا یا نقاب اس طرح باندھنا کہ آنکھوں کی پٹی کے ساتھ چہرے کا کچھ حصہ ظاہر ہو جائے جس سے چہرہ کی رنگت ظاہر ہو، حسن کا پتہ چلے یہ مزاج شریعت اور انسانی غیرت کے خلاف ہے، اس لئے خواتین بھی اس کا اہتمام کریں اور مرد حضرات کو بھی چاہئے کہ اپنی خواتین سے

چہرے کا پردہ کروائیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام خواتین کو دین کے دیگر احکام کی طرح پردے کے احکام سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بھی توفیق دے اور ہر قسم کے فتنوں سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

نوٹ: یہ مضمون رسالہ ''شرعی پردہ'' سے معمولی ردوبدل اور اضافہ وترمیم کے ساتھ ماخوذ ہے۔

عورت کے لئے محرم کے بغیر سفر کرنا جائز نہیں:

عورت جوان ہو یا بوڑھی اس کے لئے محرم کے بغیر یا غیر محرم کے ساتھ سفر پر جانا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ بعض خواتین دیور، جیٹھ، چچازاد، ماموں زاد وغیرہ کے ساتھ دور دراز کا سفر کرتی ہیں۔ یہ شریعت کی کھلی خلاف ورزی ہے۔ اس پر سخت وعید آئی ہے۔

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لايحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الاخر تسافر مسيرة يوم وليلة الامع ذی رحم محرم عليها. (متفق عليه)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتی ہو جائز نہیں ہے کہ وہ محرم کے بغیر ایک دن اور رات کا سفر کرے۔

(بخاری، مسلم)

مدت سفر یعنی ۴۸ میل شرعی، ۸۰ کلومیٹر انگریزی یا اس سے دور کا سفر محرم کے بغیر جائز نہیں، اس سے کم مدت کا سفر فی نفسہ بغیر محرم کے جائز ہے۔ تاہم زمانہ کے فساد کو دیکھتے ہوئے فتویٰ اس پر دیا جائے گا وہ بھی ناجائز ہو تا کہ عورتیں فتنوں سے محفوظ رہیں۔

(قوله فی سفر) هو ثلاثة ايام ولياليها فيباح لها الخروج الى مادونه لحاجة بغير محرم بحر، وروی عن ابی حنيفة وابی يوسف رحمه الله كراهة خروجها وحدها مسيرة يوم واحد وينبغی ان يكون الفتوىٰ عليه

لفساد الزمان شرح اللباب ویؤیده حدیث الصحیحین لا یحل لامرأة تؤمن باللّٰه والیوم الاخر أن تسافر مسیرة یوم ولیلة الامع ذی رحم محرم علیها وفی لفظ المسلم مسیرة لیلة وفی لفظ یوم .

(ردالمحتار : ۲/٤٦٤ کتاب الحج)

محرم والی عورت کے ساتھ سفر کرنا جائز نہیں:

بعض عورتیں حج اور عمرہ کے مبارک سفر پر محرم کے بغیر جانا چاہتی ہیں اور طریقہ یہ اختیار کرتی ہیں کہ دوسری عورت جو اپنے محرم کے ساتھ جارہی ہے، اسکے ساتھ سفر کرے حالانکہ شرعاً محرم والی عورت کے ساتھ بھی سفر پر جانا جائز نہیں ہے، بلکہ سفر کرنے والی عورت کا مستقل محرم ہونا ضروری ہے۔

قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه تعالیٰ : (قوله امرأة ثقة لایقال أن المرأة علی اصلکم لا تصلح للحیلولة حتی لم تجیزو اللمرأة السفر مع نساء ثقاة وقلتم بانضمام غیرها تزداد الفتنة لانا نقول تصلح للحیلولة فی البلد لبقاء الاستحیاء من العشیرة وامکان الاستغاثة بخلاف المفاوززیلعی وافادأن معنی القدرةعلیها امکان الاستغاثه.

(ردالمحتار : ۳/٥٣٧ باب العدة قبیل فصل فی ثبوت النسب).

نابالغ محرم کے ساتھ سفر کرنا:

عورت کوسفر کے لئے کوئی بالغ محرم میسر نہ ہوتو نابالغ محرم کے ساتھ سفر کرسکتی ہے یانہیں اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ بارہ سال سے کم عمر کے بچے کے ساتھ سفر بالاتفاق جائز نہیں۔ بارہ سال کے بعد جواز میں اختلاف ہے، لہٰذا بارہ سال کا بچہ اگر ہوشیار ہو، جسمانی اور عقلی لحاظ سے بالغ جیسا معلوم ہوتا ہوتو اس کے ساتھ سفر کی گنجائش ہے۔

قال العلامة التمر تاشی رحمه اللّٰه تعالیٰ فی الحج:مع امن الطریق وزوج ومحرم بالغ عاقل والمراهق کا لبالغ جو هرة.

(ردالمحتار : ٢/٤٦٤ كتاب الحج)

وقال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ :وادنى مدته (اى البلوغ) اثنتاعشرة سنة ولها تسع سنين هوالمختار لما فى احكام الصغار فان راهقا بأن بلغ هذا فقالا بلغنا صدقا ان لم يكذبهما الظاهر وهما حينئذ كبالغ حكما الخ. (ردالمحتار : ٦/١٧٤ كتاب الحجر فصل فى بلوغ الغلام)

شوہر کے گھر میں عدت گذاری جائے:

جس وقت عورت کو طلاق واقع ہوئی یا شوہر کا انتقال ہوا اگر عورت اس وقت شوہر کے گھر میں نہیں تھی تو اب عدت کہاں گذارے اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر شوہر کا گھر عورت کے قیام کی جگہ سے مسافت سفر سے کم فاصلہ ہو تو عورت کے ذمہ لازم ہے کہ شوہر کے گھر میں جا کر عدت گذارے، اور اگر فاصلہ مسافت سفر سے زیادہ ہو تو جہاں مقیم ہے وہیں عدت گذارے۔

قال فى شرح التنوير ابانها اومات عنها فى سفر ولو فى مصر وليس بينها وبين مصرها مدة سفر رجعت ولو بين مصرها مدته (الى قوله) تعتدثم ان لم تجد محرما اتفاقا وكذاان وجدت عندالامام رحمه الله.

(ردالمحتار : ٣/٥٣٨ باب العدة فصل فى الحداد)

دوران عدت سفر کرنا جائز نہیں:

جو عورت طلاق کی عدت گذار رہی ہو اس کے لئے عدت کے مکان سے باہر نکلنا جائز نہیں، البتہ معتدۂ موت بوقت ضرورت اپنے معاشی انتظام کے لئے دن کے اوقات میں اور رات کے کچھ حصہ میں اپنے گھر سے نکل سکتی ہے، رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گذارنا واجب ہے، مگر بقدر سفر شرعی کی مسافت طے کرنا جائز نہیں۔

دوران عدت کسی میت کے گھر جانا جائز نہیں:

عورت کیلئے عدت کے دوران اپنی عدت کے مکان میں رہنا ضروری ہے، اس سے

نکلنا جائز نہیں الا یہ کہ معاشی ضرورت سے دن کے وقت نکل سکتی ہے، اس دوران عزیز واقارب میں سے کسی کا انتقال ہو جائے مدت سفر پر ہو یا اس سے کم مسافت دونوں صورتوں منہ دیکھنے کے لئے عدت کے مکان سے نکل کر جانا جائز نہیں۔

ومعتدة الموت تخرج فی الجدیدین وتبیت اکثر اللیل فی منزلها الخ.

(شامیه کتاب العدة)

معتدہ کا علاج کے لئے نکلنا:

معتدہ اگر دوران عدت بیمار ہو جائے تو علاج کے لئے کوشش کی جائے کہ ڈاکٹر کو گھر پر بلالیا جائے اگر ڈاکٹر کو گھر پر نہ بلایا جا سکتا ہو، اور بیماری شدید ہو تو ایسی مجبوری میں ڈاکٹر کے پاس جانا جائز ہے۔

قال فی شرح التنویر وتعتد ای معتدة الطلاق وموت فی بیت زوج وجبت فیه ولا یخرجان منه الاأن تخرج اویتهدم المنزل او تخاف انهدامه او تلف مالها اولا تجد کراء البیت ونحو ذالك من الضرورات . وفی الشامیه (قوله ونحو ذلك) منه ما فی الظهیریة لو خافت باللیل من امرالبیت والموت ولا احد معها لها التحول والخوف شدید اوالالا.

(ردالمحتار : ۵۳۶/۳ باب العدة فصل فی الحداد)

بیوی کو الگ مکان دینا لازم ہے:

پردہ کا اہتمام کرنا یقیناً عورت کی ذمہ داری ہے، خواتین کو ہی اس کا حکم دیا گیا ہے کہ پردہ کا اہتمام کریں، مردوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ گھر کی خواتین کو ایسا ماحول فراہم کرے کہ وہ آسانی کے ساتھ پردہ کا اہتمام کرسکیں، اسی لئے شریعت مطہرہ نے شوہر پر لازم قرار دیا ہے کہ بیوی کو ایسا الگ مکان دے جس کا دروازہ، بیت الخلاء، باورچی خانہ، دوسروں سے جدا ہو، اگر ایسا مکان مل جائے تو عورت گھر کے اندر آسانی کے ساتھ پردہ کے حکم پر عمل کرسکتی ہے۔

باہر کا کام مرد انجام دے:

نیز گھر کے باہر کے امور مثلاً سودا سلف لانا، خرید وفروخت کرنا، عدالت، کچہری، ملازمت، محکمہ پولیس، فوج، زراعت، تجارت، تمام امور مردوں کو انجام دینا چاہئے عورت صرف امور خانہ داری انجام دے، گھر کی صفائی، باورچی خانہ کی ذمہ داری، بچوں کی تربیت، شوہر کے مال کی حفاظت، اپنی عزت وآبرو کی حفاظت، اور اپنے شوہر کو ہر طرح سے راحت پہنچانے کی کوشش جب مرد بیرون خانہ امور انجام دیں گے اور خواتین اندرون خانہ تو خواتین کو بے پردہ باہر نکلنے کے مواقع نہیں ملیں گے اس طرح پردہ کے حکم پر عمل ہو سکے گا۔

خوشی وغم کے مواقع پر شریعت کی پابندی:

نیز خوشی کے مواقع، شادی بیاہ وغیرہ میں سادگی سے کام لیا جائے خلاف شرع امور سے اجتناب کیا جائے۔ مرد وزن کے اختلاط سے دور رہا جائے۔ شادی ہالوں میں جا کر اس طرح میل ملاپ سے اجتناب کریں جو برے معاشرہ کا حصہ ہے یعنی خواتین کو ایسے شادی ہالوں میں نہ لیجایا جائے جہاں پردہ کا حکم پورا نہ ہو سکے۔ نیز موت وغیرہ غم کے موقع پر صبر وتحمل سے کام لیا جائے، خلاف شرع رسم ورواج سے اجتناب کیا جائے، اس طرح بھی پردہ کے حکم توڑنے سے بچا جا سکتا ہے۔

ٹیلیفون سننے کی ممانعت:

گھر کی خواتین کو ٹیلیفون سے دور رکھا جائے، تاکہ ان کو اجنبی مردوں کی آواز سننے اور ان سے ہمکلام ہونے کا موقع نہ ملے اگرچہ بوقت ضرورت بقدر ضرورت آواز میں لچک پیدا کئے بغیر مردوں سے گفتگو کرنا جائز ہے تاہم اس سے چونکہ فتنہ پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لئے احتیاطاً اس سے بچا جا سکے۔

بازار سے دور رکھا جائے:

گھر کی خواتین نہ اکیلی بازار جائے نہ ہی کسی محرم کے ساتھ جائے چونکہ خواتین کا لباس اور زیورات شوہر کو خوش رکھنے کے لئے اس لئے شوہر اپنی پسند کا لباس لا کر دے اس طرح

بھی پردہ کے حکم پر عمل ہو سکے گا۔

تفریحی مقامات سے گریز کیا جائے:

تفریح کا مطلب ہوتا ہے پرسکون مقامات دریا اور نہر کے کنارے، باغات، پہاڑی، درے، ابشار، سبزہ دار میں جا کر دل ودماغ کو سکون پہنچانا، آج کل کے دور میں ایسے قدرتی مناظر پر بھی نیز مصنوعی پارکوں پر بھی، شور شرابا، مرد وزن کا اختلاط گناہ الود زندگی کی وجہ سے ایسے مقامات پر جا کر ذہنی سکون ملنے کی بجائے دل ودماغ پہلے سے زیادہ پراگندہ ہو جاتا ہے ذہنی سکون برباد ہو جاتا ہے اس لئے تفریح کے نام پر گھر کی خواتین کو گناہوں کے مراکز سے دور رکھا جائے، اس طرح بے ہودگی کے ان زہر آلود نشتروں سے بچایا جا سکتا ہے۔

دیوث کے لئے وعید:

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ثلثة قد حرم اللّٰه علیهم الجنة مد من الخمر والعاق والدیوث الذی یقر فی اهله الخبث. (رواه احمد والنسائی)

یعنی تین قسم کے لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام قرار دی ہے۔

شراب پینے کا عادی جو ہمیشہ شراب پیتا رہتا ہے۔

جو ماں باپ کو تکلیف دیتا ہے۔

جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (زنا اور زنا کی طرف دعوت دینے والی چیز مثلاً بے پردگی، غیر مردوں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

ٹی وی، وی سی آر، سے اجتناب:

لڑکوں اور لڑکیوں کو مخلوط ماحول میں تعلیم نہ دلائی جائے، نیز ٹی وی، وی سی آر، سینما بنی، گانا سننے سنانے، افسانوں، ناولوں کے مطالعہ سے گھر کی بچیوں اور خواتین کو بچایا جائے، اس سے بھی پردہ کے حکم پر عمل کرنے کرانے میں مدد ملے گی۔

خوش قسمت مرد:

کسی مرد کو دیندار خاتون مل جائے، تو دیندار بیوی کا ملنا یہ اس کی نیک بختی اور دنیا اور

آخرت کی راحت کا سبب ہے۔

لقوله عليه السلام :الدنيا كلهامتاع وخير متاع الدنيا المرأة الصالحة.

(رواه مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے وہ نیک عورت ہے۔

(مشکوٰۃ : ۲۶۱ بحوالہ مسلم)

خوش قسمت عورت:

عورت کی خوش قسمتی یہ ہے کہ اس کو نیک دیندار شوہر مل جائے، اور وہ اپنے شوہر کی اتنی خدمت کرے کہ شوہر زندگی بھر اس سے خوش رہے اور عورت کی موت کے وقت بھی اس سے خوش رہے۔

عن ام سلمة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما امرأة ماتت وزوجها عنها راض دخلت الجنة . (رواه الترمذی)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پا گئی اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (مشکوٰۃ : ۲۸۱ بحوالہ ترمذی)

چند عمدہ اخلاق کا تذکرہ

پردہ پوشی:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی کوئی عیب کی بات دیکھی پھر اس کو چھپالیا (ثواب کے اعتبار سے) وہ شخص ایسا ہے، جیسے کسی زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو زندہ کردیا۔ (مشکوٰۃ : صـ ۴۲۴)

مزاج پرسی اور عیادت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور

ثواب سمجھ کر مسلمان بھائی کی عیادت کرے تو جہنم سے اتنا دور کر دیا جائے گا جتنا دور کوئی ساٹھ سال میں پہنچے۔ (ابو داؤد)

نرمی اختیار کرنے پر اللہ کا انعام:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلا شبہ اللہ مہربان ہے اور مہربانی پسند کرتا ہے اور مہربانی پر وہ نعمتیں عطاء فرماتا ہے جو سختی پر اور اسکے علاوہ کسی چیز پر عطاء نہیں فرماتا۔ (مشکوٰۃ)

غصہ سے پرہیز کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائے آپ ﷺ نے فرمایا کہ "لا تغضب" یعنی غصہ مت کیا کرو، سائل نے بار بار دہرایا آپ نے ہر دفعہ یہی جواب دیا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (مشکوٰۃ: ٤٢٢)

تکبر سے بچنا:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ لوگوں سے منہ پھلا کر باتیں نہ کیا کرو اور زمین پر اترا کر مت چلا کرو، اللہ تعالیٰ فخر کرنے والا متکبر کو پسند نہیں فرماتا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند فرمائے گا، جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوگا اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا اور جو شخص تکبر اختیار کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا گرادے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہوگا اور اپنے نفس میں بڑا ہوگا۔ لوگوں کے نزدیک اس کی ذلت کا یہ عالم ہوگا کہ وہ اس کو کتے اور سور سے بڑھ کر ذلیل جانیں گے۔ (مشکوٰۃ)

دوسروں کی تحقیر و تذلیل سے اجتناب کرنا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے ایمان والو! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کہ کیا عجب ہے وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو، ایمان

لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے۔ جو باز نہ آئے وہ ظلم کرنے والے ہیں۔

(سورۃ الحجرات)

قطع تعلق کی ممانعت:

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے۔ جس نے تین دن سے زیادہ تعلقات منقطع رکھے اسی اثناء میں مرگیا تو دوزخ میں جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر مرد عورت کو چاہئے کہ مکمل طور پر دین پر عمل کرے، اس کے لئے شریعت مطہرہ کی تعلیمات کو قرآن کریم ذخیرۂ احادیث سے حاصل کریں، اسی طرح علماء کرام کے وعظ ونصیحت کی مجالس میں بیٹھ کر نیز دینی کتابیں پڑھ کر یا علماء سے مسائل پوچھ کر معلومات حاصل کریں خصوصاً خواتین کے لئے یہ دو رسالے لکھے گئے اس کے علاوہ آگے خواتین کی نماز کے احکام کے نام سے تیسرا رسالہ بھی ان کے ساتھ ملحق ہے ان رسائل کو خوب غور سے پڑھیں، عمل کرنے کی مکمل کوشش کریں۔

نفس چاہے نہ چاہے، بہر حال شریعت کی پابندی لازمی ہے اسکے بغیر کامیابی نہیں مل سکتی۔

ما نصیحت بجائے خود کریم روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس بر رسولا بلاغ باشد وبس

یعنی ہم خود اپنے نفس کو نصیحت کرتے ہیں کہ ان تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ اگر کوئی نصیحتوں پر کان نہ دھرے تو پیغمبروں کی ذمہ داری تو اللہ کے احکام پہنچانا ہے، یعنی عمل کرنا انسان کی اپنی ذمہ داری ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اللّٰھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابه.

احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

خادم افتاء وتدریس جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

۲۰/رجب ۱۴۲۸ھ

خواتین کی نماز کے جدید احکام

تالیف

جناب مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

استاذ و معین مفتی

جامعۃ الرشید، احسن آباد کراچی

مقدمہ طبع جدید

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علی عبادہ الذین اصطفی

نماز دین کا ایک اہم ستون ہے۔ اس کی پابندی سے دین کے دیگر معاملات بھی درست ہوجاتے ہیں اس کے برخلاف اس میں سستی اور کوتاہی کرنے سے زندگی کے دوسرے معاملات بھی متاثر ہوتے ہیں۔

نماز کے احکامات بہت ہی تفصیل طلب ہیں، اس کے متعلق ہزاروں مسائل ہیں اور بہت سے مسائل میں خواتین کے لئے الگ احکامات ہیں اور مردوں کے لئے الگ، لیکن مسائل سے ناواقفیت کی بنیاد پر بہت سی خواتین مردوں کی طرح نماز پڑھتی ہیں اور خلاف سنت نماز پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم ہوجاتی ہیں۔تو بہت نقصاندہ بات ہے۔

ویسے تو نماز کے احکامات سے متعلق چھوٹی بڑی بہت سی کتابیں ہیں لیکن خواتین کی نماز کے مخصوص احکامات کے بارے میں یہ ایک مستقل رسالہ ہے۔ جس میں خواتین کی نماز سے متعلق تقریباً اکثر مسائل قرآن وسنت کے حوالے سے جمع کئے گئے ہیں۔ یہ رسالہ خواتین کی نماز کی درستگی کے لئے انتہائی مفید ثابت ہوگا۔ یہ رسالہ پہلے کئی مرتبہ چھپ چکا تھا اب کہ دفعہ اس میں کافی مسائل کا اضافہ ہوا اور بعض مسائل میں ترمیم بھی کی اور بعض مسائل عورتوں کے غیر ضروری ہونے کی بناء حذف بھی کردیئے گئے اس طرح اب یہ رسالہ بہت سے جدید مسائل کے اضافہ کے ساتھ نئی ترتیب میں پیش خدمت ہے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ہمیں امید ہے کہ خواتین اس رسالے کو پڑھ کر اپنی نمازوں کو سنت کے مطابق بنانے کی پوری کوشش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔

احسان اللہ شائق عفااللہ عنہ خادم افتاء وتدریس

جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی

۲۵ / رجب ۱۴۲۸ھ

عرض مؤلف

الحمد للّٰہ و کفی و سلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ . اما بعد :

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو عبادت کا حکم فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلکم تتقون ﴾ (سورۃ البقرۃ : ۲۱)

''اے لوگو! بندگی کرو اپنے رب کی جس نے پیدا کیا تم کو اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ تا کہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔''

عبادت کے معنی ہیں اپنی پوری طاقت مکمل فرماں برداری میں صرف کرنا۔ خوف وعظمت کے پیش نظر نافرمانی سے دور رہنا۔ (روح البیان)

عبادت صحیح معنی میں اس وقت عبادت ہوگی جب اس عبادت کو جناب نبی کریم ﷺ کے طریقہ پر انجام دیا جائے۔ اور ان کے طریقہ کے خلاف ہوگا تو وہ عبادت نہیں ہوگی اس کے اندر روح نہیں ہوگی۔

عبادات میں سے نماز ایک اہم ترین عبادت ہے۔

جناب نبی کریم ﷺ نے نماز کے تمام مسائل کو بیان فرمانے کے علاوہ عملی طور پر بھی اس کی تعلیم فرمائی اور امت کو حکم دیا کہ:

" صلوا کما رائیتمونی اصلی ."

یعنی جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو ایسی ہی نماز پڑھا کرو۔

یہ نماز کا حکم جس طرح مردوں کے لئے ہے خواتین اسلام کو بھی اس کا حکم ہے۔

البتہ بعض مسائل نماز میں خواتین کے لئے الگ حکم ہے اور مردوں کے لئے الگ مثلاً خواتین کا رکوع، سجدہ، ہاتھ باندھنا وغیرہ مردوں سے بالکل مختلف ہے۔ جناب نبی کریم ﷺ نے احادیث مبارکہ میں ان مقامات کی نشاندھی فرمائی ہے جن میں خواتین کے لئے

مردوں سے جداگانہ حکم ہے۔ جو کہ احادیث کی کتابوں میں مذکور ہیں، لیکن موجودہ زمانہ میں مسائل سے ناواقفیت کی بناء پر بہت سی خواتین مردوں کی طرح نماز ادا کرتی ہیں، جو کہ سنت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ان کی نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

اسی طرح بہت سی خواتین مسجدوں میں آجاتی ہیں جو کہ فتنہ کے باعث ہونے کی وجہ سے شریعت کے خلاف ہے اور ناجائز ہے۔

لیکن مسلمانوں کا ایک طبقہ اس پر مصر ہے کہ خواتین کی نماز مردوں کی طرح ہے اسی طرح ان کو مسجدوں میں آکر نماز پڑھنے کی ترغیب دیتا ہے، اس لئے خیال ہوا کہ خواتین کی نماز کے احکام کو کتب احادیث اور کتب فقہ سے اخذ کر کے مسلمان خواتین کے سامنے پیش کیا جائے۔ تاکہ ان کے لئے جناب نبی کریم ﷺ کے واضح ارشادات سے رہنمائی حاصل کرنا آسان ہو، اسی طرح مسلمان خواتین گمراہی سے بچ جائے۔ اور ان کی نماز سنت کے مطابق ادا ہو اور زیادہ سے زیادہ ثواب کا باعث بنے۔

اللہ تعالی سے دعاء ہے اس رسالہ کو قبول فرمائے امت مسلمہ کے لئے نافع بنائے۔ خصوصاً خواتین کو زیادہ سے زیادہ استفادہ کر کے اپنی نمازوں کو سنت کے مطابق بنانے کی توفیق عطاء فرمائے اور میرے لئے نجات آخرت کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

استاذ ومفتی جامعہ حمادیہ، شاہ فیصل کالونی، کراچی

۲۲ / جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ

خواتین اسلام سے قرآن کا خطاب

﴿وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولىٰ واقمن الصلوٰة وآتين الزكوٰة واطعن الله ورسوله﴾ (سورة الاحزاب : ۳۳)

ترجمہ: ''تم اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو تم نمازوں کی پابندی کرو، اور زکوٰۃ دیا کرو اللہ کا اور اس کے رسول کا کہنا مانو۔''

(سورة الاحزاب)

یعنی اسلام سے پہلے عورتیں بے پردہ پھرتی اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں اس بے حیائی اور بداخلاقی کی روش کو مقدس اسلام کب برداشت کرسکتا تھا، اس نے عورتوں کو حکم دیا کہ گھروں میں ٹھہریں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر حسن و جمال کی نمائش کرتی نہ پھریں۔ بوقت ضرورت شرعی حدود کی پابندی کرتے ہوئے نکلنا اس ممانعت میں داخل نہیں۔ (ماخوذ از تفسیر عثمانی)

اور پردہ کی پابندی کے ساتھ نماز بھی قائم کرو، یعنی نماز کے فرائض، واجبات، سنن اور مستحبات کی رعایت کرتے ہوئے سنت کے مطابق نماز پڑھتی رہیں۔ اور زکوٰۃ فرض ہو تو اس میں بخل نہ کریں بلکہ شرعی تقاضہ کے مطابق وہ بھی ادا کرتی رہیں۔ اور تمام ہی معاملات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو لازم پکڑیں۔ سنت و شریعت کے دامن میں ہی امن و سکون، راحت و اطمینان ہے۔

خواتین کو بھی اس بات کا لحاظ کرنا ضروری ہے کہ احکام اسلام مردوں کی طرح عورتوں کے لئے بھی ہیں، قرآن کریم نے عمومی خطاب کے علاوہ اس آیت میں اسی طرح دیگر بہت سی آیات میں خواتین کو خصوصی خطاب بھی فرمایا ہے، اس آیت میں پردہ کے حکم کے ساتھ خاص حکم نماز و زکوٰۃ کا بھی ہے۔ آگے پھر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم فرما کر تمام اوامر کی بجا آوری اور نواہی سے اجتناب کا حکم دیا اس طرح پورے دین پر چلنے کا حکم ہے۔

عورتوں کو نماز کی خصوصی تاکید:

وعن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم : المرأۃ اذاصلت خمسها وصامت شهرها۔ واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتدخل من ای ابواب الجنة شاءت۔

(رواہ ابو نعیم فی الحلیه)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے، اور پاکدامن رہے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ ص: ۲۸۱ بحوالہ ابو نعیم)

فائدہ: اس حدیث مبارک میں خواتین کو چند کام انجام دینے پر جنت کی بشارت سنائی گئی ہے۔ ہر مسلمان عورت کو ان پر عمل کرنا لازم ہے۔ ان میں سے ایک پانچوں وقت کی نماز کو پابندی سے پڑھنا بھی ہے۔ نماز ہر بالغ مرد وعورت پر رات ودن میں پانچ وقت فرض ہے ان پانچوں وقتوں کو سب مسلمان جانتے ہیں۔ حرج ہو یا مرض، سفر ہو یا حضر ہو۔ دکھ ہو یا تکلیف، رنج ہو یا خوشی، جس حال میں جہاں ہو پانچوں وقت نماز پڑھنا فرض ہے۔ ہاں ماہواری کے ایام میں عورتوں پر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے، اور ان دنوں میں نماز پڑھنا جائز بھی نہیں۔

اس پرفتن دور میں دوسرے فرائض کی طرح نماز جیسے اہم فریضہ کے بارے میں بھی بہت ہی سستی اور کوتاہی کی جاتی ہے۔ خاص طور پر خواتین میں یہ سستی بہت زیادہ ہے جبکہ ان کی سستی انتہائی خطرناک ہے۔ کیونکہ ماں باپ کی غفلت کا اثر اولاد پر پڑتا ہے، ماں چونکہ گھر میں رہتی ہے، اولاد کا زیادہ تعلق ماں سے ہوتا ہے جب ماں بے نمازی ہوگی تو اولاد بھی ایسی ہی ہوگی پھر نماز میں کوتاہی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ پورے گھر میں بے دینی پھیل جاتی ہے۔

اس لیے خواتین پر لازم ہے کہ دین کے تمام احکام پر عمل کریں خصوصاً نماز کی پابندی اہتمام سے کریں۔

''وضو'' کا بیان:

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی نماز بغیر طہارت قبول نہیں کی جاتی اور کوئی صدقہ اس مال سے قبول نہیں ہوتا جو مال غنیمت سے چرایا گیا ہو۔ (مشکوٰۃ صـ : ٤٠ بحوالہ مسلم)

نماز صحیح ہونے کے لئے بدن، کپڑے اور جائے نماز کا پاک ہونا اور باوضو ہونا شرط ہے اور جس پر غسل فرض ہے اس کی بھی نماز نہ ہوگی جب تک غسل نہ کرے، غسل فرض ہوتے ہوئے وضو کرنے سے بھی مطلوبہ طہارت حاصل نہ ہوگی جس سے نماز پڑھنا درست ہو جائے۔ اس لیے نماز کے بیان سے پہلے وضو کے احکام کو تفصیل سے لکھا جاتا ہے:

وضو کے چار فرض:

۱- پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک ایک بار منہ دھونا۔

۲- دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت ایک بار دھونا۔

۳- ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

۴- دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک ایک بار دھونا۔

وضو کی سنتیں:

(۱) اول نیت کرنا۔

(۲) شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔

(۳) شروع میں دونوں ہاتھ کلائی تک دھونا۔

(۴) کلی کرنا۔

(۵) مسواک کرنا۔

(٦) ناک میں تین بار پانی ڈالنا یعنی سانس کے ساتھ نرم جگہ تک پانی لے جانا۔

(٧) پھر تین بار ناک جھاڑنا۔

(٨) ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔

(٩) سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا۔

(١٠) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

(١١) لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے اور دوسرا عضو دھل جائے۔

(١٢) ترتیب وار دھونا کہ پہلے منہ دھوئے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے، پھر پاؤں دھوئے، سنت چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

وضو کے مستحبات:

(١) ہاتھ اور پاؤں دھونے میں داہنے سے شروع کرنا۔

(٢) گردن کا مسح کرنا۔

(٣) قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

(٤) پہلے ہاتھ پاؤں تر ہاتھ سے مل لینا۔ (تاکہ دھوتے وقت خوب پانی پہنچ جائے)

(٥) انگوٹھی کو خوب ہلا لینا اگر بغیر ہلائے پانی پہنچ جاتا ہو۔ (اور اگر تنگ ہو، بغیر ہلانے پانی نہ پہنچتا ہو تو اس کو اتار کر یا ہلا کر پانی پہنچانا فرض ہے)

(٦) وضو کرتے وقت دوسرے سے مدد نہ لینا۔ (یعنی اعضاء وضو پر دوسرے کا ہاتھ استعمال نہ کرنا)

(٧) اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

(٨) آنکھوں کے گوشوں کا اور ہر اس جگہ کا خاص خیال رکھنا جہاں پانی نہ پہنچنے کا احتمال رہ جائے۔

(۹) پاؤں بائیں ہاتھ سے دھونا۔

(۱۰) وضو کے ختم پر دعاء پڑھنا۔

وضو کے مکروہات:

(۱) ناپاک جگہ وضو کرنا۔

(۲) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔

(۳) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا۔

(۴) خلاف سنت وضو کرنا۔

(۵) پانی زیادہ بہانا یا اتنا کم خرچ کرنا کہ مسنون طریقہ پر وضو نہ ہو سکے۔

(۶) زور سے چھپکے مارنا۔

نواقض وضو:

ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے:

(۱) پاخانہ کرنا۔

(۲) پیشاب کرنا۔

(۳) ہوا خارج ہونا۔

(۴) خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا۔

(۵) منہ بھر کر قے کرنا۔

(۶) لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سو جانا۔

(۷) مست یا بے ہوش ہو جانا۔

(۸) رکوع، سجدہ والی نماز میں بالغ مرد یا عورت کا قہقہہ مار کر یعنی اس طرح ہنسنا کہ قریب والا سن سکے۔

وضو کا طریقہ:

وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک برتن میں پاک پانی لے کر پاک جگہ پر بیٹھو۔ اگر

اونچی جگہ قبلہ رو بیٹھنے کا موقع ہو تو یہ بہتر ہے اور آستین کہنیوں سے اوپر چڑھالو، پھر بسم اللہ پڑھو اور تین بار گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوؤ۔ پھر تین مرتبہ کلی کرو اور مسواک کرو، مسواک نہ ہو تو انگلی سے دانت مل لو۔ پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر سانس کے ساتھ پانی اوپر کو نرم جگہ تک لے کر جائیں، بائیں ہاتھ سے تین بار ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، منہ پر پانی زور سے نہ مارو، پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ادھر ادھر دونوں کانوں کی لوتک منہ دھولو، پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوؤ، پہلے داہنا ہاتھ تین بار پھر بایاں ہاتھ تین بار دھونا چاہئے، پھر دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے یعنی بھگو کر پورے سر کا مسح کرو، پھر کانوں کا مسح کرو، پھر گردن کا مسح کرو، پھر تین تین مرتبہ دونوں ٹخنوں سمیت پاؤں دھوؤ، پہلے داہنا پاؤں، پھر بایاں پاؤں دھونا چاہئے، پھر وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کلمۂ شہادت پڑھو:

" اشهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شريك له واشهد ان محمد اعبده ورسوله ."

اس کے بعد یہ دعاء:

" اللّٰهم اجعلنی من التوابين واجعلنی من المتطهرين ."

روغن چھڑائے بغیر وضو نہ ہوگا

اگر آئل پینٹ، تارکول، ڈامر، گوندھا ہوا آٹا وغیرہ جسم کے کسی حصہ میں لگ جائے، اس کو چھڑائے بغیر غسل صحیح نہ ہوگا اور وضو میں جن اعضاء کو دھونا لازم ہے ان میں کسی جگہ مذکور چیزوں میں سے کوئی چیز لگ جائے تو چھڑائے بغیر وضو بھی صحیح نہ ہوگا اور وضو و غسل کے بغیر نماز نہ ہوگی۔

" ولا يمنع ما على ظفر صباغ ولاطعام بين اسنانه اوسنه المجوف به يفتى وقيل ان صلبا منع وهو الا صحح وفى الشاميه (قوله وهو الاصح) صرح فى المنية وقال لا متناع نفوذالماء مع عدم الضرورة والحرج ."

(ردالمحتار : ۱/۱۵٤ مطلب فی ابحاث الغسل)

شرمگاہ میں انگلی داخل کر کے نکالنے سے وضوٹوٹ گیا

اگر کسی عورت نے اپنی شرمگاہ میں انگلی داخل کی تو اس سے وضوٹوٹ جائے گا، کیونکہ جب انگلی نکلے گی تو اس کے ساتھ نجاست ضرور نکلے گی اور نجاست کا نکلنا ناقض وضو ہے۔ البتہ انگلی اگر فرج داخل کے گول سوراخ کے اندر نہیں گئی تو وضونہیں ٹوٹا۔

(احسن الفتاوی : ۲/۲۱)

وریدی انجکشن ناقض وضو ہے

وریدی انجکشن میں سوئی کے ورید میں پہنچنے کا یقین حاصل کرنے کا صرف یہی ذریعہ ہے کہ پچکاری میں خون آجائے، جب تک پچکاری میں خون نظر نہیں آتا اس وقت تک دوا، بدن میں داخل نہیں کی جاتی، لہٰذا وریدی انجکشن سے وضو کا ٹوٹنا یقینی ہے، عضلاتی اور جلدی انجکشن میں سوئی نکالنے کے بعد اگر اتنی مقدار میں خون نکلا کہ صاف نہ کیا جاتا تو یہ بہہ جاتا تب تو وضوٹوٹے گا اگر خون نکلا ہی نہیں یا نکلا مگر بہنے کی مقدار میں نہیں دونوں صورتوں میں وضونہیں ٹوٹے گا۔

خون نکالنا ناقض وضو ہے:

خون ٹیسٹ کرنا جو ہسپتالوں میں مروج ہے، اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے کیونکہ خون نکالنا اور نکلنا دونوں ناقض وضو ہے۔

قال فی العلائیة: والمخرج والخارج بنفسه سیان فی حکم النقض علی المختار کذافی البزازیه قال لان فی الاخراج خروجا فصار کالفصد وفی الفتح عن الکافی انه الاصح واعتمده القهستانی.

(ردالمحتار : ۱/۱۳٦ مطلب نواقض الوضوء)

وضو کے بعد شک غیر معتبر ہے

اگر وضو مکمل ہونے کے بعد شبہ پیدا ہوجائے کہ وضو صحیح ہوا ہے یا نہیں، تو ایسے شبہ کا

اعتبار نہیں لہٰذا وضو کا اعادہ ضروری نہیں۔ (احسن الفتاویٰ : ۲/۲۹)

غسل کے بعد وضو کا حکم

نہانے سے وضو بھی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا غسل کے بعد نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں جب تک وضو کو توڑنے والی کوئی بات پیش نہ آئے اسی سے نمازیں پڑھنا جائز ہے۔

کھڑے ہو کر بیسن میں وضو کرنا

وضو کا افضل طریقہ یہی ہے کہ بیٹھ کر قبلہ رو ہو کر وضو کرے تاہم اگر بیٹھنے کا موقع نہ ہو تو کھڑے ہو کر وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ چھینٹوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

دانت سے خون نکلنے سے وضو کا حکم

اگر دانت سے خون نکلے جس سے منہ میں خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔

آبِ زمزم سے وضو اور غسل کا حکم

زمزم ایک متبرک پانی ہے۔ اس کے آداب واحترام کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر وضو کے لئے دوسرا پانی مہیا ہو تو اس سے وضو کرنا مکروہ ہے۔ اگر میسر نہ ہو تو جائز ہے۔ باقی اب زمزم سے غسل جنابت اور استنجاء مطلقاً مکروہ ہے۔ تاہم اگر باوضو شخص اس سے تبرک کے طور پر وضو کرے۔ یا پاک جسم والا اس سے غسل کرے تو بلا کراہت جائز ہے۔

(طحطاوی حاشیة مراقی الفلاح، کتاب الطهارة : صـ ۱۷)

قال العلامة الحصكفي رحمه الله تعالىٰ : يكره الاستنجاء بماء زمزم.

قال ابن عابدين رحمه الله : تحته و كذا ازالة النجاسة الحقيقة من ثوبه او بدنه حتى ذكر بعض العلماء تحريم ذلك.

(ردالمحتار : صـ ٦٢٥ كتاب الحج مطلب في كراهية الاستنجاء بماء زمزم)

نماز

توحید ورسالت کی گواہی کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن ''نماز'' ہے۔ نماز کی بہت زیادہ تاکید ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس کا میں نے اپنے لئے عہد کرلیا ہے کہ جو شخص ان پانچ نمازوں کو اس کے وقت پر ادا کرنے کا اہتمام کرے اس کو اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جو ان نمازوں کا اہتمام نہ کرے تو مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔

(ابن ماجه، ابو داؤد)

نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنا

نماز کے اہتمام سے آخرت میں تو نجات حاصل ہوگی، دنیا میں بھی اس کے بکثرت فوائد ہیں۔ پریشانی سے نجات، آرام وسکون اس سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر اہم کام کو انجام دینے کے لئے نماز کے ذریعے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔

چنانچہ ارشاد فرمایا:

﴿ واستعينوا بالصبر والصلوٰة وانها لكبيرة الا على الخاشعين ﴾

(سورة البقرة)

''اور مدد حاصل کرو صبر اور نماز کے ساتھ بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن لوگوں کے دلوں میں خشوع ہے ان پر کوئی دشوار نہیں۔''

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ کو جب کوئی سخت امر پیش آتا تھا تو فوراً نماز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ (احمد، ابو داؤد)

ہر پریشانی کا علاج

حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء کا یہی معمول تھا کہ ہر پریشانی کے وقت نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے تھے۔

(فضائل نماز)

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب نبی کریم ﷺ کے گھر والوں پر کسی قسم کی تنگی پیش آتی تو ان کو نماز کا حکم فرمایا کرتے اور یہ آیت تلاوت فرماتے۔

ارشاد باری ہے:

''اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہئے اور خود بھی اس کا اہتمام کیجئے۔ہم آپ سے روزی (کموانا) نہیں چاہتے۔روزی تو آپ کو ہم دیں گے۔'' (سورۂ طٰہٰ)

سات سال کی عمر سے نماز کا حکم

یہی وجہ ہے کہ سات سال کی عمر سے نماز کا حکم شروع ہو جاتا ہے۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے:

''اپنی اولاد کو نماز کا حکم کرو جب وہ سات سال کے ہو جائیں اور جب دس سال کے ہو جائیں (اور نماز کے پابند نہ ہوں) تو انہیں نماز کے پابند بنانے کے لئے تادیباً ان کی پٹائی کرو اور اسی عمر سے ان کے بستر الگ کر دو یعنی بیٹا، ماں کے ساتھ، بیٹی، باپ کے ساتھ اور بھائی، بہنیں ایک بستر پر نہ سوئیں۔'' (مشکوٰۃ، بحوالہ ابو داؤد)

نماز کی تاثیر

﴿إن الصلوٰة تنهٰى عن الفحشاء والمنكر﴾ (سورة العنكبوت)

''بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔''

ہاں! بات یہی ہے کہ نماز کے اندر رب کائنات نے یہ اثر و خاصیت ودیعت فرمائی ہے کہ جو نماز کی پابندی کرتا ہے، اس کے گناہ چھوٹ جاتے ہیں بشرطیکہ نماز کے فرائض، واجبات، سنن و مستحبات کا لحاظ کرتے ہوئے نماز باجماعت اس طرح ادا کرے جس طرح حضور اکرم ﷺ نے عملی طور پر ادا کر کے دکھایا ہے۔خشوع و خضوع ایسا ہو کہ بندہ کو یہ تصور اور خیال ہو کہ مالک دو جہاں کے در پر حاضر ہوں، خود حق جل جلالہ سے عرض و معروض کر رہا ہوں۔جسم بھی پاک، کپڑے بھی پاک، نماز کی جگہ بھی پاک۔اس طرح جب بندہ اپنے آقا

کے دربار میں دن میں پانچ مرتبہ حاضری دے کر عجز و نیاز کا اظہار کرے گا تو ضرور اس کو منجانب اللہ توفیق ملے گی کہ ہر قسم کی نافرمانیوں سے بچ جائے اور نماز کے علاوہ دیگر اعمال صالحہ اختیار کرے۔ جو گناہ صادر ہوئے ان سے توبہ استغفار کرے اس طرح گناہوں سے مکمل بچ جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گورنروں کو سرکاری سرکلر کے طور پر لکھ بھیجا تھا کہ:

”ان من اهم امور کم الصلوٰة من حفظها و حافظ عليها حفظ دينه و من صيعها فهو لما سواها اضيع .“ (مشکوٰة)

یعنی تمہارے لیے اہم ترین کام نماز قائم کرنا ہے کیونکہ جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کے پڑھنے کی پابندی کی وہ اپنی (باقی) دین کی بھی حفاظت کرے گا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا، وہ اپنے (باقی) دین کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔

نماز برائی سے روکتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ فلاں آدمی، رات کو تہجد پڑھتا ہے اور جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عنقریب اس کی نماز اس کو چوری سے روک دے گی۔ (ابن کثیر)

اگر کسی کی نماز اس کو فواحشات، منکرات اور برائی سے نہ روکے، وہ نماز کی پابندی کے باوجود ان برائیوں میں مبتلا رہے تو ضرور اس کی نماز میں خلل ہوگا، نقص ہوگا۔ اس پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اس کی نماز میں کیا خامی ہے۔ کس وجہ سے تاثیر سے خالی ہے۔

نمازوں میں غفلت

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ نماز، دین کا اس قدر اہم فریضہ ہونے کے باوجود آج

کے مسلمان اس سے غافل ہیں۔ بہت سے مسلمان تو ایسے ہیں کہ عید و جمعہ پر اکتفاء کرتے ہیں اور بقیہ نمازیں چھوڑنے پر ان کو ذرا رنج و ملال نہیں ہوتا۔ بعض نے کبھی پڑھ لی، کبھی چھوڑ دی۔ بعض جو اہتمام کرتے ہیں وہ بھی جماعت کا اہتمام نہیں کرتے۔ دو چار نمازیں، رات کو اکٹھی نمٹا دیں، بہت سے فجر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں، بہت سے رسمی طور پر برسوں سے نماز کے عادی ہیں لیکن مسائل نماز سے بالکل نابلد، فرائض، واجبات، سنن، مستحبات، مکروہات، مفسدات کا کچھ پتہ ہے نہ اس طرف دھیان ہے، بہت سے مرد خواتین نماز کی پابندی کرتے ہیں، مسائل سے بھی واقف ہیں لیکن نماز کی نیت باندھنے کے بعد نماز سے ان کا کوئی تعلق نہیں رہتا۔ سلام پھیرنے کے بعد ان کو ہوش آتا ہے کہ نماز ختم ہوگئی ہے۔

بے نمازی کی سزا

ایسی حالت میں نماز کی برکت حاصل ہونا اور دلوں کو سکون ملنا تو دور کی بات ہے بلکہ سخت خطرہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں پکڑ نہ ہو جائے۔ کیونکہ نماز کے بارے میں غفلت کرنے پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد خواب ارشاد فرمایا کہ دو شخص آئے اور مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ اس کے بعد بہت لمبا خواب ذکر فرمایا جس میں جنت، دوزخ اور اس میں مختلف قسم کے عذاب لوگوں کو ہوتے دیکھا۔ منجملہ ان کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کا سر پتھر سے کچلا جا رہا ہے۔ اس زور سے پتھر مارا جاتا ہے کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا دور جا پڑتا ہے۔ اتنے میں کہ اس کو اٹھالیا جاتا ہے۔ وہ سر ایسا ہی درست ہو جاتا ہے جس طرح پہلے تھا تو دوبارہ اس کو زور سے مارا جاتا ہے۔ اسی طرح اس کے ساتھ برتاؤ کیا جا رہا ہے۔ حضور ﷺ نے جب اپنے دونوں ساتھیوں سے دریافت فرمایا کہ یہ کون شخص ہے تو انہوں نے بتایا کہ اس شخص نے قرآن شریف پڑھا تھا، پھر اس کو چھوڑ دیا اور فرض نماز چھوڑ کر سو جاتا تھا۔ (فضائل نماز)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ نماز میں خشوع وخضوع کی نعمت عطاء فرمائے۔ (آمین)

شادی کے موقع پر نماز سے عورتوں کی غفلت

شادی بیاہ یا اسی طرح کی دیگر تقریبات کے موقع پر عورتیں اکثر نمازیں قضاء کردیتی ہیں، اپنی نکالی ہوئی رسمیں تو ایسی پابندی سے پوری کرتی ہیں کہ گویا بالکل فرض ہیں، اور خداوند کریم کے فرضوں سے بالکل غفلت برتتی ہیں۔ بعض تو نماز ہی کو بھلا دیتی ہیں اور بعض یہ خیال کرلیتی ہیں کہ بعد میں پڑھ لیں گی، اسطرح قضاء کردیتی ہیں، دلہن جب تک دلہن رہتی ہے نماز پڑھتی ہی نہیں، نماز پڑھنے کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کھانے پینے میں شرم نہیں اور نماز پڑھنے میں شرم آڑے آجاتی ہے۔

اب ہم نماز کے بعض اہم ضروری مسائل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کو سیکھ کر اپنی نماز کو درست کرسکیں۔

اوقات نماز پنجگانہ

فجر کا وقت صبح صادق ہوتے ہی شروع ہوجاتا ہے اور طلوع آفتاب شروع ہونے تک باقی رہتا ہے ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد شروع ہوجاتا ہے اور جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے۔ دو چند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے، اصلی سایہ وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے۔ ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہوجاتا ہے اور سورج چھپنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج زرد ہوجائے (جو غروب سے تقریباً بیس منٹ قبل ہوتا ہے) تو عصر کا وقت مکروہ ہوجاتا ہے۔ جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہوجاتا ہے جو سفید شفق غائب ہونے تک باقی رہتا ہے۔ پاک و ہند کے علاقوں میں کم از کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ مغرب کا وقت رہتا ہے۔ مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہوجاتا ہے جو صبح تک رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہوجاتا ہے۔

وتر کا وقت:

جو وقت عشاء کا ہے، وہی نماز وتر کا بھی ہے مگر وتر کی نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے

نہیں پڑھی جاسکتی۔ اگر کسی نے وتر کی نماز عشاء کی نماز سے پہلے پڑھ لی تو اس کی نماز نہیں ہوگی عشاء کے بعد دوبارہ وتر پڑھنا لازم ہوگا۔

نماز فجر و عصر میں طلوع و غروب کا حکم

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج طلوع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہو جائے تو نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی، اس لئے خواتین کو بھی نماز وقت پر ہی ادا کرنا چاہئے اسی طرح طلوع و غروب کے متعین اوقات سے واقف رہنا بھی ضروری ہے تاکہ بے خیالی میں نماز فاسد نہ ہو جائے۔

غروب سے پہلے مکروہ وقت کی مقدار

غروب سے تقریباً ۲۰ منٹ پہلے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اس لئے خواتین کو چاہئے مکروہ وقت داخل ہونے سے پہلے نماز ادا کرلیں۔

تین اوقات میں نماز پڑھنا ممنوع ہے

عین طلوع آفتاب کے وقت عین استواء کے وقت اور عین غروب کے وقت ہر قسم کی نمازیں مکروہ تحریمی ہیں سوائے اسی دن کے عصر کی نماز کے خواتین کو اس کا بھی لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (شامیہ : ۱/۳۷۱ مطلب یشترط العلم بد خول الوقت)

نماز کے فرائض

نماز کے چودہ فرض ہیں، جن میں سے چند ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے اور ان کو نماز کے خارجی فرائض بھی کہتے ہیں اور شرائط نماز بھی کہا جاتا ہے اور چند فرائض ایسے ہیں جو داخل نماز ہیں۔ سب کی فہرست یہ ہے:

(۱) بدن پاک ہونا۔

(۲) کپڑوں کا پاک ہونا۔

(۳) ستر عورت یعنی مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کو چہرے اور ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھکنا فرض ہے۔

(۴) نماز کی جگہ کا پاک ہونا۔

(۵) نماز کا وقت ہونا۔

(۶) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

(۷) نماز کی نیت کرنا۔

(۸) تکبیر تحریمہ۔

(۹) قیام یعنی کھڑا ہونا۔

(۱۰) قرأت یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورت پڑھنا۔

(۱۱) رکوع کرنا۔

(۱۲) سجدہ کرنا۔

(۱۳) قعدۂ اخیرہ۔

(۱۴) اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا۔

اگر ان میں سے کوئی چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے بھی نماز نہ ہوگی بلکہ اعادہ کرنا لازم ہوگا۔

نجاست کا حکم

نماز کی شرائط میں چونکہ آدمی کا جسم کپڑا اور جگہ کا پاک ہونا بھی داخل ہے اس لیے یہاں نجاست کے چند اہم مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جو بار بار پیش آتے ہیں:

خون آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے، بلی کا پاخانہ، پیشاب، سور کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری، بھیڑ کی مینگنی غرضیکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں، اور چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ خواتین کا سابقہ چھوٹے بچوں کے پیشاب پاخانہ سے بہت پڑتا ہے اس لئے پہلے نجاست غلیظہ کا حکم

لکھا جاتا ہے تاکہ عمل کرنا آسان ہو۔

نجاست غلیظہ کی وہ مقدار جو معاف ہے۔

نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور وہ اگر پھیلاؤ میں چاندی کے روپیہ کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے بغیر اس کے دھوئے اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی اور نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے آدمی کا پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بغیر دھوئے نماز درست نہیں ہے۔

نجاست خفیفہ کی وہ مقدار جو معاف ہے

اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو جس حصے یا عضو میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم میں لگی ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں۔ اس کا دھونا واجب ہے یعنی بغیر دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔

نجاست والے پانی کا حکم

نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

کپڑے میں نجس تیل لگ جانا

کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی چاندی کے روپیہ سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپیہ سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

وہ خون جو نجس نہیں ہے

مچھلی کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح مکھی، کھٹمل، مچھر کا

خون بھی نجس نہیں ہے۔

پیشاب کی چھینٹیں

اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے ناکے کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب نہیں ہے۔ اگر زیادہ پیشاب لگ گیا تو نجاستِ غلیظہ کا حکم اس پر لاگو ہوگا۔

ٹھوس جسم والی نجاست سے پاکی کا طریقہ

اگر ٹھوس جسم والی نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست ختم ہو جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں ختم ہو جائے۔ تو کپڑا پاک ہو جائے گا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ کم از کم تین مرتبہ ضرور دھوئے۔

نجاست کا دھبہ ختم نہ ہو تو؟

اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے جدا ہونے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا۔ صابون وغیرہ لگا کر دھبہ ختم کرنا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

سیال نجاست سے پاکی کا طریقہ

اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو ٹھوس جسم والی نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ پوری طاقت لگا کر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔

اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گا تو کپڑا پاک نہ ہوگا اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے کہ جس کو نچوڑ نہیں سکتے جیسے تخت چٹائی، زیور، برتن، جوتہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو پھر دھوئے پھر جب ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائیگی۔ (بہشتی زیور)

نماز کے واجبات

ذیل کی چیزیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) الحمد پوری پڑھنا۔
(۲) اوراس کے ساتھ کوئی سورت ملانا۔
(۳) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔
(۴) الحمد کو سورت سے پہلے پڑھنا۔
(۵) رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا۔
(۶) دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا ہو کر بیٹھنا۔
(۷) پہلا قعدہ کرنا۔
(۸) التحیات پڑھنا۔
(۹) لفظ ''سلام'' سے نماز ختم کرنا۔
(۱۰) امام کے لئے مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر و جمعہ وعیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرأت بلند آواز کے ساتھ پڑھنا۔
(۱۱) وتر میں دعاء قنوت پڑھنا۔
(۱۲) عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا۔ اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے۔ سجدہ سہو سے بھی کام نہ چلے گا (سجدۂ سہو کا بیان آگے آئے گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ)

مفسدات نماز

ان چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے:

(۱) بات کرنا، تھوڑی ہو یا زیادہ قصداً ہو یا بھول کر۔
(۲) سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا۔
(۳) چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔
(۴) رنج کی خبر سن کر انا للہ وانا الیہ راجعون پورا یا تھوڑا سا پڑھنا یا اچھی خبر سن کر

الحمدللہ کہنا یا عجیب چیز سن کر سبحان اللہ کہنا۔

(۵) دکھ تکلیف کی وجہ سے آہ، اوہ یا اف کرنا۔

(۶) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا۔

(۷) الحمد شریف یا سورت وغیرہ میں ایسی غلطی کرنا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔(جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں لکھی ہے)

(۸) عمل کثیر مثلاً ایسا کام کرنا، جسے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے یا مثلاً دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا۔

(۹) قصداً یا بھول کر کچھ کھانا پینا۔

(۱۰) قبلہ سے سینہ پھر جانا۔

(۱۱) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں حرف نکل جائے۔

(۱۲) نماز میں آواز کے ساتھ ہنسنا۔

جہالت کا واقعہ

تین خواتین ایک کمرہ میں نماز پڑھ رہی تھیں اچانک ایک بلی اندر آ گئی ایک نے نماز کی حالت میں کہا چلو نکلو بلی کہیں کی، دوسری خاتون نے جلدی سے کہا کہ نماز میں بولنا جائز نہیں اُس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تیسری نے کہا چلو اللہ کا شکر ہے میں نے کوئی بات نہیں کی، اب دیکھئے جہالت کی وجہ سے تینوں نے اپنی نمازیں خراب کرلیں اس لئے خواتین کو خوب اہتمام کرنا چاہئے کہ کتابیں دیکھ کر اپنے محارم کے ذریعہ علماء سے پوچھ کر مسائل معلوم کر کے عمل کریں، جناب رسول اللہ ﷺ نے یہی تعلیم دی ہے کہ دین کے علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت کے ذمہ فرض ہے۔

نماز کی سنتیں

یہ چیزیں نماز میں سنت ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا۔ عورت کاندھے تک اٹھائے گی اور

مرد کان کی لوتک۔

(۲) مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا۔

(۳) ثنا یعنی " سبحنك اللّٰهم " آخر تک۔

(۴) " اعوذ باللّٰه " (پوری) پڑھنا۔

(۵) " بسم اللّٰه " (پوری) پڑھنا۔

(٦) رکوع اور سجدہ کو جاتے وقت بلکہ ہر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہوتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

(۷) رکوع سے اٹھتے ہوئے " سمع اللّٰه لمن حمده " اور " ربنا لك الحمد " کہنا۔

(۸) رکوع میں سبحان ربی العظیم کم سے کم تین مرتبہ کہنا۔

(۹) اور سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی کہنا۔

(۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لئے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور داہنا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھنا۔

(۱۱) درود شریف پڑھنا۔

(۱۲) درود کے بعد دعا پڑھنا۔

(۱۳) سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا۔

(۱۴) سلام پھیرنے میں فرشتوں اور مقتدیوں اور جنات جو حاضر ہوں ان کی نیت کرنا۔

نماز کے مستحبات

(۱) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا۔

(۲) جمائی آئے تو منہ بند کرنا۔

(۳) کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدہ میں ناک پر اور بیٹھے ہوئے گود میں اور سلام کے وقت کاندھے پر نظر رکھنا۔

مکروہات نماز

یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

(۱) کوکھ پر ہاتھ رکھنا۔

(۲) کپڑا اسمیٹنا۔

(۳) جسم یا کپڑے سے کھیلنا۔

(۴) انگلیاں چٹخانا۔

(۵) دائیں بائیں گردن موڑنا۔

(۶) انگڑائی لینا۔

(۷) کتے کی طرح بیٹھنا۔

(۸) چادر وغیرہ کو لٹکا ہوا چھوڑ دینا یعنی لپی نہ دینا اور بکل نہ مارنا۔

(۹) بغیر عذر کے چارزانو یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا۔

(۱۰) سامنے یا سر پر تصویر ہونا۔

(۱۱) تصویر والے کپڑے میں نماز پڑھنا۔

(۱۲) پیشاب پاخانہ یا بھوک کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا۔

(۱۳) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

پانچوں نمازوں کی رکعتیں

فجر:

۲ رکعت سنت، ۲ رکعت فرض، اگر سنت فرض سے پہلے نہ پڑھ سکے تو طلوع آفتاب کے بعد پڑھے۔

ظہر:

۴ رکعت سنت مؤکدہ، ۴ رکعت فرض، ۲ رکعت سنت مؤکدہ، ۲ رکعت نفل۔ اگر ظہر سے پہلے چار رکعت سنت پڑھنے کا موقع نہ ملے تو فرض کے بعد پہلے دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھیں، اس کے بعد چار رکعت سنت پڑھیں۔

عصر:

پہلے ۴ رکعت سنت غیر مؤکدہ، ۴ رکعت فرض، اگر پہلے چار پڑھنے کا موقع نہ ملے دو رکعت ہی پڑھ لیں۔

مغرب:

۳ رکعت فرض، ۲ رکعت سنت مؤکدہ، ۲ رکعت نفل۔

نوٹ: مغرب کے فرض کے بعد سنت اور اس کے بعد چار نفل پڑھ لے تو اوابین بھی ادا ہو جائے گی۔

عشاء:

۴ رکعت سنت غیر مؤکدہ، ۴ رکعت فرض، ۲ رکعت سنت مؤکدہ، ۲ رکعت نفل۔ اس کے بعد ۳ رکعت وتر۔ اگر تہجد کے لئے اٹھنے کا یقین ہو تو وتر، تہجد کے بعد پڑھیں ورنہ عشاء کی نماز کے متصل ہی پڑھ لیں۔

سجدۂ سہو کا بیان:

نماز کے واجبات میں سے کوئی واجب بھولے سے چھوٹ جائے یا مکرر ہو جائے یا فرائض میں سے کسی فرض میں تاخیر یا تکرار ہو تو ایسی صورت میں نماز کے آخر میں تشہد مکمل کرنے کے بعد دائیں طرف سلام پھیر کر دو سجدے کئے جائیں۔ اسکے بعد دوبارہ تشہد و درود شریف و دعا پڑھ کر سلام پھیر دیا جائے۔ ان دونوں سجدوں کو سجدۂ سہو کہا جاتا ہے۔ اس سے نماز کی غلطی کا تدارک ہوتا ہے۔ سجدۂ سہو کی مزید تفصیلات بڑی کتابوں میں ملاحظہ فرمائیں۔

تشہد یا التحیات

" اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ

اللّٰہ وبرکاتہٗ السَّلامُ علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصّٰلحین اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان محمدا عبدہٗ ورسولہٗ۔"

"تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی اور تمام بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔"

اس کو نماز میں ہر دو رکعت کے بعد اور آخری رکعت پر بیٹھ کر پڑھا جاتا ہے، پڑھنا واجب ہے۔

درود شریف

"اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد کما صلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔ اللّٰھم بارک علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ ال ابراھیم انک حمید مجید۔"

"اے اللہ! رحمت نازل فرما محمدؐ پر اور ان کی آل پر، جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق ہے بڑی بزرگی والا ہے۔
اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم علیہ السلام پر اور ان کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔"

درود شریف کو آخری رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے بعد پڑھتے ہیں۔

درود شریف کے بعد کی دعا

"اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا وانہٗ لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔"

"اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرمادے، بیشک تو ہی بخشنے

والا نہایت رحم والا ہے۔"

اس دعاء کو درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں، اس کی جگہ دوسری دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں، جو قرآن وحدیث میں آئی ہیں۔

سلام

" اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ."

"سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت۔"

سلام کے ذریعہ نماز سے خارج ہوتے ہیں۔

سلام کے بعد کی دعا

سلام کے بعد پہلے تین مرتبہ استغفار کرے اس کے بعد یہ پڑھے:

" اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ."

"اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے، اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بہت برکت والا ہے اے عظمت و بزرگی والے۔"

پھر ۳۳ بار سبحان اللہ، ۳۳ بار الحمد للہ، ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ آیت الکرسی پڑھے۔ اس کے بعد دعاء مانگے۔

خواتین کے لئے نماز پڑھنے کا طریقہ

باوضو پاک جگہ قبلہ رخ کھڑے ہوکر نماز کی نیت کرے (اس وقت جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرلے) نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، اگر زبان سے بھی کہہ لے تو یہ بھی درست ہے دونوں ہاتھ دوپٹہ سے باہر نکالے بغیر کاندھوں تک اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اس طرح باندھے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آجائے، اس کے بعد ثناء یعنی سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھے، اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھے پھر سورۃ اَلْحَمْدُ پڑھے، جسے سورۂ فاتحہ کہتے ہیں جب ﴿ وَلَا الضَّالِّیْنَ ﴾ کہے تو اس کے فوراً بعد آمین کہے اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ پڑھے یا کہیں سے بھی قرآن مجید کی تین آیتیں پڑھ لے، اس کے بعد اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے رکوع میں جائے، یعنی اس طرح جھک جائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے ملائے رہے، اور رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم کہے اس کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہ، کہتے ہوئے کھڑی ہو جائے، پھر کھڑے ہی کھڑے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ. کہے جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے تو اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتی ہوئی سجدے میں جائے، زمین پر پہلے گھٹنے ناک پھر ماتھا رکھا جائے، اور ہاتھ اس طرح رکھے کہ دونوں باہیں زمین پر بچھ جائیں اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رخ کر دے، مگر پاؤں کھڑے نہ رکھے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے، اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور کہنیاں دونوں پہلوؤں سے مل جائیں، اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں، پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے۔ اس میں بھی کم از کم تین

مرتبہ سُبحان ربّی الاعلٰی کہےاور یہ سجدہ بھی اسی طرح کرے جس طرح ابھی اوپر بیان ہوا(دوسرے سجدہ کے ختم پر ایک رکعت ہوگئی) دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لئے اللّٰہُ اکبَرُ کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائے اور اٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے، سیدھی کھڑی ہوکر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کرسورۃ فاتحہ پڑھےاور ﴿ وَلَا الضَّالِّیْنَ ﴾ کےفوراً بعد آمین کہے۔ پھر قرآن مجید کی کوئی سورہ یا کسی بھی جگہ سے کم از کم تین آیات پڑھے، اس کے بعد اسی طرح ایک رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلی رکعت میں بیان ہوا، دوسرے سجدہ سے فارغ ہوکر اس طرح بیٹھ جائے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا بتایا، یعنی دونوں پاؤں داہنی طرف کونکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رخ ہوں، جب بیٹھ جائے تو تشہد یعنی التحیات آخر تک پڑھے، التحیات پڑھتے ہوئے اشْهَدُ انْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ پر پہنچےتو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول حلقہ بنادےاور چھنگلیا اور اس کے آس پاس والی انگلی کو بند کرلےاور جب لَا اِلٰهَ کہےتو شہادت کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا اللّٰـهُ کہےتو اس انگلی کو جھکا دے مگر دونوں انگلیاں بند کرنے اور انگوٹھے سے بیچ کی انگلی کو ملانے سے جو شکل بن گئی ہے اس کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ التحیات سے فارغ ہوکر درود شریف پڑھے، پھر کوئی دعا پڑھے جو قرآن وحدیث میں آئی ہو، اس کے بعد داہنی طرف کو منہ کرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ کہےاور نماز سے نکلنے کی نیت کرےاور عَلَیْکُمْ (تم پر) کہتے ہوئے ان فرشتوں کی نیت کرے جو داہنی طرف ہوں پھر اسی طرح بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے السلام علیکم کہےاس وقت علیکم کے خطاب سے ان فرشتوں کی نیت کرے جو بائیں طرف ہوں، یہ دو رکعت نماز ختم ہوگئی۔

یہ طریقہ عورتوں کے نماز پڑھنے کا ہے، مردوں کے لئے طریقہ نماز میں تھوڑا سا فرق ہے، تعلیم الاسلام میں دیکھ لیں۔

دو رکعتیں فرض، سنت اور نفل سب نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، اور تین رکعتیں نماز

مغرب کے فرض اور عشاء کے بعد وتر پڑھے جاتے ہیں۔ سنت اور نفل کی تین رکعتیں نہیں ہوتی ہیں، اور چار رکعت نماز فرض، سنت اور نفل تینوں میں ہوتی ہیں، اگر کسی کو چار رکعت نماز پڑھنی ہے تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ کر کھڑی ہو جائے، اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے، تیسری رکعت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر شروع کر دے اس کے بعد سورہ فاتحہ پھر اور کوئی سورہ پڑھے، پھر رکوع اور دونوں سجدے اسی طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہوا تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر چوتھی رکعت کے لئے کھڑی ہو جائے اور کھڑے ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھ سے ٹیک نہ لگائے، اس رکعت کو شروع کرتے ہوئے بھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے پھر دوسری کوئی سورۃ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلے بیان ہوا، چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اسی طرح بیٹھ جائے، جیسے دوسری رکعت میں بیٹھی تھی اور التحیات پوری پڑھ کر درود شریف پھر دعا پڑھے اور اس کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔

دوسری، تیسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ نہیں پڑھا جاتا بلکہ یہ رکعتیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کی جاتی ہیں، اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت یا آیت نہیں پڑھی جاتی، صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورہ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں، فرضوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین آیات پڑھنا واجب ہے۔

یہ طریقہ دو یا چار رکعات پڑھنے کا معلوم ہوا، اگر کسی کو تین رکعات فرض نماز مغرب پڑھنا ہو تو وہ دوسری رکعت پر بیٹھ کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک التحیات پڑھے، پھر کھڑی ہو جائے اور تیسری رکعت میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور اس کے بعد سورہ فاتحہ پڑھے، اس کے بعد رکوع اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے، اور پوری التحیات اور درود

شریف اور دعا ترتیب وار پڑھے اور پھر سلام پھیر دے۔

نماز کے آخیر میں درود اور دعاء:

فائدہ: دوسری رکعت کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعاء اسی وقت پڑھی جاتی ہے جب کہ اسی قعدہ پر سلام پھیر کر نماز سے نکلنا مقصود ہو اگر تیسری اور چوتھی رکعت بھی پڑھنا ہو تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر صرف التحیات عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھ کر اٹھ جاتے ہیں، اور درود شریف اور دعا اس قعدہ میں پڑھتے ہیں جس میں سلام پھیرنا ہو۔

فائدہ: نماز خواہ فرض ہو یا وتر، سنت ہو یا نفل سب میں بحالت قیام ہر رکعت میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں، جس کا طریقہ پہلی رکعت کے بیان میں گزرا۔

فائدہ: نماز میں کھڑے ہونے کو قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ اور رکوع سے کھڑے ہو کر تھوڑا سا ٹھہر جانے کو قومہ اور التحیات کے لئے بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں، دو رکعت والی نماز میں صرف ایک قعدہ ہوتا ہے اور تین یا چار رکعت والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں پہلے کو قعدۂ اولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں۔

خواتین اور نماز جمعہ

عورتوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ہے، وہ اپنے گھر میں اس روز بھی ظہر کی نماز پڑھیں، لیکن اگر کوئی عورت نماز جمعہ کے لئے چلی گئی، اور امام کے پیچھے نماز جمعہ دو رکعت پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی، اور پھر اس وقت نماز ظہر نہ پڑھے۔

امام کی اقتداء کی نیت:

اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو یہ نیت کرنا بھی ضروری ہے کہ میں امام کی اقتداء میں پڑھ رہی ہوں۔

نماز کے لئے کوئی سورت متعین کرنے کا حکم

کسی بھی نماز کے لئے کوئی سورۃ شریعت میں اس طرح مقرر نہیں ہے کہ اس سورۃ کے بغیر نماز ہی نہ ہو، لہٰذا کسی نماز کے لئے خود کوئی سورۃ اس طرح مقرر کر لینا کہ اس کے سوا کوئی

سورۃ نہ پڑھے، یہ مکروہ ہے، البتہ سورہ الحمد ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔اس کے ساتھ جو بھی سورت آسان معلوم ہو پڑھے۔

قضاءنمازوں کا حکم

اگر کئی نمازیں قضاء ہوگئیں ہوں اور قضاء پڑھنے کا ارادہ کیا ہو تو وقت مقرر کر کے قضاء پڑھے یعنی مثلاً یہ نیت کرے کہ فجر کی قضاء نماز پڑھتی ہوں، یا ظہر کی قضاء پڑھتی ہوں، اگر کئی دن کی نمازیں قضاء ہوگئیں ہوں تو دن تاریخ مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے کہ مثلاً فلاں جمعرات کے دن کی فجر کی قضاء پڑھتی ہوں۔

قضاء کے دن تاریخ یاد نہ ہو

اگر بہت سی نمازیں قضاء ہوگئیں اب دن تاریخ، مہینہ، سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ قضاء ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضاء پڑھتی ہوں یا ظہر کی جتنی نمازیں میرے ذمہ قضاء ہیں ان میں جو سب سے اول ہے اس کی قضاء پڑھتی ہوں اس طرح نیت کر کے برابر قضاء پڑھتی رہے۔ یہاں تک دل گواہی دیدے کہ اب تمام نمازیں قضاء ہو چکی ہیں، تو قضاء پڑھنا چھوڑ دے۔

قضاءنمازوں کے اوقات

تین اوقات ممنوعہ کے علاوہ ہر وقت قضاءنمازیں پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ بھی ضروری نہیں کہ ظہر کے وقت صرف ظہر کی نماز ہی قضاء پڑھیں بلکہ ایک وقت میں دو، تین، چار جتنی قضاءنمازیں چاہیں پڑھ سکتی ہیں۔

نماز میں خواتین کا ستر

یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ نماز کی شرائط میں اعضاء کا چھپانا بھی ہے، اس میں مرد اور عورت کا حکم الگ الگ ہے، ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک مردوں کو چھپانا فرض ہے، اور عورتوں کو سارا بدن چھپانا فرض ہے۔ پیٹھ، کمر، سر، سینہ، بازو، باہیں، پنڈلیاں، مونڈھے، گردن وغیرہ سب ڈھکے رہیں، ہاں اگر چہرہ یا قدم یا گٹوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو

نماز ہو جائے گی، کیونکہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں اور اگر یہ بھی ڈھکی رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ باریک کپڑا پہننا نہ پہننا شرعاً برابر ہے، یعنی جس کپڑے سے بال اور کھال نظر آتے ہوں وہ کپڑا نہ پہننے کے حکم میں ہے، اور اس سے ستر نہیں ہوتا، آج کل عورتوں کو فیشن کا جوش ہے، اور لباس شرعی تقاضے کے مطابق نہیں پہنتیں۔

مرد و عورت کے طریقہ نماز میں فرق

معلوم ہوا کہ عورتوں کی نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو مردوں کا ہے۔ صرف چند چیزوں میں فرق ہے جو درج ذیل ہیں۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثلاً سردی وغیرہ اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر باہر نکالے کندھوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے۔

۲۔ تکبیر تحریمہ کے بعد مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے چاہئیں جبکہ عورتوں کو سینے پر۔

۳۔ مردوں کو دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی، بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھنی چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو نہ پکڑنا چاہئے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھکنا چاہئے کہ سر سرین اور پشت اچھی طرح برابر ہو جائے اور عورتوں کو اس قدر کہ جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے ملا کر رکھنی چاہئیں۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں، پہلو سے علیحدہ اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ، رانوں سے بازو، بغل سے جدا رکھنے چاہئیں

اور عورتوں کو ملا کر رکھنے چاہئیں۔

۸۔ مردوں کی سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی ہونی چاہئیں اور عورتوں کی زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدے میں دونوں پیر، انگلیوں کے بل کھڑے رکھنے چاہئیں اور عورتوں کو نہیں یعنی عورتیں دونوں پاؤں دائیں طرف نکالدیں گی۔

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنے طرف نکال دینے چاہئیں۔ اس طرح کہ دائیں ران، بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی، بائیں پنڈلی پر۔

۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔ (بهشتی زیور)

خواتین کے طریقۂ نماز کا ثبوت احادیث سے

خواتین کا طریقہ نماز مردوں سے جدا ہونا جو اوپر مذکور ہوا ہے یہ بہت سے احادیث مبارکہ اور آثار صحابہ و تابعین سے ثابت ہے، اور فقہ کے چاروں آئمہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ بھی اس پر متفق ہیں۔ تفصیل ذیل میں ہے:

۱۔ عن ابن عمر رضی اللّٰه تعالیٰ عنه انه سئل کیف کان النساء یصلین علیٰ عهد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم قال کن یتربصن ثم امرن ان یحفزن . (جامع المسانید : ۱/۴۰۰)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ خواتین حضور ﷺ کے عہد مبارک میں کس طرح نماز پڑھا کرتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ پہلے چار زانو ہو کر بیٹھتی تھیں پھر انہیں حکم دیا گیا کہ خوب سمٹ کر نماز ادا کریں۔

۲۔ وعن وائل بن حجر رضی اللّٰه عنه قال، قال لی رسول اللّٰه

صلی اللہ علیہ وسلم : یا وائل بن حجر ! اذا صلیت فاجعل یدیك حذاء اذنیك والمرأة تجعل یدیها حذاء ثدییها.

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے نماز کا طریقہ سکھلایا تو فرمایا کہ اے وائل بن حجر جب تم نماز شروع کرو تو اپنے ہاتھ کانوں تک اٹھاؤ اور عورت اپنے ہاتھ چھاتیوں تک اٹھائے۔

(مجمع الزوائد : ۲/۱۰۳)

۳۔ عن یزید بن ابی حبیب ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی امرأتین تصلیان فقال اذا سجدتما فضما بعض اللحم الی الارض فان المرأة لیست فی ذلك کالرجل.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ دو عورتوں کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہی تھیں آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹا دو اس لئے کہ اس میں عورت مرد کے مانند نہیں ہے۔

(السنن للبیهقی : ۲/۲۲۳، اعلاء السنن بحواله مراسیل ابو داؤد : ۳/۱۹)

٤۔ عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اذا جلست المرأة للصلوة وضعت فخذها علی فخذها الاخری واذا سجدت الصقت بطنها فی فخذیها کاسترمایکون لها وان اللہ تعالیٰ ینظر الیها ویقول یا ملائکتی اشهد کم انی قد غفرت لها.

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ نماز کے دوران جب عورت بیٹھے تو اپنی ایک ران کو دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ میں جائے تو اپنے پیٹ کو اپنی دونوں رانوں سے ملا لے اس طرح کہ اس سے زیادہ سے زیادہ ستر ہو سکے اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف دیکھتے ہیں اور فرشتوں سے فرماتے

ہیں کہ اے فرشتو! تم گواہ رہو میں نے اس عورت کی بخشش کردی۔

۵۔ عن ابی هريرة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله عليه وسلم التسبيح للرجال و التصفيق للنساء.

(ترمذی صـ: ۸۵ سعید کمپنی مسلم شریف: ۱/۸۱)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے (کہ اگر نماز کے دوران کوئی ایسا امر پیش آجائے جو نماز سے خارج ہو تو) مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ وہ تسبیح کہیں اور عورتیں صرف تالی بجائیں۔

۶۔ قال ابو بكر بن ابی شيبة سمعت عطاء سئل عن المرأة كيف ترفع يديها فی الصلاة قال حذو ثدييها (وقال ايضاً بعد اسطر) لا ترفع بذلك يديها كالرجل و اشار فخفض يديه جداً و جمعها اليه جداً وقال ان للمرأة هيئة ليست للرجل . (مصنف ابن ابي شيبة).

ترجمہ: امام بخاری کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ نماز میں ہاتھ کیسے اٹھائے تو انہوں نے فرمایا کہ اپنی چھاتیوں تک۔ اور فرمایا نماز میں اپنے ہاتھوں کو اس طرح نہ اٹھائے جس طرح مرد اٹھاتے ہیں اور انہوں نے اس بات کو جب اشارہ سے بتلایا تو اپنے ہاتھوں کو کافی پست کیا اور ان دونوں کو اچھی طرح ملایا اور فرمایا کہ نماز میں عورت کا طریقہ مردوں کی طرح نہیں ہے۔

۷۔ حدثنا ابو الاحوص عن ابی اسحق عن الحارث عن علی رضی الله عنه قال اذا سجدت المرأة فلتحتفزو لتضم فخذيها.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جب عورت سجدہ کرے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملا لے۔ (بیهقی: ۲/۲۲۳)

۸۔ عن ابن عباس رضی الله عنه انه سئل عن صلاة المرأة فقال

تجتمع و تختفز.

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے عورت کی نماز سے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ (سب اعضاء کو) ملالے اور سرین کے بل بیٹھے۔

مذکورہ بالا احادیث اور آثار صحابہ وتابعین سے عورتوں کی نماز کا طریقہ مردوں کی نماز سے واضح طور پر مختلف ہونا ثابت ہوا اب اس بارہ میں آئمہ فقہ کا مسلک ملاحظہ فرمائیں۔

مذاہبِ ائمہ اربعہ:

وفی مذهب الحنفية:واما فی النساء فاتفقوا علی ان السنة لهن وضع اليدين علی الصدر استرلها كما فی البناية وفی المنية المرأة تضعهما تحت ثدييها. (٢/١٥٦ السنعاية)

والمرأة تنخفض فی سجودها وتلزق بطنها بفخذيها لان ذلك استرلها (وفی موضع آخر) وان كانت امرأة جلست علی الاليتيها اليسریٰ واخرجت رجلها من الجانب الايمن لانه استرلها الخ.

(الهداية : صـ ١١١)

مذہب مالکیہ:

وفی مذهب المالكية: ندب مجافاة ای مباعدة (رجل فيه) ای سجود (بطنه فخذيه) فلا يجعل بطنه عليها ومجافاة (مرفقيه ركبتيه) ای عن ركبتيه ومجافاة ضبعية . ای مافوق المرفق الی الابط جنبيه ای عنهما مجافاة وسطافی الجميع وامالمرأة فتكون منضمة فی جميع احوالها.

(الشرح الصغير اللدرديرالمالكی : ١/٢٣٩)

مذہب شافعیہ:

وفی مذهب الشافعية:قال النووی (يسن ان يجافی مرفقيه عن جنبيه

ویرفع بطنه عن فخذيه وتضم المرأة بعضها الى بعض (وقال بعد اسطر) روى البراء بن عازب رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا سجد جنح (وروى جنخى) (والجنح الخاوى) وان كانت امرأة ضمت بعضها الى بعض لان ذلك استرلها. (شرح المهذب: ۴۰۴/۳)

حنبلی مذہب:

وفى مذهب الحنابلة: وفى المغنى: وان صلت امرأة بالنساء قامت معهن فى الصف وسطاً قال ابن قدامة فى شرحه اذا ثبت هذا فانها اذا صلت بهن قامت فى وسطهن لا تعلم فيه خلافاً بين من رأى لها ان تؤمهن ولان المرأة يستحب لها الستر ولذلك لا يستحب لها التجافى الخ.

(۲۰۲/۲)

مذکورہ بالا احادیث طیبہ، آثار صحابہ وتابعین اور چاروں مذاہب فقہ حقہ کے حضرات فقہاء کرام کی عبارات سے جو عورتوں کی نماز کا مسنون طریقہ ثابت ہوا وہ مردوں کے طریقۂ نماز سے جدا ہے، عورتوں کے طریقہ نماز میں زیادہ سے زیادہ پردہ اور جسم سمیٹ کر ایک دوسرے سے ملانے کا حکم ہے اور یہ طریقہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک سے آج تک اس امت میں متفق علیہ اور عملاً متواتر ہے۔ آج تک کسی صحابی یا تابعی یا دیگر فقہاء امت کا کوئی ایسا فتویٰ نظر نہیں آیا جس میں عورتوں کی نماز کو مردوں کی نماز کے مطابق قرار دیا ہو۔

اہل حدیث عالم کا فتویٰ

اہل حدیث علماء بھی مذکورہ بالا احادیث کے مطابق فتویٰ دیا کرتے ہیں۔ چنانچہ مولنا عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی اہل حدیث کے ایک مشہور عالم گذرے ہیں وہ اپنے فتویٰ میں وہ حدیث جو ہم نے کنز العمال اور بیہقی کے حوالہ سے نقل کی ہے اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔

اور اسی پر تعامل اہل سنت و مذاہب اربعہ وغیرہ چلا آیا ہے۔

نیز اس کے بعد مختلف کتب مذاہب اربعہ سے حوالہ نقل کرنے کے بعد آخر میں نتیجۂ

فرماتے ہیں کہ غرض یہ کہ عورتوں کا انضمام (اکٹھی ہوکر) اور انخفاض (سمٹ کر) نماز پڑھنا، احادیث وتعامل جمہور اہل علم از مذہب اربعہ وغیرہم سے ثابت ہے اور اس کا منکر کتب حدیث اور تعامل اہل علم سے بے خبر ہے۔ (فتاویٰ غزنویہ : صـ ۲۷، ۲۸)

(فتاویٰ علماء اہل حدیث : ۱۴۰/۳ ماخوذ خواتین کا طریقہ نماز)

بچوں اور بچیوں کو نماز کی تعلیم کا حکم

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم مروا اولادکم بالصلوٰة وهم ابناء سبع سنین واضربوهم علیها وهم ابناء عشر سنین وفرقوا بینهم فی المضاجع. (رواه ابو داؤد)

ترجمہ: جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم کرو جب وہ سات سال کے ہوجائیں اور نماز (نہ پڑھنے) پر ان کی پٹائی کرو۔ جب وہ دس سال کے ہوجائیں اور ان کے بستر الگ کردو (یعنی لڑکوں اور لڑکیوں کو ساتھ نہ سلاؤ)

(مشکوٰة : صـ : ۵۸ بحواله ابو داؤد)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سات سال کی عمر سے ہی ان میں نماز کی عادت ڈالنی چاہئے اور دس سال کی عمر سے پابندی کے ساتھ نماز پڑھوائی جائے۔ پابندی کروانے کے لئے اگر سزا بھی دینی پڑے تو مناسب سزا دی جائے تاہم نماز کی پابندی ہونی چاہئے۔ جب سات سال سے نماز کا حکم ہے اس سے پہلے نماز کے مسائل سکھلانا بھی ضروری ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ کا یہ خطاب بچوں کے سرپرستوں کو ہے اس لئے خوب خیال کرنا چاہئے۔

لڑکی کا بالغ ہونا

جب لڑکی کو حیض آگیا یا حمل ٹھہر گیا، یا اس کی عمر پندرہ سال ہوچکی ہے تب وہ جوان سمجھی جائے گی، نماز، روزہ وغیرہ شریعت کے سب احکام اس پر لازم ہوجائیں گے۔

نو سال سے پہلے کوئی لڑکی بالغ نہیں ہوسکتی اگر کسی لڑکی کو اس سے پہلے خون آجائے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

نماز میں لباس

خواتین نماز کے لئے کسی موٹی بڑی چادر سے اپنے سارے جسم کو چھپالیں۔ سر، سینہ، بازو، باہیں، پنڈلیاں، مونڈھے، گردن وغیرہ ڈھکے رہیں ہاں، چہرہ، قدم، یا گٹوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی کیونکہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا، اگر یہ بھی ڈھکے رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

کپڑے کے استعمال سے معذور ہونا

اب اگر کسی کو کپڑے میسر نہ ہوں یعنی نماز کا وقت ہو چکا ہے کسی عذر کی بناء کپڑا دستیاب ہی نہیں تو نماز ترک نہ کرے بلکہ بیٹھ کر بغیر کپڑے کے ہی نماز پڑھ لے۔

ناپاک کپڑے کا استعمال

اگر کسی عورت کے پاس نماز کے لئے کوئی پاک کپڑا موجود نہیں اور دھوکر پاک کر کے پڑھنے کی بھی کوئی صورت نہیں ایسی صورت میں بھی نماز قضاء نہ کرے بلکہ ناپاک کپڑے میں ہی نماز پڑھ لے۔

باریک لباس میں نماز کا حکم

نماز کے لئے ایسا باریک دوپٹہ استعمال کرنا جس میں سر، گردن، حلق اور حلق کے نیچے کا بہت سا حصہ نظر آتا ہے۔ اسی طرح بازو کہنیاں اور کلائیاں نہ چھپیں یا پنڈلیاں کھلی رہیں۔ تو ایسی صورت میں نماز بالکل نہیں ہوگی، لہٰذا نماز کے وقت سارے جسم کو چھپانے کا خاص اہتمام کریں۔ اس مقصد کیلئے موٹا دوپٹہ استعمال کریں۔ اسی طرح قمیص بھی موٹی ہونی چاہئے جس سے جسم کی رنگت نظر نہ آئے۔

قال فی الشامیة (قوله لا یصف ماتحته) بان لایری منه لون البشرة احترازعن الرقیق ونحوالزجاج. (ردالمحتار : ۱/۳۸۱)

چست لباس میں نماز کا حکم

ایسا چست اور تنگ لباس پہننا جس سے اعضاءِ مخفیہ کی شکل نظر آئے حرام ہے اس طور

پر اعضاءِ مخفیہ دکھانا بھی حرام اور دیکھنا بھی حرام ہے۔ اگر چہ بلاشہوت ہو، ایسا لباس اگر اتنا موٹا ہو کہ اس میں بدن کا رنگ نظر نہ آتا ہو تو اس میں اگر چہ نماز کا فرض ادا ہو جائے گا مگر حرام لباس میں نماز مکروہ ہے اور واجب الاعادہ ہوگی۔ البتہ اگر عورت نے نماز کے وقت چست کرتے کو بڑی چادر یا دوپٹہ سے چھپا کر نماز پڑھی تو ایسی نماز میں کراہت نہ ہوگی۔

(احسن الفتاویٰ بحوالہ شامی : ۱/۳۸۱)

نماز میں عورت کے ٹخنے کھلے رہنے کا حکم

قاعدہ یہ ہے کہ اگر سہواً کسی عضو کا چوتھائی حصہ تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کی مقدار تک کھلا رہے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر قصداً چوتھائی عضوء ایک لمحہ کے لئے بھی کھلا چھوڑ دیا ہے تو نماز فاسد ہوگئی اور چوتھائی عضو سے کم ستر کھلنا خواہ سہواً یا قصداً تین تسبیح کی مقدار سے کم ہو یا زیادہ بہر حال مفسد نہیں، اگر چہ قصداً ایسا کرنا درست نہیں ہے ٹخنے پنڈلی کے ساتھ مل کر ایک عضو ہے اور چوتھائی عضو سے کم ہے اس لئے ٹخنے کھلے رہنے کی صورت میں نماز تو ہو جائے گی تاہم نماز میں عورت کے لئے ٹخنے چھپانے کا حکم ہے۔

(ماخوذ از احسن الفتاویٰ : ۳/۴۰۲ بتغیر یسیر)

قریب البلوغ کا لباس

جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی بلکہ جوانی کے قریب ہے اس کا دوپٹہ سر سے سرک گیا اور سر کھل گیا اور اسی حال میں اس نے نماز پڑھ لی تو اس کو بھی نماز دہرانے کا حکم دیا جائے گا۔ جس طرح بالغہ عورت کو حکم دیا جاتا ہے۔

نماز میں ستر کھل جانے کا حکم

اگر نماز پڑھنے میں عورت کی چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی ہاتھ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں کھلی رہی جتنی دیر میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہہ سکے بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہوگئی، اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب بھی کوئی چوتھائی

عضو کھل جائے گا تو نماز نہیں ہوگی، جیسے چوتھائی کان یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی پیٹھ یا چوتھائی گردن یا چوتھائی سینہ یا چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی بشرطیکہ بقدر تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے کھلا رہے۔

نیم آستین کرتا میں نماز کا حکم

نیم آستین یا بلا آستین کا کرتا یا بلاؤز یا فراک پہن کر اگر کسی عورت نے نماز پڑھی اور اپنی بانہوں کو چادر وغیرہ سے نہیں چھپایا تب بھی نماز نہ ہوگی۔

میلے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم

استعمال کے عام پاک کپڑے جس میں میل، داغ ودھبہ نظر آتے ہیں ان کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا نماز کے الگ صاف ستھرے کپڑے ہونے چاہئیں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں حسن وجمال کے ساتھ حاضری دی جاسکے۔

پیاز، لہسن کھا کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

پیاز یا لہسن کھانے کے بعد منہ کی بدبو زائل کئے بغیر نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ یہ دربار خداوند کی عظمت کے خلاف ہے اور بدبو سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے کچی پیاز کھانے سے منع فرمایا۔

عن علی رضی اللہ عنه قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن اکل الثوم الامطبوخا . رواہ الترمذی (مشکوٰۃ : ۱/۳۸۷)

خواتین کا رکوع

خواتین رکوع میں جاتے وقت ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۱- جب قیام سے فراغت ہو جائے تو رکوع کرنے کے لئے "اللہ اکبر" کہیں جس وقت رکوع کرنے کیلئے جھکیں اسی وقت تکبیر کہنا بھی شروع کریں اور رکوع میں جاتے ہی تکبیر ختم کردیں۔

۲- خواتین رکوع میں معمولی جھکیں کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں

مردوں کی طرح خوب اچھی طرح نہ جھکیں۔(شامی)

۳۔ خواتین گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر رکھیں مردوں کی طرح کشادہ کر کے گھٹنوں کو نہ پکڑیں اور گھٹنوں کو ذرا آگے جھکا لیں اور اپنی کہنیاں بھی پہلو سے خوب ملا کر رکھیں۔ (درمختار)

رکوع کے غلط طریقہ کی اصلاح:

رکوع سے کھڑے ہوتے وقت اس قدر سیدھی کھڑی ہونی چاہئے کہ جسم میں کوئی خم باقی نہ رہے، بعض خواتین کھڑے ہوتے وقت سیدھی کھڑی ہونے کے بجائے صرف کھڑے ہونے کا اشارہ کر دیتی ہیں اور جسم کے جھکاؤ کی حالت میں ہی سجدہ کے لئے چلی جاتی ہیں۔ ان کے ذمہ نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔لہٰذا اس سے سختی کے ساتھ پرہیز کریں۔ جب تک سیدھی ہونے کا اطمینان نہ ہو جائے۔سجدے میں نہ جائیں۔

خواتین کا سجدہ

سجدہ میں خواتین خوب سمٹ کر دبک کر اس طرح سجدہ کریں کہ پیٹ رانوں سے بالکل مل جائے بازو بھی پہلوؤں سے بالکل ملے ہوئے ہوں نیز پاؤں کھڑا کرنے کے بجائے انہیں دائیں طرف نکال کر بچھا دیں جہاں تک ہو سکے انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں نیز کہنیوں سمیت باہیں بھی زمین پر رکھیں۔

سجدہ کے غلط طریقہ کی اصلاح:

ایک سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جائیں پھر دوسرا سجدہ کریں ذرا سا ''سر'' اٹھا کر سیدھی ہوئے بغیر دوسرا سجدہ کر لینا گناہ ہے اور اس طرح کرنے سے نماز کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے۔

ناخن پالش اور نماز

بعض خواتین جو ناخن پالش لگاتی ہیں اور زینت حاصل کرتی ہیں۔ان کو سمجھنا چاہئے کہ ایسی تزئین حرام ہے جو شرعی فرائض کی صحت سے مانع ہو جو چیز بدن تک پانی پہنچنے سے

مانع ہو اس کی موجودگی میں وضو اور غسل صحیح نہیں ہوتا اگر بال برابر بھی جگہ خشک رہ گئی تو وضو اور غسل نہ ہوگا۔ حضرات فقہاء نے گوندھے ہوئے خشک آٹے کو صحت وضو سے مانع قرار دیا ہے حالانکہ وہ ناخن پالش جتنا سخت نہیں ہوتا اور اس کی ضرورت بھی ہے۔ جبکہ ناخن پالش کی کوئی ضرورت نہیں۔ لہٰذا جتنی بھی نمازیں ناخن پالش لگا کر پڑھی جائیں گی سب واجب الاعادہ ہونگی اور ساتھ ساتھ توبہ و استغفار بھی کرنی ہوگی۔

(احسن الفتاویٰ : ۲/۲۷)

خواتین ناخنوں کو رنگنے کے لئے مہدی استعمال کریں یہ وضو و غسل کی صحت سے مانع نہیں ہے۔ باقی نمازوں کے علاوہ اوقات میں ناخن پالش کا حکم پہلے گزر چکا ہے۔

بیوٹی پارلر اور نماز

خواتین کو آرائش و زیبائش کی تو اجازت ہے لیکن شرعی حدود کے اندر رہ کر، لہٰذا موجودہ دور میں بیوٹی پارلر کے نام پر جو پیشہ اختیار کیا جاتا ہے اس میں چند قباحتیں مختصراً یہ ہیں۔

۱۔ بعض جگہ مرد یہ کام انجام دیتے ہیں یہ خالصتاً بے حیائی ہے۔ جو کہ زنا کے حکم میں ہے۔

۲۔ ایسی خواتین بازاروں میں حسن کی نمائش کرتی پھرتی ہیں یہ بھی بے حیائی ہے۔

۳۔ بعض دفعہ بیوٹی پارلر میں جا کر ایسی شکل و صورت بنا لیتی ہیں جو مردوں سے مشابہ ہو جاتی ہے۔ حدیث میں ایسے مردوں اور عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے جو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔

۴۔ کہیں یہ بیوٹی پارلز کے مراکز فحاشی کے خفیہ اڈے ہوتے ہیں۔

۵۔ عام تجربہ یہ ہے کہ ایسے کاروبار کرنیوالوں کو (خواہ مرد ہوں یا عورتیں) دین و ایمان سے کوئی واسطہ نہیں رہ جاتا، اس لئے یہ ظاہری زیبائش باطنی بگاڑ کا ذریعہ بھی ہے۔

(ماخوذ از آپ کے مسائل اور ان کا حل)

پھر بیوٹی پارلر سے نکلنے کے بعد وضو ونماز کا تو دھیان ہی ختم ہو جاتا ہے۔ اگر وضو کرتی ہے تو رنگ وروغن اتر جاتا ہے، اگر نہیں کرتی تو نماز پڑھنے کی کوئی صورت باقی نہیں ہے، اس طرح بہت سی نمازیں ضائع ہو جاتی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ بیوٹی پارلر کا پیشہ کئی خلاف شرع امور پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ خواتین کے لیے اس میں شرعی نقصان کے علاوہ جسمانی صحت کا بھی نقصان ہے جس کی تفصیل شروع میں گزر چکی ہے، اس سے اجتناب لازم ہے۔

عورتوں کے لئے ساڑھی پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

اگر ساڑھی اس طرح ہو کہ اس سے پورا جسم چھپ جائے، ستر (یعنی، چہرہ، ہتھیلی، قدم کے علاوہ پورا جسم) کا کوئی حصہ نظر نہ آئے تو اس میں نماز ہو جائے گی اگر ستر پورا نہ ڈھکے اور اوپر کوئی ایسی بڑی چادر بھی نہیں جس سے ستر پورا چھپ جائے تو اس میں نماز نہیں ہوگی۔ (امداد الاحکام: ۱/۵٦٦)

نماز میں بلاضرورت کھجلانا مکروہ تحریمی ہے

نماز میں اعضاء جوارح کو سکون سے رکھنا چاہئے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے نماز میں بلاضرورت ایک بار بھی کھجلانا مکروہ تحریمی ہے، اور نماز واجب الاعادہ ہے، اگر کوئی ایسی ضرورت پیش آجائے کہ کھجائے بغیر یکسوئی برقرار نہ رہے تو ایک بار کھجلانا بلا کراہت جائز ہے تین بار اس طرح کھجلانا کہ درمیان ایک رکن (یعنی تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ) کی مقدار توقف نہ ہو، تو یہ مفسد نماز ہے، اس لئے خوب احتیاط کرنا ضروری ہے۔

(احسن الفتاویٰ: ۳/٤١٦)

نماز میں لاحول پڑھنا

اگر دنیوی امور کے متعلق کوئی وسوسہ آنے کی وجہ سے لاحول پڑھی تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر امور آخرت کے متعلق پڑھی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

قال فی العلائیة لوحوقل لدفع الوسوسة ان لامور الدنیا لفسد

لالامور الاخرة. (ردالمحتار)

مصلیٰ کا کونہ ناپاک ہو جائے

بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ خواتین نماز پڑھ رہی ہوتی ہیں بچہ جو قریب میں ہے وہ مصلیٰ پر بیٹھ کر پیشاب کر دیتا ہے، یا اور کوئی صورت پیش آئی جس سے مصلیٰ کا ایک حصہ ناپاک ہو گیا تو ایسی صورت میں نماز کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری طرف اتنی پاک جگہ ہے کہ جس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔

(احسن الفتاویٰ بحوالہ شامیہ : ۳/۴۲۲)

پیشاب پاخانہ کے تقاضا کے ساتھ نماز ادا کرنا

پیشاب پاخانہ کا اس قدر شدید تقاضا ہو کہ نماز میں یکسوئی اور اطمینان ختم ہو جائے تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اس لئے نماز شروع کرنے سے پہلے اگر ایسا تقاضہ ہو تو شروع کرنا جائز نہیں اور اگر شروع کرنے کے بعد درمیان میں ایسا تقاضا پیدا ہوا تو نماز قطع کر دے فراغت کے بعد پڑھے، البتہ اگر دونوں صورت نماز قضاء ہونے کا خطرہ ہو مثلاً فجر کا بالکل آخری وقت ہے فراغت کے لئے جائے تو سورج نکل آئے گا تو اسی طرح نماز پڑھ لے قضاء نہ ہونے دے۔ بشرطیکہ قابل برداشت ہو۔

(ملخص از احسن الفتاویٰ : ۳/۴۳۱)

سوتے شخص کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

گھر میں بچے وغیرہ سو رہے ہوں اور جگہ کی تنگی ہو نماز پڑھیں تو سونے والا شخص قبلہ کی جانب ہے تو ایسی صورت میں نماز پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ لیٹنے والے کا رخ نمازی کی طرف نہ ہو بلکہ چت یا قبلہ رخ لیٹا ہو، البتہ اگر لیٹنے والے پر کوئی کپڑا ہو تو بہر صورت جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ)

بچہ نماز میں ماں کا سر ننگا کر دے

اگر نماز کے دوران چھوٹا بچہ ماں کا سر ننگا کر دے تو حکم یہ ہے کہ اگر ایک رکن یعنی تین

مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کی مقدار سر کھلا رہے تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر سر کھلتے ہی فوراً ڈھانک لیا تو نماز ہو جائے گی۔

سجدہ میں دوپٹہ پیشانی پر آنے کا حکم

نماز کے لئے سر پر دوپٹہ اس طرح رکھے کہ پیشانی سجدہ کے لئے خالی رہے اگر کسی وجہ سے دوپٹہ سرک کر سجدہ کی جگہ آ گیا اور اسی پر سجدہ کر لیا تب بھی نماز ہو جائے گی۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل : ۲۹۹/۳)

خواتین کے لئے اذان کا انتظار ضروری نہیں

خواتین کے لئے افضل یہ ہے کہ وقت داخل ہونے کے بعد فوراً نماز پڑھ لیں۔ ان کو اذان کا انتظار ضروری نہیں البتہ وقت کا پتہ نہ چلے تو اذان کا انتظار کریں۔

نماز میں آنکھیں بند نہ کریں

نماز کے دوران مستقل آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے۔ اگر آنکھیں بند کرنے سے یکسوئی حاصل ہوتی ہو تب بھی افضل یہی ہے کہ آنکھیں کھول کر نمازیں پڑھی جائیں۔ تاہم اگر آنکھیں کبھی کھول لے اور کبھی بند کرے مستقل بند نہ رکھے تو اس صورت میں کراہت نہ ہوگی۔

نماز کے دوران چھینک آئے

اگر نماز کے دوران چھینک آئے تو الحمد للہ نہ کہا جائے تاہم اگر کسی نے بے خیالی میں کہہ دیا تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

حیض کا خون بند ہونے پر نماز کا حکم

اگر کسی عورت کی دس روز سے کم میں خون بند ہونے کی عادت ہے۔ تو نماز فرض ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ خون بند ہونے کے بعد اتنا وقت مل جائے کہ جس میں جلدی سے غسل کا فرض ادا کر کے تکبیر تحریمہ کہہ سکے، تو اس وقت کی نماز فرض ہوگی، اگر نہیں پڑھی تو قضاء کرے اور اگر پورے دس روز تک خون آتا ہو تو اگر وقت ختم ہونے سے صرف اتنی دیر پہلے

دس روز پورے ہوگئے جس میں بدون غسل کئے صرف تکبیر تحریمہ کہہ سکے تو اس وقت کی نماز فرض ہوگئی اس کی قضاء کرے۔ (احسن الفتاوی : ۲/ ۷۰ بحواله شامی : ۱/ ۲۷۳)

اس مسئلہ میں عورتیں بہت ہی بے احتیاطی کرتی ہیں اگر چہ خون دس دن سے پہلے بند ہو جائے تب بھی دس دن تک بیٹھی رہتی ہیں بعض عورتیں خیال نہیں رکھتیں خون کس وقت بند ہو رہا ہے۔ نماز کا وقت باقی ہے یا نہیں خون بند ہونے کے بعد کس وقت سے نماز فرض ہو رہی ہے اس کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔

نفاس کا خون بند ہونے پر نماز کا حکم

اگر چالیس دن سے پہلے نفاس کا خون بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز شروع کر دے۔ ہرگز کوئی نماز قضاء نہ ہونے دے۔ (بهشتی زیور)

نفاس کا خونِ بند ہونے پر نماز کی تفصیل وہی ہے جو حیض کے بیان میں گذر گئی۔

اسقاط کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر حمل چار ماہ یا اس سے زیادہ مدت کا ہو تو ولادت کے بعد آنے والا خون نفاس کا ہوگا۔ اگر حمل پر چار ماہ نہ گذرے ہوں تو یہ خون حیض ہے، بشرطیکہ تین روز یا اس سے زیادہ آئے اگر تین روز سے کم آیا تو یہ استحاضہ ہے۔ اگر چار ماہ نہیں گذرے تھے اس کے باوجود خون کو نفاس سمجھ کر نمازیں چھوڑ دیں تو ان کی قضاء فرض ہے۔

قال في شرح التنوير و سقط ظهر بعض خلقه كيدأو رجل او اصبع او ظفر او شعر ولا يتبين خلقه الا بعد مائه وعشرين يوماً ولد حكماً فتصير المرأة به نفساء الخ . (شامية : ۱/ ۲۷۹)

مستحاضہ کی نماز

جس عورت کو تین دن سے کم یا دس روز سے زیادہ حیض کا خون آئے یا چالیس روز سے زیادہ نفاس کا خون آئے اسے مستحاضہ کہا جاتا ہے، اس کے لئے حکم یہ ہے کہ استحاضہ کے

دنوں میں نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے۔ اگر کسی عورت نے نماز نہیں پڑھی اس کی قضا لازم ہے۔

لیکوریا کے پانی کا حکم

لیکوریا کے بیماری میں جو پانی خارج ہوتا ہے وہ چونکہ رحم سے خارج ہوتا ہے اس لئے وہ مذی کی طرح نجاست غلیظہ ہے۔

ولیس هو فی حکم رطوبة الفرج الداخل.

(کما فی امداد الفتاویٰ: ۱/ ٦٥)

اگر یہ پانی کپڑے میں لگے تو کپڑے ناپاک ہو جائیں گے۔

لیکوریا کے پانی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نماز کے دوران پانی نکلے تو نماز نہ ہوگی الا یہ کہ معذوری کی صورت ہو جس کا حکم آگے آرہا ہے۔ (شامیه: ۱/ ۳۱۳ ایچ ایم سعید)

لیکوریا کا پانی اور نماز کا حکم

اگر یہ پانی ہر وقت بہتا رہتا ہے اور اتنا وقفہ بھی نہیں ملتا کہ اس میں چار رکعت نماز ادا کی جاسکے تو پھر یہ عورت ''معذور'' کے حکم میں داخل ہے، ایسی عورت کے لئے جائز ہے کہ ہر نماز کا وقت داخل ہونے پر وضو کرے اور اس سے جتنی چاہے نمازیں فرض، نوافل وغیرہ پڑھتی رہے، جب تک اس نماز کا وقت رہے گا اس کا وضو سیلان کا پانی نکلنے سے نہیں ٹوٹے گا۔ پھر جب دوسری نماز کا وقت آئے نیا وضو کرے۔

(فتاوی عثمانی: ۱/ ۳۳٤، شامیة: ۱/ ۳۰۵)

حیض اور نفاس والی خاتون نماز کے اوقات میں تسبیح کریں:

عورت کے لئے مستحب یہ ہے کہ حیض اور نفاس کے دنوں میں نماز کے اوقات میں وضو کر کے مصلیٰ پر اتنی دیر بیٹھ کر تسبیح، درود شریف اور ذکر واذکار کرتی رہے جتنی دیر میں کہ وہ نماز پڑھے۔ اس عمل کو اپنا لینے میں ثواب کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہے کہ ان اوقات میں نماز

وعبادت کی عادت پختہ رہے گی۔اور حیض نفاس سے پاک ہوتے ہی نماز شروع کر دینے میں کوئی دقت ومشقت پیش نہیں آئے گی۔

ویستحب لها ان تتوضاء لوقت کل صلاة وتقعد علی مصلاها وتسبح وتهلل وتکبر بقدر اداء ها کی لاتنسی عادتها الخ.

(شامی : ۱/۲۱۳)

عورتوں کا مسجد کی جماعت میں حاضر ہونے کا حکم

بعض عورتوں کو مسجد کی جماعت میں حاضر ہونے کا شوق ہوتا ہے۔وہاں جا کر جماعت سے نماز پڑھتی ہیں۔ بلکہ بعض لوگ مستقل ترغیب دیتے ہیں کہ عورتیں مسجد میں آ کر نماز پڑھیں اس سلسلہ میں حضور ﷺ کے زمانہ میں عورتوں کا مسجد کی جماعت میں حاضر ہونے سے استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ صلحاء امت کا فیصلہ ہے کہ فتنہ کے سد باب کے لئے ضروری ہے کہ عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا جائے یہ سلسلہ صحابہ کرام خلفاء راشدین کے زمانہ میں ہی ممنوع ہو گیا تھا کہ عورتیں مسجد میں نہ آئیں ان کے لئے آنا جائز نہیں۔اس بارے میں ذیل میں ایک استفتاء مع جواب پیش خدمت ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں عورتوں کا مسجد میں آنا کیوں ممنوع ہو گیا؟

سوال: عورتیں پنج وقتہ نماز، جمعہ اور عیدین کے لئے مسجد جا سکتی ہیں یا نہیں؟ امید ہے کہ مدلل جواب مرحمت فرمائیں گے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے مبارک زمانہ میں عورتیں مسجد جاتی تھیں، کیا یہ صحیح ہے؟ مدلل جواب تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا

جواب: زمانہ مبارکہ میں عورتوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی، وہ زمانہ خیر القرون کا تھا فتنوں سے محفوظ تھا رسول مقبول ﷺ بہ نفس نفیس تشریف فرما تھے، وحی نازل ہوتی تھی، نئے نئے احکام آتے تھے، نئے مسلمان تھے نماز وغیرہ کے مسائل سیکھنے کی ضرورت تھی اور سب سے بڑھ کر حضور اقدس ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل ہوتا تھا، ان تمام باتوں کے باوجود عورتیں نماز با جماعت پڑھنے کی مکلف نہیں تھیں

صرف اجازت تھی اور افضل یہی تھا کہ عورتیں مکانوں میں چھپ کر اور تاریک تر کمرے میں (جہاں اجنبی مردوں کی بالکل نظر نہ پڑ سکے) نماز پڑھیں اس کی بین دلیل حضرت ام حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث ہے۔ (ملاحظه هو فتاویٰ رحیمیه : ٥/١٦)

بعد کے زمانہ میں عورتوں میں کچھ آزادی اور خرابی رونما ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد میں آنے سے روکا، حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس سے اتفاق کیا، ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فقیہانہ جواب دیا:

" لو ادرك رسول الله صلى الله عليه وسلم ما احدثت النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل ."

اگر رسول اللہ ﷺ عورتوں کی یہ حالت دیکھتے تو ان کو مسجد آنے سے ضرور روک دیتے جس طرح بنی اسرائیل کی عورتوں کو مسجد آنے سے ممانعت کردی گئی تھی۔

(بخاری شریف : ١/١٢٠، مسلم شریف : ١/١٨٣، زجاجة المصابيح ١/٣١٣)

عنایہ شرح ہدایہ میں ہے:

ولقد نهى عمر رضى الله تعالىٰ عنه النساء عن الخروج الى المساجد فشكون الى عائشة رضى الله عنها فقالت لو علم النبى صلى الله عليه وسلم ما علمه عمر رضى الله تعالىٰ عنه مااذن لكن فى الخروج فاحتج به علماء نا ومنعوا الشواب عن الخروج مطلقاً.

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کو مسجد آنے سے منع فرمایا تو عورتوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی شکایت کی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جن امور کا علم ہوا اگر حضور اقدس ﷺ کے سامنے یہ امور ظاہر ہوتے تو تم کو (برائے نماز) نکلنے کی اجازت مرحمت نہ فرماتے، ہمارے علماء نے اسی سے استدلال کیا ہے اور نوجوان عورتوں کو مطلقاً نکلنے سے منع فرمایا۔

(عناية شرح هداية ۱/۳٦٥، مع فتح القدير، باب الامامة)

بدائع الصنائع میں ہے:

ولا يباح الشواب منهن الخروج الى الجماعات بدليل ماروى عن عمر رضى الله عنه انه نهى الشواب عن الخروج ولان خروجهن الى الجماعة سبب للفتنة والفتنة حرام وما ادى الى الحرام فهو حرام.

ترجمہ: جوان عورتوں کو جماعت میں شریک ہونے کے لئے نکلنا مباح نہیں اس روایت کے پیش نظر جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے جوان عورتوں کو نکلنے سے منع فرمادیا تھا اور اس وجہ سے کہ عورتوں کا گھروں سے نکلنا فتنہ کا سبب ہے اور فتنہ حرام ہے اور جو چیز حرام تک پہنچائے وہ بھی حرام ہے۔

(بدائع الصنائع : ۱/۱۵۷، فصل فی بیان من يصلح للامامة فی الجملة)

عینی شرح بخاری میں ہے۔

وكان ابن عمر رضى الله عنهما يقوم يحصب النساء يوم الجمعة يخرجهن من المسجد.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمعہ کے روز کھڑے ہوکر عورتوں کو کنکریاں مار کر مسجد سے نکال دیتے۔ (عينى شرح بخارى : ۳/۲۲۸)

عورتوں کو مسجد سے نکالنا

اسی طرح فقیہ الامت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے روز عورتوں کو مسجد سے نکال دیتے اور فرماتے اپنے گھر جاؤ تمہارے گھر تمہارے لئے بہتر ہیں۔

عن ابى عمرو الشيبانى انه رأى عبدالله يخرج النساء من المسجد يوم الجمعة ويقول اخرجن الىٰ بيوتكن خير لكن رواه الطبرانى فى الكبير باسناد لابأس به. (الترغيب والترهيب : ۱/۱۹۰)

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے:

۱۔ حدثنا ابو بکر قال حدثنا جریر عن منصور عن ابراھیم قال یکرہ خروج النساء فی العیدین.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین میں عورتوں کا نکلنا مکروہ ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ : ۱۸۳/۲)

۲۔ حدثنا وکیع عن سفیان عن عبد اللّٰہ بن جابر عن نافع عن ابن عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم انہ کان لا یخرج نسائہ فی العیدین.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کی مستورات کو عیدین کی (نماز کے لئے) نہیں نکالتے تھے۔

۳۔ حدثنا ابو اسامۃ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ انہ کان لا یدع امرأۃ من اھلہ تخرج الی فطرو لاالیٰ اضحی.

ہشام اپنے والد عروہ کا عمل بیان کرتے ہیں کہ آپ اپنے گھر کی کسی عورت کو (عیدگاہ) نہیں جانے دیتے تھے۔ (حوالہ بالا)

٤۔ حدثنا ابو داؤد عن قرۃ قال حدثنا عبدالرحمن بن القاسم قال کان القاسم اشدشی علی العواتق لا یدعھن یخرجن فی الفطر والاضحی.

عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ ان کے والد (حضرت قاسم) عورتوں کو عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز کے لئے نہیں جانے دیتے تھے اور اس سلسلہ میں ان کا رویہ بڑا سخت تھا۔

(حوالہ بالا)

۵۔ حدثنا وکیع بن حسن بن صالح عن منصور عن ابراھیم قال کرہ للشابۃ أن تخرج الی العیدین.

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عیدین (کی نماز کے لئے) جوان عورت کا نکلنا مکروہ ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ : صـ ۱۸۳ من کرہ خروج النساء الی العیدین

فتاوی رحیمیه : ۱/۲۶۲)

عورتوں کے لئے نماز کی افضل جگہ

عن ام سلمة رضی الله تعالیٰ عنها عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال خیر مساجد النساء قعر بیوتهن۔ رواه احمد والطبرانی فی الکبیر الی...... قال الحاکم صحیح الاسناد.

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رسول کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا عورتوں کی سب سے بہترین مسجد ان کے گھر کی گہرائی ہے (یعنی زیادہ اندھیرا اور تاریک کوٹھری) (الترغیب والترهیب : ۱/۱۸۸)

مطلب یہ ہے کہ، جماعت کا ستائیس نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی ﷺ کا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب، اور خود جناب نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنا سعادت عظمیٰ ہونے کے باوجود، عورتوں کے لئے ہدایت یہ تھی کہ زیادہ فضیلت اور ثواب اور سعادت کی بات یہ ہے کہ وہ نماز گھر میں پڑھیں اور اس سے بڑھ کر یہ فرمایا گیا کہ تاریک سے تاریک کوٹھری میں نماز پڑھنا مسجد نبی ﷺ میں نماز پڑھنے سے کئی درجہ افضل ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا۔

کہ عورت چھپانے کی چیز ہے وہ جب گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کو تاکتا ہے (یعنی لوگوں کے دلوں میں اس کے متعلق گندے خیالات اور وساوس ڈالتا ہے) اور عورت اپنے گھر کی سب سے زیادہ بند کوٹھری ہی میں اللہ تعالیٰ سے بہت قریب ہوتی ہے۔

(الترغیب والترهیب : ۱/۱۸۸)

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت کی سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز ہے جو اس نے بہت ہی تاریک کوٹھری میں پڑھی ہو۔

(الترغیب والترهیب : ۱/۱۸۹)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی بہترین جگہ گھر کے اندر کا کمرہ

ہے اس لئے ان کو گھر ہی میں نماز پڑھنی چاہئے، خوف فتنہ کی وجہ سے ان کے لئے مسجد میں آنا جائز نہ ہوگا۔

عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے

صرف عورتیں آپس میں مل کر جماعت کروائیں اس طرح کہ امامت بھی عورت ہی کرائے اور پیچھے مقتدی بھی صرف عورتیں ہی ہوں تو اس طرح صرف عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔

کما فی العلائیة قال: ویکرہ تحریماً جماعة النساء ولو فی التراویح غیر صلوٰة الجنازة. (شامی: ۵۲۹/۱، احسن الفتاویٰ: ۳۱۳/۳)

صرف نامحرم عورتوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے

کسی مقام پر صرف عورتوں کا اجنبی مرد کے ساتھ ان کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جبکہ ان کے ساتھ کوئی مرد یا محرم عورت نہ ہو، اگر ان میں سے کوئی جماعت میں شریک ہو، یعنی گھر کے مرد جماعت کروارہے ہیں پیچھے کوئی اجنبی عورت گھر کی عورتوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہوجائے کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ پردہ میں ہو۔

کما تکرہ امامة الرجل لھن فی بیت لیس معھن رجل غیرہ ولا محرم عنہ اختہ أوزوجتہ اوأمتہ اما اذا کان معھن واحد ممن ذکر أو امھن فی المسجد لا یکرہ بحر. (ردالمحتار: ۵۲۹/۱)

مقتدی ''بچہ'' اور ''عورت'' ہو

جماعت کے وقت مقتدی صرف ایک نابالغ بچہ اور ایک عورت ہو تو صف بندی اس طرح کریں کہ بچہ امام کے دائیں جانب کھڑا ہو اور عورت امام کے پیچھے عورت محرم ہو یا نہ ہو دونوں کا یہی حکم ہے۔ (احسن الفتاوی بحوالہ شامی: ۲۹۹/۳)

عورت بلا اقامت نماز پڑھے

عورت اکیلی بدون اقامت نماز پڑھے۔ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ اگر اس

کے باوجود جماعت کریں گی تو اس میں اقامت نہیں ہے۔

قال فی العلائیة ولا یسن ذلك فما تصیله النساء اداءً وقضاءً ولو جماعة کجماعة الصبیان وعبید، وقال ابن عابدین رحمه اللّٰه وکان الاولیٰ للشارح، ان یقول ولو منفردةً لان حماعتهن الان غیر مشروعة فتفطن . (شامی : ۱/۳۶۳، احسن الفتاوی : ۲/۲۸۳)

عورت کے لئے حرم شریف میں جماعت سے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

عورتیں نماز کے لئے مسجد جا سکتی ہیں یا نہیں اس کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ اس بارے میں ام حمید ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث بہت ہی قابل غور ہے۔ کہ انہوں نے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا بہت زیادہ شوق ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا شوق بہت اچھا ہے۔ (اور دینی جذبہ ہے) مگر تمہاری نماز اندرونی کوٹھری میں کمرہ کی نماز سے بہتر ہے۔ اور کمرہ کی نماز گھر کے احاطہ کی نماز سے بہتر ہے اور گھر کے احاطہ کی نماز محلّہ کی مسجد کی نماز سے بہتر ہے اور محلّہ کی مسجد کی نماز میری مسجد (یعنی مسجد نبوی) کی نماز سے بہتر ہے۔ چنانچہ ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمائش کر کے اپنے کمرہ میں (کوٹھے) کے آخری کونے میں جہاں سب سے زیادہ اندھیرا رہتا تھا، مسجد (نماز پڑھنے کی جگہ) بنوائی، وہیں نماز پڑھا کرتی تھیں، یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا اور اپنے اللہ کے حضور میں حاضر ہوئیں۔ (الترغیب و الترھیب : ۱/۱۷۸)

اس سے ثابت ہوا کہ عورتوں کے لئے اپنے گھر (قیام گاہ) ہی میں نماز پڑھنا بہتر ہے چاہے وہ محلّہ کی مسجد ہو یا حرم شریف۔ مذکورہ حدیث تو خاص مسجد نبوی ﷺ کے متعلق ہے اور حضور اقدس ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے متعلق درخواست تھی، لہٰذا عورتوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ خاص نماز کے ارادہ سے مسجد نہ جائیں چاہے مسجد حرم ہی کیوں نہ ہو۔

البتہ عورتیں اگر طواف کے ارادہ سے یا روضۂ پاک میں سلام پیش کرنے کیلئے حرمین شریفین میں حاضر ہوتی ہیں اور نماز کی تیاری ہونے لگے تو وہاں عورتوں کے ساتھ نماز پڑھ

لیں مردوں کے ساتھ ہرگز کھڑی نہ ہوں۔ (فتاوی رحیمیہ : ۱/۲٦٦)

حرم شریف میں بے پردگی کا واقعہ

ایک مرتبہ میں حرم شریف میں داخل ہورہا تھا۔تو ایک دیندار شخص کو ایک بے پردہ خاتون کے ساتھ مسجد حرام سے نکلتے دیکھا مجھے بہت تعجب ہوا کہ یہ شخص بظاہر دیندار نظر آرہا ہے ان کے ساتھ بے پردہ خاتون ہے آخر کیا معاملہ ہے؟ میں نے ان کو روک کر کہا کہ شاید آپ پاکستان کے صوبہ سرحد کے رہنے والے ہیں؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا تو میں نے ان سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری اہلیہ ہے، میں نے کہا کہ آپ کے ساتھ کیا حادثہ پیش آیا ان کا برقع کہاں گیا، اتنے بڑے مجمع میں بیت اللہ شریف کے سامنے آپ کی بیوی بے پردہ ہیں جبکہ آپ کا تعلق صوبہ سرحد سے ہے آپ بظاہر دیندار بھی معلوم ہورہے ہیں۔انہوں نے سخت پریشانی کے عالم میں نگاہ نیچے کرلی اور مجھ سے کہنے لگے مولانا صاحب، خدا کی قسم پاکستان میں کبھی میری بیوی نے برقع نہیں اتارا، ہم یہاں حج کے لئے آے ہیں اب اس عورت نے مجھے کہا کہ یہاں مجھے بہت زیادہ گرمی لگتی ہے۔لہٰذا ظہر کی نماز کے لئے حرم شریف جاتے ہوئے برقع نہیں پہن سکتی، مجھے اتنا جواب دینے کے بعد اپنی بیوی پر برس پڑے یہ تم نے کیا کیا ہے؟

اب اندازہ لگایئے حرم شریف میں نماز پڑھنا فی نفسہ ثواب کا عمل ہے لیکن اس کو بہانا بنا کر پردہ ہی اتار دیا خواتین نماز کا کہہ کر وہاں جاتی ہیں اس طرح کے بہت سے خلاف شرع امور کا ارتکاب کرتی ہیں اس لئے صرف طواف کے لئے جائیں بقیہ وقت اپنی رہائش گاہ ہی پر نماز پڑھتی رہیں۔حدود حرم کے اندر جہاں کہیں بھی نماز پڑھیں گی حرم شریف کی نماز کے برابر ہی ثواب ملے گا۔اس لئے اس کا خیال رکھیں۔

تراویح میں تنہا عورتوں کی جماعت کا حکم

بعض خواتین قرآن کریم حفظ کرلیتی ہیں ان کو جماعت سے تراویح پڑھانے کا شوق ہوتا ہے اسی طرح یہ عذر بھی پیش کرتی ہیں اگر وہ تراویح میں قرآن نہ سنائیں تو بھول جائیں

گی۔ چونکہ تنہا عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی ہے یہ حکم تراویح کے لئے بھی ہے۔ لہٰذا عورتوں کو تراویح با جماعت ادا کرنے کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ اگر بھول جانے کا عذر ہو تو تراویح تنہا پڑھیں۔ اور اس میں آواز کے ساتھ تلاوت کریں لیکن خیال رہے کہ یہاں آواز نامحرم مردوں کے کانوں میں نہ پڑے۔

كما في العلائيه ويكره تحريما جماعة النساء ولو في التراويح غير صلوٰة الجنازة. (شامی: ۱/۵۲۹)

عورتوں کا تراویح کیلئے مسجد میں آنے کا حکم

جس طرح عورتوں کو نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں آنا جائز نہیں اسی طرح نماز تراویح کے لئے بھی عورتوں کو مسجد میں آنا جائز نہیں ہے۔

وفي مراقي الفلاح: ولا يحضرن الجماعات۔ لما فيه من الفتنة والمخالفة وفي الطحطاوى قال: فالافضل لها ما كان استرلها ولا فرق بين الفرائض وغيرها كالتراويح. (صـ: ۱۶٦، خیر الفتاویٰ: ۲/۵٤۸)

گھر میں خواتین کا تراویح کی جماعت میں شرکت کرنا

حافظ بالغ لڑکا محرم عورتوں کی امامت کرا سکتا ہے۔ لہٰذا اگر کوئی حافظ گھر میں تراویح پڑھائیں دو تین مرد بھی جماعت میں شریک ہیں، اور ساتھ کچھ محرم عورتیں شامل ہوتی ہیں ان کے ساتھ پردہ کے حکم کا لحاظ کرتے ہوئے کچھ غیر محرم عورتیں بھی شامل ہو جائیں شرعاً اس کی اجازت ہوگی۔

البتہ اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسی جگہ نامحرم عورتوں کا شامل ہونا جائز نہیں، اس پرفتن دور میں عورتیں اپنے گھروں میں تراویح پڑھیں۔ یہی افضل اور بہتر ہے، اسی میں ان کو زیادہ ثواب ملے گا۔ (فتاوی رحیمیه: ٤/٤٢٥)

عورتوں کے لئے بھی تراویح کی بیس (۲۰) رکعتیں ہیں

عورتوں کے لئے تراویح کی بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں۔ اگر طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر

پڑھیں اگراس کی بھی قدرت نہ ہوجتنی پڑھ سکتی ہیں پڑھیں۔

کما قال فی العلائیه: التراویح سنة مؤکدة لمواظبة الخلفاء الراشدین للرجال و النساء اجماعاً. (شامی : ۱/۱۶۵۹، احسن الفتاوی : ۳/۵۲۵)

عورتوں کا جنازہ کی جماعت کرانا

اصل تو یہی ہے کہ جنازہ کی نماز مرد ہی پڑھیں دفن کے تمام انتظامات بھی مرد ہی انجام دیں لیکن اگر کہیں ایسی مشکل پیش آجائے کہ کوئی میت ہے اس کے دفن اور جنازہ کے لئے کوئی مرد موجود نہیں وہاں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تو وہ عورتیں نماز جنازہ پڑھیں اوراسکے لئے جماعت کروالیں۔ (درمختار مع شامی : ۱/۵۲۸)

تصویر والے کپڑے میں نماز کا حکم

ایسا کپڑا جس میں جاندار کی تصاویر ہوں، اس کو پہن کر نماز پڑھنا مرد وعورت دونوں کیلئے مکروہ ہے اور نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا مکروہ ہے۔

و کرہ ...... لبس ثوب فیه تصاویر الخ (کنز الدقائق) لانه یشبه حامل الصنم فیکرہ و تکرہ التصاویر علی الثوب صلی فیه أولم یصل الخ.

عورت کی محاذات سے نماز فاسد ہونے کی شرائط

اگر نماز میں عورت مرد کے برابر میں کھڑی ہوجائے تو مندرجہ ذیل شرائط پائی جانے کی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

۱- محاذات: یعنی مرد کا کوئی عضو عورت کے قدموں کے برابر ہوجائے۔
۲- رکوع وسجدہ والی نماز ہو۔
۳- عورت عاقلہ بالغہ ہو۔
۴- تکبیر تحریمہ اور اداء کے لحاظ سے مرد اور عورت میں اشتراک ہو۔
۵- امام نے عورت کی امامت کی نیت کی ہو۔
۶- ایک رکن کامل میں محاذات ہو۔

۷- جہت بھی متحد ہو۔

۸- مکان ایک ہو۔

۹- دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔

۱۰- مرد نے اسے ہٹنے کیلئے اشارہ نہ کیا ہو وغیرہ ذلک تنہا تنہا نماز پڑھنے کی صورت میں محاذات مفسد نہیں ہے۔ایک دوسرے کے ساتھ مس نہیں ہونا چاہئے۔

اگر کسی مجبوری سے عورت مردوں کے ساتھ جماعت میں شریک ہو تو عورت کو اس طرح پیچھے کھڑا کیا جائے کہ عورت کا کوئی عضو مرد کے کسی عضو کے محاذات میں نہ آئے۔

(خیر الفتاویٰ : ۲/۴۵۸)

عورت کی محاذات سے تین مردوں کی نماز فاسد ہوگی

اگر کوئی عورت جماعت میں مردوں کی صف میں کھڑی ہو جائے تو اس عورت کے دائیں بائیں اس کی سیدھ پیچھے سے کل تین آدمیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ان کے علاوہ اگلی یا پچھلی صف والوں پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔

وقد صرحوا بأن المرأة الواحدة تفسد صلوٰة ثلاثة اذا وقفت فی الصف عن یمینها و من یسارها و من خلفها.

(کذافی الشامیه : ۱/۵۳۵، خیر الفتاویٰ : ۲/۴۴۰)

میاں بیوی ایک مصلے پر نماز پڑھیں تو نماز کا حکم

اگر میاں اور بیوی دونوں ایک ہی جائے نماز پر نماز ادا کر رہے ہوں یعنی بغیر جماعت کے اپنی اپنی نماز پڑھ رہے ہوں تو دونوں کی نماز ہو جائے گی مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ البتہ بالکل ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑا ہونا مکروہ ہے دونوں کے درمیان کچھ فاصلہ ہونا چاہئے۔

فمحاذاة المصلية لمصلی لیس فی صلوٰتها مکروهة لا مفسدة.

(درمختار)

رکوع وسجود پر قدرت نہ ہو تو نماز کا حکم

بعض عورتوں کو کمر کی تکلیف یا کسی اور بیماری کے سبب رکوع وسجدہ پر قدرت نہیں ہوتی، مگر کھڑی ہوسکتی ہیں ایسی عورتیں نماز ہرگز ترک نہ کریں ان سے نماز ساقط نہیں ہوتی وہ بیٹھ کر نماز ادا کریں رکوع وسجدہ اشارہ سے کریں اور سجدہ کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو۔

وان قدر على القيام ولم يقدر على الركوع والسجود لم يلزمه القيام ويصلي قاعدا يومي ايماء الخ. (شامی : ۱۴۲/۱)

آپریشن کے ذریعہ ولادت کی صورت میں نماز کا حکم

بعض اوقات ولادت میں پیچیدگیوں کی وجہ سے بڑے آپریشن کے ذریعہ پیٹ سے بچہ نکالا جاتا ہے، اس صورت میں اگر آپریشن کے بعد خون رحم سے جاری ہو جائے تو وہ نفاس کے حکم میں ہے اس پر نفاس والے احکام جاری ہونگے اس دوران نماز ساقط ہوگی۔ اور اگر صرف آپریشن کی جگہ ہی سے خون نکلے اور رحم سے نہ آئے تو وہ زخم کے حکم میں ہے اس صورت میں نماز ساقط نہیں ہوگی۔

فلو ولدت من سرتها ان سال الدم من الرحم فنفساء والافذات جرح وان ثبت له احكام الولد. (شامی : ۲۱۹/۱، خیر الفتاویٰ : ۱۴۶/۲)

عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنے کا حکم

عورتوں کے لئے بھی مسواک سنت ہے اگر سخت لکڑی سے تکلیف ہو دنداسہ استعمال کرلیں اس سے بھی سنت ادا ہوجائے گی۔ (خیر الفتاویٰ : ۷۹/۲)

نماز میں وساوس سے بچنے کی ترکیب

مردوں کی طرح بعض خواتین کو بھی یہ شکایت ہوتی ہے کہ نماز میں وساوس بہت آتے ہیں خیال جمتا نہیں ہے۔ تو وساوس کو دفع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تلاوت اور تسبیحات وغیرہ کی طرف دھیان رکھے ہر لفظ کو منہ سے نکالنے سے پہلے یہ خیال کرلے کہ اب یہ لفظ منہ سے نکال رہا ہوں سوچ سوچ کر ہر لفظ زبان سے نکالے جب دھیان ہٹ جائے تو یاد آنے

پر پھر الفاظ ومعانی کی طرف دھیان کو لے آئے پھر خیال ہٹے تو پھر الفاظ کی طرف متوجہ ہو جائے چند دنوں تک ایسا کرنے سے انشاء اللہ فائدہ ہوگا اور وساوس میں تخفیف ہونا شروع ہو جائے گی۔

بالغہ عورت کے لئے جہراً قرأت کرنے کا حکم

بالغہ عورت کے لئے فرض نماز میں جہراً تلاوت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ عورت کی آواز بھی بعض فقہاء کے نزدیک ستر میں داخل ہے۔

وعلی هذالوقيل اذا جهرت بالقرأة فی الصلوٰة فسدت كان مستجهاً الخ. (شامی : ۳۷۷/۱)

لیکن راجح قول کی بنیاد پر نماز فاسد نہ ہوگی۔

(ملخص از خیر الفتاویٰ : ۳۰۹/۲)

عورت کے لیے قیام کی کیفیت:

عورت حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان فاصلہ رکھیں ہاں رکوع وسجود کی کیفیت مرد وعورت کی مختلف ہے، قیام میں برابر ہے۔ (امداد الاحکام : ۳۷٤/۱)

عورتوں کے لئے نماز میں جوڑا باندھنے کا حکم

چونکہ عورتوں کے سر کے بال ستر میں داخل ہیں اس لئے اگر وہ سر کے بالوں کو جمع کر کے پیچھے گدی پر باندھ لے تاکہ دوران نماز نہ کھلیں اس میں کوئی کراہت نہیں۔ البتہ مردوں کے لئے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

وفی نيل الاوطار عن العراقی وهو مختص بالرجال دون النساء لان شعرهن عورة يجب ستره فی الصلوٰة فاذا نقضته ربما استرسل وتعده ستره فتبطل صلاتها. (۲۳۵/۲)

مسافر کی نماز

جب کوئی مرد یا عورت اپنے وطن سے اڑتالیس میل شرعی (انگریزی ۸۰ کلومیٹر) یا

اس سے دور جانے کی نیت سے اپنے شہر کی حدود سے باہر نکل جائے تو وہ چار رکعت والی فرض نماز کو دو رکعت پڑھے گا۔ اس کو قصر کہا جاتا ہے اور یہ قصر کرنا واجب ہے اگر کوئی قصر نہیں کرے گا تو گناہ گار ہوگا۔

مسافر سنت پوری پڑھے

البتہ سنتوں کو پوری پڑھے گا اس میں کوئی قصر نہیں ہے۔ الا یہ کہ سفر جاری ہو، کسی ریلوے اسٹیشن پر یا بس اسٹاپ پر اترا ہو جلدی میں ہو تو سنتوں کو چھوڑنے کی اجازت ہے۔

(احسن الفتاویٰ)

اور مسافر کے لئے قصر کا حکم اس وقت تک ہے جب تک اپنے وطن واپس نہ آجائے، یا کسی جگہ پندرہ روز یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت نہ کرلے۔

عورت شادی کے بعد میکے میں قصر کرے

اگر کسی خاتون کی شادی مدت سفر پر ہوئی یعنی خاوند کا گھر اس کے گاؤں سے اڑتالیس میل شرعی سے دور ہے تو ایسی صورت میں جب عورت اپنے والدین سے ملنے آئے اور وہاں پندرہ دن سے کم رہنے کا ارادہ ہو تو عورت پر قصر کرنا لازم ہے۔ کیونکہ رخصتی کے بعد اقامت وسفر میں عورت خاوند کے تابع ہے والدین کا گھر اس کا وطن نہیں رہا۔ لہٰذا اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنا ہو تو قصر کرے۔ اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پھر پوری نماز پڑھے۔

ثم المعتبر فی السفر والاقامة نیة الاصل دون التبع کالخلیفة والامیر مع الجند والزوج مع زوجته الخ. (کبیری: ص ۹۸)

عورتوں کے لئے موزوں پر مسح کا حکم

وہ موزے جن میں مسح کے جواز کی شرائط پائی جائیں عورتیں بھی مردوں کی طرح ایسے موزوں پر مسح کرسکتی ہیں۔ اگر مقیم ہوں تو ایک دن ایک رات تک اور مسافر ہوں تو تین دن تین رات تک مسح کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں۔

نماز میں تاخیر کرنے کی عادت

خواتین میں ایک عمومی مرض ہے کہ نماز وقت مقررہ پر نہیں پڑھتیں بلکہ اس میں سستی کرتی ہیں کبھی بالکل آخری وقت میں پڑھتی ہیں اور کبھی تو قضاء ہی کر دیتی ہیں۔

یہ بہت ہی غلط بات ہے کہ نماز جیسی اہم عبادت کی ادائیگی میں اس طرح سستی برتی جائے۔

جناب نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کرو۔

۱- جب نماز کا وقت ہو جائے۔

۲- جب جنازہ حاضر ہو جائے۔

۳- جب غیر شادی شدہ عورت کے لئے کوئی مناسب رشتہ مل جائے۔

(ترمذی شریف)

حدیث کے پہلے جز میں یہی حکم دیا گیا ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اس میں تاخیر نہ کی جائے۔ خصوصاً عورتوں کو اس کا بہت اہتمام کرنا چاہئے کیونکہ مردوں کو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنی ہوتی ہے وہ مسجد کے نظم کے پابند ہیں، اور خواتین کے لئے ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے وہ اول فرصت میں نماز سے فارغ ہو جائیں۔

بعض خواتین اس سلسلہ میں مختلف بہانہ کرتی ہیں کہ، بچہ نے پیشاب کر دیا، کپڑا ناپاک ہے وغیرہ، سوچنا چاہئے اللہ تعالیٰ کو ایک ایک چیز کی خبر ہے۔ بروز قیامت جب اللہ تعالیٰ کے دربار میں حاضری ہوگی اور نماز کے متعلق سوال ہوگا کیا ایسا بہانہ کر کے نجات پا سکیں گی؟ ہرگز نہیں، اس لئے خوب اہتمام کے ساتھ فرائض وغیرہ کو ادا کریں۔

صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں اس نماز کی بہت زیادہ تاکید اور فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبدالمطلب سے فرمایا کہ اے عباس! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں آپ کو بخشش کروں، کیا میں آپ کو، بہت مفید چیز سے باخبر کروں، کیا میں آپ کو ایسی چیز دوں کہ جب آپ اس کو کریں گے، تو اللہ تعالیٰ آپ کے سب گناہ اگلے اور پچھلے پرانے اور نئے خطاء کئے ہوئے یا جان بوجھ کر، چھوٹے بڑے، چھپ کر کئے ہوئے یا ظاہراً سب معاف فرمادے گا۔ وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت نفل نماز "صلوٰۃ التسبیح" اس طرح سے پڑھیں کہ جب الحمد شریف اور سورۃ پڑھ چکیں تو کھڑے کھڑے رکوع سے پہلے کلمہ (سوم) سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر، پندرہ مرتبہ کہیں، پھر رکوع کریں تو رکوع میں ان کلمات کو دس دفعہ کہیں پھر رکوع سے کھڑے ہو کر (قومہ میں) دس مرتبہ پھر سجدہ میں جا کر دس مرتبہ پھر سجدہ سے اٹھ کر دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر دس مرتبہ، پھر دوسرا سجدہ کریں اور اس (دوسرے سجدہ) میں دس مرتبہ، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ کر دس مرتبہ پڑھو اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو یہ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ ہوئے، (اور چاروں رکعتوں میں ملا کر ۳۰۰ ہوئے)

یہ ترکیب بتا کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو اگر یہ نہ ہو سکے تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو مہینہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ ہو سکے تو سال بھر میں ایک بار پڑھ لیا کرو، اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ تو پڑھ ہی لو۔ (ابن ماجہ، ابو داؤد، ترمذی)

صلوٰۃ التسبیح کے مسائل

ان تسبیحات کو زبان سے ہرگز نہ گنے، کیونکہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

انگلیاں جس جگہ رکھی ہوں وہیں رکھے رکھے دباتی رہیں۔

اگر کسی جگہ پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کرلے۔البتہ بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء رکوع سے کھڑے ہوکر اور دونوں سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب بیٹھے، تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضاء نہ کرے۔ان کے علاوہ جو ارکان ہیں ان میں قضاء کرلے۔

اگر کسی وجہ سے سجدۂ سہو پیش آجائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے البتہ کسی جگہ بھولے سے تسبیحات پڑھنا بھول آئی ہو جس سے ۷۵ کی تعداد میں کمی ہو رہی ہو اور اب تک قضاء نہ کی ہو تو اس کو سجدہ سہو میں پڑھ لے۔

صلوٰۃ التسبیح کا جو طریقہ لکھا گیا ہے اس کے علاوہ ایک طریقہ اور بھی ہے کہ ثناء کے بعد پندرہ دفعہ تسبیح پڑھے، اور قرأت کے بعد رکوع سے پہلے دس دفعہ پڑھے، نماز اسی طرح ہے۔البتہ اب سجدہ کے بعد بیٹھ کر پڑھنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

صلوٰۃ التسبیح جماعت سے ادا کرنا مکروہ ہے

بعض خواتین صلوٰۃ التسبیح کو جماعت سے ادا کرتی ہیں۔بعض مردوں کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے۔تو مسئلہ یہ ہے کہ یہ نفل نماز ہے نفل نماز کو جماعت سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔اس لئے اکیلے اکیلے ہی پڑھا کریں جماعت سے نہ پڑھیں۔

پھر خواتین کا الگ سے جماعت کرانا تو ویسے ہی مکروہ تحریمی ہے اس لئے خوب احتیاط کریں۔

ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره ذلك لو علی سبیل التداعی الخ. (درمختار : ص ٦٦٣، خیر الفتاوی : ٢/٤٨٣)

عورتوں کے لئے نماز تہجد کا ذکر

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک رات سرور کونین ﷺ گھبرا کر یہ کہتے ہوئے بیدار ہوگئے کہ سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر خزانے

اتارے گئے ہیں اور کس قدر فتنے نازل کئے گئے ہیں۔ ہے کوئی جوان حجرے والیوں کو اٹھادے، آپ ﷺ کی مراد ازواجِ مطہرات سے تھی کہ وہ (اٹھ کر) نمازیں پڑھیں (تا کہ رحمت خداوندی حاصل کرسکیں اور عذاب وفتنوں سے بچ سکیں کیونکہ) اکثر عورتیں دنیا میں تو کپڑے پہننے والی ہیں لیکن آخرت میں ننگی ہونگی۔ (بخاری شریف)

مطلب یہ ہے کہ جو مال اور خزانے امت محمد یہ ﷺ کے لئے مقدر ہو چکے سب آپ ﷺ کو معلوم ہو گئے تھے اسی طرح اس امت میں جتنے فتنے مقدر ہو چکے تھے وہ بھی اس رات میں آنحضرت ﷺ کو پہلے سے معلوم ہو گئے۔

حدیث کے آخری جز میں جو فرمایا کہ ''اکثر عورتیں دنیا میں تو کپڑے پہننے والی آخرت میں ننگی ہونگیں''اس سے مراد یہ ہے کہ اکثر عورتیں دنیا میں تو طرح طرح کے اور عمدہ سے عمدہ کپڑے پہنیں گی اور ان پر فخر ومباحات کریں گی۔ (جیسا کہ آج کل عورتوں کی عادت ہے کپڑے پر کپڑے بناتی ہیں اور ہر نئے فیشن کی تقلید کرتی ہیں) حالانکہ ان کی حالت یہ ہوگی کہ احکام خداوندی کو نہ ماننے کی وجہ سے وہ آخرت میں نیک اور اچھے اعمال سے خالی ہونگیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی تہجد کا اہتمام کرنا چاہئے۔ اس میں خوب کوشش کرنی چاہئے۔

اس حدیث سے ان عورتوں کو خاص طور پر عبرت حاصل کرنی چاہئے، جو آج کے فیشن زدہ دور میں کپڑوں کے معاملہ میں انتہائی بے راہ روی اور غیر شرعی طریقہ اختیار کئے ہوئے ہیں ایسے ایسے کپڑے استعمال کرتی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے خلاف ہے اور آخرت کے عذاب کے موجب ہیں۔ (مظاہر حق جدید)

استخارہ کی نماز

اگر کسی ایسے کام کا ارادہ ہو جو مباح ہو لیکن اس کی کامیابی وناکامی کے بارے میں تردد ہو مثلاً سفر کا ارادہ ہے، تجارت شروع کرنے کا خیال ہو یا نکاح کرنا چاہتے ہوں، یا اسی قسم کے دوسرے مباح کام کا ارادہ ہو تو سنت یہ ہے کہ اس سے پہلے استخارہ کرلیا جائے۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکروہ اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت استخارہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھے۔اس کے بعد یہ دعاء پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ واستَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ واسئالُکَ مِنْ فَضْلِکَ العَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلا اَقْدِرُ و تَعْلَمُ وَلَااَعْلَمُ واَنْتَ عَلَّامُ الغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھذا الاَمْرَ خَیْرٌ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعاقِبَۃُ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُم بَارِکْ لِیْ فِیْہِ واِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الاَمْرَ شَرٌّ لِیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃُ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ فَاقْدِرْلِیَ الخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثم اَرْضِنِیْ بِہٖ. (بخاری)

''اے اللہ! تیرے علم کے وسیلہ سے تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں۔اور تیری قدرت کے واسطہ سے نیک عمل کرنے کی تجھ سے قدرت مانگتا ہوں اور میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں، کیونکہ تو ہی (ہر چیز پر) قادر ہے، میں تیری مرضی کے بغیر کسی چیز پر قادر نہیں ہوں تو (سب چیزوں کو) جانتا ہے میں کچھ نہیں جانتا۔ کہ یہ کام یعنی مقصد میرے لئے دین میں میری دنیا میں میری زندگی اور میری آخرت میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما، اور اسے میرے لئے آسان بنادے پھر اس میں میرے واسطے برکت نازل فرما اور اگر تو اس امر (یعنی میرے مقصد اور میری مراد) کو میرے دین میری زندگی اور میری آخرت میں برا جانتا ہے تو مجھے اس سے اور اسے مجھ سے پھیر دے اور میرے لئے جہاں بھلائی ہو وہ مقدر فرما اسکے ساتھ مجھے راضی کردے۔''

اس کے بعد جس طرف دل کا رجحان ہو جائے اس پر عمل کر لے اس کے لئے کسی خواب کا آنا ضروری نہیں ہے اگر رجحان حاصل نہ ہو ایک سے زائد مرتبہ یعنی سات دن تک کرنے کی بھی روایت آئی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر رجحان حاصل نہ ہو تو ظاہری حالات کو دیکھ کر عمل کر لیا جائے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کسی ایک طرف رجحان ہو جانے کے باوجود بھی ظاہری حالات کو دیکھ کر رجحان کے خلاف بھی عمل کیا جاسکتا ہے دلی رجحان پر عمل کرنا ضروری نہیں ہے۔

کیونکہ استخارہ کی حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک دعاء ہے اس سے مقصود اللہ تعالیٰ سے خیر پر مدد طلب کرنا ہے یعنی استخارہ کے ذریعہ بندہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتا ہے جو کچھ کروں اس کے اندر خیر ہو جو کام میرے لئے خیر نہ ہو اس کو مجھ سے اور مجھے اس سے روک دیجئے۔

(ماخوذ از بوادر النوادر: ۲/۴٦٤)

مختصر استخارہ

ایک روایت میں یہ مختصر استخارہ بھی منقول ہے اگر کسی کو جلدی ہو اور کوئی وقتی و ہنگامی کام ہو تو اسے چاہئے کہ صرف یہ دعاء پڑھے:

" اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ وَلَاتَکِلْنِیْ اِلیٰ اِخْتِیَارِیْ ."

''اے اللہ میرے حق میں تیرے نزدیک جو بہتر اور مناسب ہو اسے میرے حق میں مقدر فرما مجھے میرے اختیار کا پابند نہ بنا۔'' (مظاهر حق جديد: ۱/۸٦۱)

بیمار کی نماز

وعن عمران بن حصين رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم صل قائماً فان لم تستطع فقاعداً فان لم تستطع فعلى جنب. (رواه البخارى)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ اگر اس کی بھی طاقت

نہ ہوتو لیٹ کر پڑھ۔ (مشکوٰۃ: ص ۱۱۰ از بخاری)

بیمار کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کا حکم

نماز کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہوکر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر پڑھے، اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدے کرے۔

بیمار کا رکوع سجدہ

اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے۔

اگر ایسی حالت ہو کہ کھڑے ہونے کی قوت ہو لیکن کھڑے ہونے سے بہت تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے، تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

رکوع سجدہ پر قدرت نہ ہو تو

اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو لیکن رکوع اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو چاہے تو کھڑے ہوکر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ اشارہ سے ادا کرے اور چاہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، دونوں طرح اختیار ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

صاحب فراش بیمار کی نماز کا طریقہ

اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے، اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ نیچا کرے، اور اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے، لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور آسمان کی طرف نہ رہے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ کرے، یعنی سر کو زیادہ آگے بڑھا دے تا کہ رکوع سجدہ میں

فرق ہو جائے۔

اس صورت میں اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنے یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے تو یہ بھی جائز ہے۔لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

بے ہوشی کی حالت کی قضاء نمازوں کا حکم

اگر بے ہوش ہو جائے تو ہوش آنے کے بعد دیکھیں کہ بے ہوشی ایک دن ایک رات سے زیادہ رہی ہے یا اس سے کم، پس اگر ایک دن ایک رات بیہوشی رہی یا اس سے کم رہی تو اتنے اوقات کی قضاء نمازیں پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ بے ہوشی ہوگئی تو واجب نہیں ہے۔ایک دن ایک رات کا مطلب چوبیں گھنٹے گزر جانا نہیں ہے بلکہ پانچ نمازوں کے اوقات گزر جائیں تو یہ ایک دن ایک رات میں شمار ہے، اور چھ فرض نمازوں کے اوقات پورے گزر جائیں تو یہ ایک دن ایک رات سے زیادہ میں شمار ہوگا۔

نماز کے دوران عذر لاحق ہوگیا

جب نماز شروع کی اس وقت تندرستی تھی، پھر جب تھوڑی نماز پڑھ لی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ اب کھڑی نہیں رہ سکتی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے ورنہ رکوع سجدہ سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہوگیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں ہے تو لیٹ کر باقی نماز پوری کرے۔

نماز کے دوران بیمار صحت یاب ہوگیا

اگر بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی جس میں رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا، پھر نماز ہی میں تندرست ہوگئی تو اسی نماز کو کھڑے ہو کر پوری کرے۔

مریض نماز کے دوران رکوع سجدہ پر قادر ہوگیا

اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی، اس لئے سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا، پھر جب کچھ نماز پڑھ لی تو اچھی ہوگئی کہ اب سجدہ کرنے کی طاقت آ گئی، تو اب یہ نماز

جاتی رہی اس کو پھر سے پڑھے۔

جو مریض استنجاء پر قادر نہ ہو

خدانخواستہ فالج گرا، اور ایسی بیماری ہوگئی کہ پانی سے استنجاء نہیں کر سکتی، تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے، اور اگر کپڑے یا ڈھیلے سے بھی پونچھنے کی طاقت نہ ہو تب بھی نماز قضاء نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے۔

معذور کی تعریف اور احکام

کسی کی ایسی نکسیر پھوٹی کہ بند ہی نہیں ہوتی، یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے، کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا، یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اور اتنا وقت نہیں ملتا کہ وضو سے نماز فرض پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ''معذور'' کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا وضو باقی رہے گا، البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا، اور پھر سے کرنا پڑے گا، اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کی ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی، اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت باقی رہے گا، نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، البتہ اگر پیشاب پاخانہ کیا یا سوئی چبھ گئی، اس کی وجہ سے خون نکل آیا تو وضو جاتا رہے گا، پھر دوبارہ وضو کرنا لازم ہوگا۔

معذور ایک وضو سے کتنی نمازیں پڑھ سکتا ہے

معذور نے جس نماز کے لئے وضو کیا ہے جب اس نماز کا وقت چلا گیا تو اب دوسرے وقت کے لئے دوسرا وضو کرے اور اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور وقت کے اندر اندر اس وضو سے فرض، سنت، واجب قضاء اداء اور نفل نماز جو چاہے پڑھے۔

معذور کس وقت شمار ہوگا

معذور ہونے کا حکم اس وقت لگاتے ہیں جب کہ پورا ایک نماز کا وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون وغیرہ اسی طرح برابر بہتا رہا اور اتنا بھی وقت نہ ملا کہ اس وقت کی فرض نماز

وضو سے پڑھ لی جاتی، اگر بغیر عذر کی حالت کے اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے فرض نماز پڑھی جاسکتی تھی تو اس کو معذور شرعی نہ کہیں گے، اس کو خوب سمجھ لو، کیونکہ اس کے بارے میں بہت سے لوگ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ (ماخوذ از تحفۂ خواتین)

کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کے احکام

کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ:

۱۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا کس صورت میں جائز ہے اور بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں بھی اشارہ سے پڑھنا کس مجبوری میں جائز ہے؟

۲۔ اگر کوئی شخص سامنے یا دائیں بائیں، ٹانگیں نکال کر بیٹھ کر سجدہ کرسکتا ہو تو کیا وہ اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے؟

۳۔ اگر کوئی شخص علیحدہ نماز پڑھے تو زمین پر سجدہ کرنا ممکن ہے اور باجماعت نماز ادا کرے تو زمین پر سجدہ نہیں کرسکتا تو کیا زمین پر سجدہ کرنے کیلئے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟

۴۔ بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہونے کی صورت میں جو شخص کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور سامنے ٹیبل رکھ کر اس پر سجدہ کرسکتا ہو اور اس کے باوجود رکوع وسجود اشاروں سے ادا کرے تو کیا نماز ادا ہو جائے گی یا سامنے ٹیبل رکھنا ضروری ہے؟

۵۔ مجبوری کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے ٹیبل رکھنا ممکن نہ ہو جس کی وجہ سے اشاروں سے سجدہ کرنا پڑتا ہے اور تنہا نماز پڑھے تو سامنے ٹیبل رکھنا ممکن ہے تو ایسی صورت میں کیا ٹیبل رکھ کر سجدہ کرنے کے لئے جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے؟

منجانب

(حضرت مولانا) محمد عاشق الٰہی (صاحب مدظلہم)

مدینہ منورہ

الجواب حامداً ومصلیاً

۱۔ کسی بیماری کی وجہ سے اگر کھڑے ہوکر فرض نماز پڑھنا ممکن نہ ہو یا کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی وجہ سے کسی بیماری کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں بیٹھ کر رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں باقاعدہ جھک کر رکوع وسجدہ کرنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی البتہ اگر بیماری کی وجہ سے رکوع وسجدہ پر بھی قدرت نہ ہو تو پھر سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرنا جائز ہے۔

۲۔ اگر کوئی شخص سامنے یا دائیں بائیں ٹانگیں نکال کر بیٹھ کر سجدہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ کسی بھی ہیئت میں بیٹھ کر سجدہ کرنے کی اگر قدرت ہو تو سجدہ کرنا ضروری ہے، سجدہ کرنے کی قدرت ہوتے ہوئے اشارہ سے سجدہ کرنا درست نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی۔

۳۔ جماعت سے نماز ادا کرنا سنت مؤکدہ یا واجب ہے اور سجدہ نماز کے اندر فرض ہے اور فرض کی ادائیگی واجب کی ادائیگی پر مقدم ہے، لہٰذا جماعت میں شامل ہونے کی وجہ سے اگر سجدہ کرنا ممکن نہ ہو اور تنہا نماز پڑھنے میں سجدہ ادا ہوتا ہو تو ایسی صورت میں نماز کی جماعت میں شامل ہونے کیلئے مسجد نہ جائے بلکہ گھر پر نماز پڑھے اور نماز کو سجدہ کے ساتھ ادا کرے، جماعت میں شامل ہوکر نماز کا سجدہ ترک کرنا جائز نہیں۔

۴۔ جو شخص قیام اور رکوع وسجدہ کرنے کی قدرت رکھتا ہو اس کے لئے کھڑے ہوکر نماز پڑھنا اور باقاعدہ رکوع، سجدہ کرنا فرض ہے، بیٹھ کر فرض نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی اور اگر کوئی شخص صرف قیام پر قادر نہیں البتہ رکوع وسجدہ کرسکتا ہو تو اس کے لئے کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے لئے باقاعدہ رکوع، سجدہ کرنا ضروری ہے محض اشارہ سے رکوع سجدہ کرنا جائز نہیں، اس سے نماز نہیں ہوگی، لہٰذا کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں سامنے ٹیبل وغیرہ رکھ کر اس پر سجدہ کرنا فرض ہے البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ وہ ٹیبل اونچائی میں کرسی یا اسٹول کے برابر ہو اگر کرسی سے اونچی ہو تو ایک یا

دو اینٹ سے زیادہ اونچی نہ ہو کیونکہ اس سے زیادہ اونچی ٹیبل پر سجدہ کرنا درست نہیں۔

(کذا فی أحسن الفتاوی : ٤/٥١)

بشرطیکہ گھٹنے بھی کرسی پر رکھے، معہذا ایسا کرنا گناہ ہے، زمین پر بیٹھ کر نماز ادا کرنا چاہئے۔

اور اگر کوئی شخص بیٹھ کر نماز پڑھنے پر تو قادر ہو لیکن رکوع وسجدہ کرنے پر قدرت نہیں ہے تو وہ کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کر کے نماز ادا کر سکتا ہے، اس صورت میں اس کے لئے سامنے ٹیبل وغیرہ رکھنا ضروری نہیں۔

کوئی شخص زمین پر بیٹھ کر تو رکوع وسجدہ پر قادر نہ ہو لیکن کرسی پر بیٹھ کر رکوع وسجدہ پر قادر ہو تو کیا حکم ہوگا؟

۵۔ اس سوال کے جواب میں یہ تفصیل ہے کہ جو شخص قیام پر قادر نہ ہو لیکن کرسی پر یا زمین پر بیٹھ کر باقاعدہ رکوع وسجدہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے رکوع وسجدہ کرنا فرض ہے خواہ زمین پر رکوع وسجدہ کرے یا کرسی کے سامنے ٹیبل رکھ کر اس پر رکوع وسجدہ کرے لہٰذا اس صورت میں اگر کوئی شخص قیام پر قدرت نہ ہونے کی وجہ سے کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھے اور گھر میں سامنے میز رکھ سکتا ہے لیکن مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے میں میز رکھنا ممکن نہ ہو اور وہ زمین پر سجدہ نہ کر سکتا ہو تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ مسجد کی جماعت ترک کر دے اور ممکن ہو تو گھر میں باجماعت نماز پڑھے ورنہ اکیلے نماز پڑھے کیونکہ سجدہ پر قدرت ہونے کی وجہ سے سجدہ کرنا فرض ہے اور باجماعت نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے، واجب یا سنت مؤکدہ کی وجہ سے فرض کو ترک کرنے سے مفتی بہ قول کے مطابق نماز نہیں ہوگی۔

لیکن اگر کسی شخص نے اس کے باوجود بیٹھ کر مسجد میں اشاروں کے ساتھ رکوع سجدہ کر کے نمازیں ادا کرلیں تو ان نمازوں کا اعادہ کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں بہت زیادہ ہوں جس کی وجہ سے ان کا اعادہ کرنا

مشکل ہوتو چونکہ بعض فقہاء کرام کے اقوال کے مطابق قادر علی القیام منفرداً کے لئے بھی مسجد میں بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے، اس لئے ان کے قول کی بناء پر اعادہ ضروری نہیں، لیکن آئندہ کے لئے احتیاط بہر حال ضروری ہے اور اگر اس طرح پڑھی ہوئی نمازیں اتنی زیادہ نہ ہوں کہ ان کا اعادہ مشکل ہو تو مفتی بہ قول کے مطابق ان کا اعادہ ضروری ہے۔

اور اگر اسے رکوع وسجدہ کرنے پر قدرت نہ ہو تو سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کرے لہٰذا اس صورت میں چونکہ ٹیبل وغیرہ رکھنا ضروری نہیں ہے اس لئے مسجد میں سامنے میز وغیرہ رکھے بغیر جماعت کے ساتھ نماز پڑھے، جماعت کو ترک نہ کرے۔

(ماخوذ رجسٹر فتاویٰ دارالعلوم کراچی)

بیٹھ کر نماز پڑھنے کی عادت:

بعض خواتین کی عادت ہے کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتی ہیں اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ نفل نمازیں اگر چہ بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ لیکن بیٹھ کر پڑھنے کی صورت میں کھڑے ہو کر پڑھنے کا آدھا ثواب ملے گا۔

عن عمران بن حصین قال سألت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن صلاة الرجل وهو قاعد قال من صلی قائما فهو افضل ومن صلاها قاعداً فله نصف اجر القائم.

(سنن ترمذی: ۱/۷٤ باب ماجاء ان صلوٰۃ القاعدہ علی النصف من صلوٰۃ القائم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

لہٰذا جب تک طاقت اور قوت موجود ہو نفل نمازیں بھی کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے، تاکہ ثواب پورا حاصل ہو اگر کھڑے کھڑے تھک گئے یا ضعف وکمزوری کی وجہ سے کھڑے ہونے کی ہمت نہ ہو تو بیٹھ کر ہی پڑھ لے۔

تراویح اور سنت مؤکدہ بیٹھ کر پڑھنے کا حکم

سنت فجر اور تراویح کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ سنت فجر بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں، اور بعض جواز کے قائل ہیں۔ تراویح کو فقہاء نے سنت فجر کے حکم میں داخل کر کے بیٹھ کر پڑھنے کو نا جائز کہا ہے۔ علامہ شامی اور قاضی وغیرہ کا رجحان اس طرف ہے کہ سنت فجر کے حکم میں نہیں لیکن احتیاطاً حتی الامکان تراویح کو کھڑے ہو کر پڑھنا چاہئے۔

لما فی الدرالمختار وعنها (ای فرائض الصلوٰة) القیام فی فرض وملحق به كنذر وسنة فجر فی الاصح وقال الشامی ناقلا عن الحلیه . وسنة الفجر لا تجوز قاعداً من غیر عذر باجما عهم كما هو روایة الحسن عن ابی حنیفة كما صرح به الخلاصة فكذا التراویح، وقیل یجوز ...... قال قاضی خان وهو الصحیح .

(شامیه باب صفة الصلوٰة : ۱/۲۹۹ مثله فی شرح منیة الكبیر : صـ ۲٦۷ غنیة المستملی : صـ ۲۷۰ طبع سهیل اکیڈمی لاهور)

بہر حال سنت فجر اور تراویح کے علاوہ دوسری سنن مؤکدہ میں فقہاء حنفیہ کا اتفاق ہے کہ قیام فرض نہیں مستحب ہے، البتہ چونکہ سلف کا تعامل سنن مؤکدہ کو کھڑے ہو کر پڑھنے کا ہی رہا ہے اس لئے حتی الوسع اس تعامل کو ترک نہ کرنا چاہئے۔

(ماخوذ از فتاویٰ عثمانی : ۱/٤٤۳)

غلط خیال کی اصلاح

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ سن بلوغ تک پہنچنے کے بعد جو نمازیں چھوٹ گئیں ان کو قضاء کئے بغیر صرف توبہ کرنے سے فرض ذمہ سے ساقط نہ ہوگا، بلکہ قضاء کرنا ہی ضروری ہے، اگر قضاء کرتے کرتے موت کا وقت آ جائے، اور ذمہ میں کچھ نمازیں رہ جائیں ان کے فدیہ کا وصیت کرنا لازم ہے۔ اس بارے میں بعض لوگوں میں یہ غلط خیال مشہور ہے کہ نفل پڑھنے

سے قضاء نمازوں کا فرض ذمہ سے اتر جاتا ہے بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ رمضان المبارک میں نفل پڑھنے سے ستر فرض نمازیں ذمہ سے اتر جاتی ہیں۔ یہ محض شیطانی خیالات ہیں شریعت میں اس کا کوئی اصل نہیں، بلکہ فوت شدہ نمازیں پوری کی پوری قضاء کرنا ضروری ہے۔

نمازوں کا فدیہ

فوت شدہ نمازیں قضاء نہ ہوسکیں تو فدیہ کی وصیت کرنا لازم ہے، ورثہ میت کے تہائی مال سے فدیہ ادا کرنے کا شرعاً پابند ہیں، فدیہ کی مقدار یہ ہے کہ ہر نماز کے بدلہ میں ایک فطرہ کی مقدار فدیہ ادا کرے، اور دن کی پانچ نمازوں کے علاوہ وتر کا فدیہ ادا کرنا بھی لازم ہے، یہ حکم مرد وعورت دونوں کیلئے ہے۔

دعاء کا طریقہ

خواتین کو چاہئے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد خوب دل جمعی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعاء مانگیں۔ اس طرح کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں اس کے بعد جناب نبی کریم ﷺ پر درود بھیجیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت وکبریائی کے خوب استحضار کے ساتھ اپنے گناہوں پر ندامت کا اظہار کریں اور اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگیں اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں مانگیں۔ اپنی اولاد کے لئے اور والدین دیگر عزیز واقارب کے حق میں بھی دعا خیر کریں۔ پھر آخر میں درود شریف پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کریں پھر ''آمین'' کہتے ہوئے منہ پر ہاتھ پھیریں۔

دعاء مانگنے کی فضیلت

جناب نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

" الدعاء مخ العبادة. " (ترمذی)

یعنی دعاء مانگنا عبادت کا مغز ہے۔

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ''دعاء عین عبادت ہے۔''

دعاء بعینہٖ عبادت اس لئے ہے کہ قلب کی پوری توجہ اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانے گڑگڑانے اور دعاء مانگنے میں بندگی کا کامل ترین اظہار ہوتا ہے، اسی لئے کوئی عبادت دعاء سے خالی نہیں ہے۔ (حصن حصین)

اور جناب نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس شخص کے لئے دعاء کا دروازہ کھولدیا گیا (یعنی دعاء مانگنے کی توفیق دی گئی ہے) اس کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے گئے اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگی جاتی ہیں ان میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند یہ ہے کہ ان سے دنیا وآخرت میں عافیت کی دعاء مانگی جائے۔ (حصن حصین)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وقال ربکم ادعونی استجب لکم ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جهنم داخرین ﴾ (سورة الغافر : ٦٠)

"اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعاء مانگا کرو، میں تمہاری دعاء قبول کروں گا بے شک جو لوگ (ازراہ تکبر) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ ضرور جہنم میں داخل ہونگے ذلیل وخوار ہوکر۔"

اس کے علاوہ بھی بہت سی آیات واحادیث میں دعاء کے فضائل واہمیت کا بیان ہوا ہے۔ اس لئے کوشش کی جائے کہ مختلف اوقات کی مسنون دعاؤں کو یاد کرکے ان کا بھی اہتمام کیا جائے اور اس کے علاوہ نمازوں سے فارغ ہوکر بھی دعاء کا خصوصی اہتمام کریں۔

خواتین نماز کے بعد ان دعاؤں کا اہتمام کریں

چند محبوب دعائیں

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰی وَالتُّقٰی وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰی. (مسلم)

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ، وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ، وَارْزُقْنِیْ. (مسلم)

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِیْنِی الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ، وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ

فیھا مَعَاشِیُ، وَاَصْلِحْ لِیُ آخِرَتِیُ التّی فِیُھَا مَعَادِیُ واجْعَلِ الحَیَاۃَ زیادۃ فِیُ کُلِّ خیرٍ وَاجْعَلِ الموتَ رَاحَۃً لِیُ من کُلِّ شَرٍّ. (مسلم)

اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیُ خَطِیئتِیُ وَجَھلِی واسرَافِیُ فِیُ اَمْرِیُ، وما اَنْتَ اعلَمُ به منّیُ، اللّٰھُمَّ اَغْفِرْلِیُ جِدّی وَھزلِیُ وخَطَئِیُ وَعَمَدِیُ، وکُلَّ ذٰلِکَ عِنْدِیُ، اللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیُ مَاقدَّمْتُ ومَااَخَّرْتُ، وما اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وما اَنْتَ اَعْلَمُ بِه منّی، اَنْتَ الْمقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُوانت علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ.

(بخاری، مسلم)

انسان کی زندگی بہت ہی مختصر اور ناپائیدار ہے اس فانی زندگی پر بھروسہ کرکے احکام خداوندی سے روگردانی کرنا بہت ہی گھاٹے کا سودا ہے۔ ہر سانس کی قدر کرنی لازم ہے، کیونکہ جو سانس ایک مرتبہ باہر نکلا وہ دوبارہ واپس نہیں ملے گا جبتک زندگی کی رمق باقی ہے سانس کا آنا جانا رہے گا لیکن ہر نکلنے والا سانس زندگی کے ایک حصہ کو غیر محسوس طور پر ختم کرتا ہے، اس لئے انسان کو چاہئے زندگی کے ہر ہر لمحہ کو قیمتی سمجھتے ہوئے۔ان کی قدر کریں اور اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کی پابندی کریں خصوصاً خواتین پردے کے احکام کی پابندی کریں اور شریعت کے ظاہری و باطنی احکام کی خوب پابندی کریں اور عبادات میں سب سے اہم حکم جو نماز ہے اس کے مسائل اس رسالہ سے ازبر یاد کریں اور اپنی نماز کو سنت کے مطابق بنانے کی مکمل کوشش کریں ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ ہر مسلمان کو احکام خداوندی کی پابندی کی توفیق عطاء فرمائیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ محمد والہٖ وصحبہ أجمعین.

بندہ احسان اللہ شائق عفا اللہ عنہ

استاذ و مفتی

جامعہ حمادیہ، کراچی

۲۹/ جمادی الثانیہ ۱۴۲۳ھ